إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

اسلام کی باتیں

از

الحاج مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی

دینی بک ڈپو - دہلی

قیمت مجلد دو روپے ۲ پچیس ۲۵ پیسے

پیشِ لفظ!

اسلام دینِ کامل ہے اور اپنے ماننے والوں کی پوری زندگی کو ہدایت کے راستہ پر ڈالتا ہے۔ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح پوجا پاٹ کے چند خاص طریقوں کا نام نہیں ہے اور نہ وہ ایسا مذہب ہے جو انسانی زندگی کے چند شعبوں کو اپنا پابند بنا کر باقی زندگی کو آزاد چھوڑ دیتا ہو۔

اسلام مہد سے لیکر لحد تک انسانی زندگی کا رہنما ہے اور وہ رہنمائی اختیاری نہیں بلکہ لازمی ہے، اسلام زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے واقع سے لیکر بڑے سے بڑے مسئلے کو اپنی ہدایت کے تحت رکھنا چاہتا ہے۔

پیشِ نظر کتاب "اسلام کی باتیں" دینِ حق کے احکام اور ہدایات کا مکمل مجموعہ ہے۔ ایمانیات سے لیکر تمام ارکانِ اسلام اور اسلامی تہوار اور معاشرت کے ضروری پہلو اور انکے متعلق ضروری ہدایات اس کتاب میں آپ کو ملیں گی۔ اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ دینی بک ڈپو کے معیار کے مطابق زبان اور اندازِ بیان بالکل سادہ اور سہل رہے۔ شروع کتاب میں سوال و جواب کا ڈھنگ اختیار کیا گیا ہے تاکہ دینی مکاتب کے لڑکے اور لڑکیاں بھی کتاب سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

ارکانِ اسلام روزہ، نماز، حج اور زکوٰۃ پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے اور ضروری مسائل کو پوری احتیاط کے ساتھ درج کیا گیا ہے

یہ کتاب قارئین کو بڑی سے بڑی کتابوں سے بے نیاز کر دیگی۔ اور جن مسائل کی ہر وقت ضرورت پڑتی ہے وہ اس کتاب میں باسانی مل سکیں گے۔

اذکار و مشاغل سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے بھی یہ کتاب ایک مستند حزبِ اعظم کا کام دے سکتی ہے، کیونکہ اس میں تمام نوافل، بزرگوں کی دعائیں اور اس کے طریقے نقل کئے گئے ہیں۔

آخر میں نکاح اور جمعہ کے خطبے بھی درج کر دئے گئے ہیں، تاکہ بوقتِ ضرورت ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

خدا تعالیٰ ملّتِ اسلامیہ کو اپنی پوری زندگی اسلام کے تحت گزارنے کا عزم و حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اس کتاب کے جملہ حقوق بنام ارشد سعید مالک دینی بک ڈپو محفوظ ہیں۔

اخلاق حسین قاسمی

۲ر جولائی ۱۹۶۵ء

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاگردوں کا حلقہ قائم تھا، اُستاد صاحب دینیات کا درس دے رہے تھے، جو بات شاگردوں کی سمجھ میں نہیں آتی تھی وہ پوچھ لیتے تھے۔

اس سوال و جواب سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام رسولوں کی تاریخ بیان ہو گئی اور شریعت کے تمام ارکان کی تعلیم شاگردوں کے سامنے آ گئی۔

ضروری معلوم ہوا کہ وہ تمام سوالات مع جوابات کے تمام مسلمانوں کے لیے قلم بند کر دیے جائیں، تاکہ حضرات انبیاؑ کی تاریخ اور اسلام کی مکمل تعلیم نہایت اختصار اور سادگی کے ساتھ مرتب ہو جائے۔

اُستاد کی ابتدائی تقریر

میرے عزیز شاگردو! خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، تمام کارخانہ عالم کو اس نے پیدا کیا ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، وہی مارتا ہے، وہی جلاتا ہے، نہ اس کی ذات کے لئے زوال ہے، نہ فنا ہے، ہر برائی اور بھلائی اس کے سامنے عیاں ہے، اس کے علم سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں، اس کے حکم کے بغیر کوئی ذرہ حرکت نہیں کر سکتا۔

یہ تمام دنیا جو تم دیکھ رہے ہو ایک دن فنا ہو جائے گی۔ دنیا میں دل لگانا برا ہے، دنیا کے سروسامان پر بھروسہ کرنا نقصان کا سودا ہے وقت کی قدر کرو، ایک لمحہ بھی بیکار نہ جانے دو۔ صبح ہوتی ہے، انسان اپنی بشری ضرورتوں سے فارغ ہوتا ہے، ایک گھڑی دن چڑھ جاتا ہے یہ ایک گھڑی تمھاری عمر کی کم ہوتی ہے، دن چڑھتا ہے تم اپنے کام دھندوں میں مشغول ہو جاتے ہو دوپہر کا کھانا کھاتے ہو، کھانے کے بعد ذرا آرام کرتے ہو، پھر کام دھندوں میں لگ جاتے ہو، شام آجاتی ہے، رات کا پیغام لے آتی ہے۔

- لیجیے دن ختم ہو گیا، یہ ہے دنیا کی بے ثباتی۔

میرے عزیزو! اس وقت کو غنیمت جانو، فرصت کا یہ وقت تمھیں پھر نصیب نہ ہوگا، فکرِ معاش تمھیں سر کھجانے کی مہلت نہ دے گا۔

تمھیں اپنی زندگی بنانی ہے، خدا تعالیٰ نے تمہارے واسطے

"دین حق" کا راستہ مقرر کیا ہے، اسی کے مطابق تمھیں زندگی بسر کرنی ہے، وہ دین حق "اسلام" ہے۔

س :۔ شاگرد ــــ استاد محترم! آپ نے فرمایا "ہمارا مذہب اسلام ہے، لیکن یہ تو بتائیے کہ اسلام سے پہلے کون سا مذہب تھا؟

ج ۔ اُستاد :۔

عزیزو! اسلام صرف ہمارا ہی مذہب نہیں، حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے اسلام ہی مذہب حق چلا آرہا ہے، یہی مذہب حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا اور اُن کی اُمتوں کا مذہب رہا ہے۔

صرف جزئی مسائل اور فروعی احکام میں معمولی تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جیسا وقت دیکھا، جیسے حالات دیکھے اسی کے مطابق احکام نازل کر دیئے، البتہ بنیادی احکام، توحید، قیامت اور نبوت میں بالکل یکسانیت رہی۔

س ۔ شاگرد :۔

اُستادِ محترم! یہ دنیا کب بنائی گئی اور اس میں انسان کیسے آباد ہوئے، مہربانی فرما کر عالم کی پیدائش کی تاریخ بیان فرما دیجیے؟

آفرینش عالم اور حضرت آدمؑ

اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس دنیا کی عمر سات ہزار برس کے قریب

ہے۔

اس دنیا میں سب سے پہلے حضرت آدمؑ پیدا کئے گئے۔ حضرت آدمؑ ہی سے نسلِ انسانی کا سلسلہ شروع ہوا، آدمؑ جنّت میں رہتے تھے اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوتے تھے۔ تمام فرشتے آدمؑ کا ادب کرتے تھے اور خدا کے خلیفہ کی طرح ان کا احترام کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

آدمؑ کو جب تنہائی نے پریشان کیا تو حضرت حق تعالیٰ نے ان کے سکونِ خاطر کے لئے حضرت حوّا کو ان کی بائیں پسلی سے پیدا کیا۔ حوّا سب سے پہلی عورت تھیں۔ آدم و حوّا میاں بیوی کی حیثیت سے جنّت میں ایک عرصہ تک رہتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو ہدایت کر رکھی تھی کہ دانۂ گندم کو ہاتھ نہ لگانا اس کے علاوہ تمام نعمتیں تمہارے لئے ہیں۔

شیطان کی نافرمانی

خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو بنا کر فرشتوں کو حکم دیا یہ میرا خلیفہ ہے اسے سجدہ کرو۔ یہ سجدہ تعظیم و تکریم کے لئے تھا۔ حکمِ الٰہی سُن کر تمام فرشتے آدمؑ کے سامنے جُھک گئے مگر عزازیل نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا یہ بولا، خداوندا! آدمؑ مٹی سے بنایا گیا ہے اور میں آگ سے بنایا گیا ہوں، پھر یہ کیا انصاف ہے کہ مجھے آدمؑ کے سامنے جُھکنے کا حکم دیا جا رہا ہے؟

اس نافرمانی پر شیطان کو آسمانوں سے نکال دیا گیا اور قیامت تک اس پر لعنت بھیجنے کا اعلان کر دیا گیا۔

شیطان کون تھا؟

شیطان جنات سے تعلق رکھتا تھا، اس نے اس قدر عبادت کی تھی کہ ترقی کر کے آسمانوں پر پہنچ گیا اور فرشتوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس کا نام عزازیل تھا، نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے اس کا نام ابلیس اور شیطان پڑ گیا۔

ابلیس کو حضرت آدمؑ کے ساتھ اسی وقت سے حسد ہو گیا تھا جس وقت سے وہ آدم کی وجہ سے مردودِ بارگاہ ہوا تھا اور آسمانوں سے نکالا گیا تھا۔ اس کے بعد سے وہ اس تاک میں لگا رہا کہ کسی طرح آدمؑ و حوّا سے خدا کی نافرمانی کرائے اور انھیں بھی جنّت سے باہر کرا دے۔

آدمؑ کو دانۂ گندم کھانے سے روک دیا تھا، ابلیس نے اس راستہ سے آدمؑ و حوّا کو بہکایا۔ پہلے حوّا کے دل میں ڈالا کہ وہ اس غلّہ کو استعمال کرے۔ خدا تعالیٰ نے تم دونوں کو اس کے کھانے سے اس لئے روک دیا ہے کہ وہ تمھیں جنّت سے نکالنا چاہتا ہے اور اس دانۂ گندم میں ہمیشگی اور دوام کی زندگی ملتی ہے۔ اگر تم نے یہ دانہ کھا لیا تو تمھیں جنت میں ہمیشگی کی زندگی نصیب ہو جائے گی۔

آدمؑ و حوّاؑ ابلیس کے بہکانے میں آ گئے، اور دانہ گندم کھالیا۔ بس کیا تھا خدا کا حکم ہوا کہ تم دونوں جنّت سے نکل جاؤ، زمین پر تمھیں ٹھہرنا ہے، وہیں محنت کر کے پیٹ بھرنا پڑے گا۔

آدمؑ و حوّاؑ خدا کا حکم پاکر زمین پر اُتر آئے اور اپنی خطا پر سالہا سال روتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک عرصہ کے بعد دونوں کی توبہ قبول کرلی۔

آدمؑ و حوّاؑ سے نسلِ انسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ روایت بیان کی جاتی ہے کہ آدمؑ و حوّاؑ کی زندگی میں ان کی اولاد، بیٹے، پوتے، نواسے وغیرہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ چکے تھے۔

اب آدمؑ و حوّاؑ اور شیطان، دونوں زمین پر پہنچ چکے تھے، آدمؑ و حوّاؑ خدا کے حکم کے مطابق زمین کو آباد کرنے میں مصروف تھے اور شیطان زمین پر فساد برپا کرانے کی تاک میں رہتا تھا۔

سب سے پہلا عظیم گناہ جو شیطان نے آدمؑ کی اولاد سے کرایا وہ یہ تھا کہ آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کردیا۔

قصّہ یہ ہوا کہ شروع میں حضرت آدمؑ کی اولاد کے درمیان آپس میں لڑکے لڑکی کا رشتہ ہوتا تھا۔ خدا کی قدرت یہ تھی کہ حضرت حوّاؑ کے بطن سے ایک ہی دفعہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی تھی۔ شادی کے وقت اتنا خیال رکھا جاتا تھا کہ ایک بطن کی بہن اور دوسرے

بطن کے بھائی کے درمیان رشتہ قائم کیا جائے، اور ایک ہی بطن کے دونوں بہن بھائی نہ ہوں۔

اتنا بچاؤ آدمؑ کی شریعت نے ضروری قرار دیا تھا۔ اسی دستور کے مطابق حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹے قابیل کی ہم بطن بہن اقلیما کی شادی ہابیل کے ساتھ کرنی چاہی، اور ہابیل کی ہمزاد بہن کی شادی قابیل کے ساتھ کرنی چاہی۔

قابیل کی ہمزاد بہن بہت حسین تھی اور ہابیل کی ہمزاد بدشکل تھی۔ قابیل کو یہ بات ناگوار گزری کہ اس کی حسین صورت بہن ہابیل کے نکاح میں چلی جائے اور ہابیل کی بدصورت بہن اس کے نکاح میں آجائے۔

قابیل نے اپنے باپ آدمؑ سے شکایت کی۔ حضرت آدمؑ نے شریعت کے حکم کے سامنے مجبوری ظاہر کی، البتہ قربانی کی تجویز سامنے رکھی دونوں بھائیوں نے اپنی اپنی قربانیاں پیش کیں۔ خدا تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی کو قبول کرلیا اور اس زمانہ کے دستور کے مطابق آسمان سے ایک آگ آئی اور وہ اس قربانی کو جلاکر چلدی۔

قابیل کو چاہیئے تھا کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوجانے کے بعد خاموش ہوجاتا، مگر وہ برابر اپنی ضد پر اڑا رہا اور اس فکر میں رہنے لگا کہ کسی طرح ہابیل کو قتل کرکے اپنی ہمزاد بہن پر قبضہ کرلے۔

ایک روز شیطان ایک آدمی کی صورت میں نمودار ہوا۔ اس

کے ہاتھ میں ایک پرندہ تھا۔ اس آدمی نما شیطان نے اس پرندہ کا سر پتھر پر رکھا اور دوسرے پتھر سے اس کا سر کچل دیا۔

قابیل نے قتل کرنے کی یہ ترکیب اپنی آنکھوں سے دیکھی، وہ اسی فکر میں تھا کہ ہابیل کو قتل کس طرح کروں؟ یہ ترکیب دیکھ کر وہ ہابیل کی تلاش میں نکلا۔ ہابیل سو رہا تھا۔ قابیل نے ایک پتھر لے کر اس کے سر پر دے مارا جس سے ہابیل ہلاک ہو گیا۔ ہابیل کی عمر اس وقت بیس سال تھی۔ قابیل قتل کرنے کے بعد پریشان ہوا کہ اس کی لاش کو کس طرح چھپاؤں۔

کہتے ہیں کہ قابیل اپنے بھائی ہابیل کی لاش کو ایک کپڑے میں لپیٹا ہوا چالیس روز تک اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔ لاش میں سڑاند پیدا ہو گئی، وہ بے حد پریشان تھا کہ اس لاش کو کیا کروں؟

ایک روز اس نے ایک کوّے کو دیکھا کہ وہ دوسرے کوّے کو مار کر اسے زمین میں دفن کر رہا ہے۔

قابیل نے اسی ترکیب سے ہابیل کو زمین میں گاڑ دیا۔

روایت ہے کہ خدا کی زمین پر یہ سب سے پہلا قتل تھا۔ اس گناہِ عظیم کے سرزد ہونے سے قابیل کا تمام جسم سیاہ ہو گیا، تمام حیوانات اور انسان اس سے نفرت کرنے لگے۔ وہ جس طرف نکل جاتا لڑکے اس کے پتھر مارتے۔ قابیل اس گناہ کی نحوست میں ایسا گرفتار ہوا کہ وہ کفر میں مبتلا ہو گیا۔ آتش پرستی کرنے لگا۔ اس کے

ایک بیٹے نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو اسے پتھر مار کر ہلاک کر دیا
جیسا گناہ اس نے کیا تھا، اسی قسم کی سزا اسے مل گئی ۔
حضورؐ نے فرمایا ہے :۔
"دنیا میں جو بھی قتل ہوتا ہے اس کے گناہ میں قابیل شریک ہوتا ہے، کیونکہ قتل کے گناہ پہلا مجرم قابیل تھا اور پہلا خون اسی نے کیا تھا"

س، شاگرد محمود :۔
کیوں جناب! آپ نے بتایا ہے کہ شیطان بڑا جاننے والا تھا پھر اس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیوں کی، کیا اسے اپنے بدترین گناہ کے نتائج کی خبر نہ تھی ؟

ج، اُستاد :۔
محمود! تم نے سوال بڑا معقول کیا۔ شیطان جانتا تھا کہ میں خدا کی نافرمانی کر کے اس بلند منصب سے معزول کر دیا جاؤں گا، لیکن حسد کی آگ نے اسے جلا دیا اور وہ یہ گناہ کر بیٹھا، اس سے حضرت آدمؑ کی عظمت برداشت نہ ہو سکی ۔

ایک روایت میں آتا ہے، لوح محفوظ میں شیطان نے لکھا ہوا دیکھا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم[1] ۔ اس وقت اس کا نام عزازیل تھا۔ یہ بولا :۔ خداوندا! یہ شیطان مردود کون ہے؟ جواب

---

[1] میں پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے ۔

ملا:- یہ ہمارا ایک بندہ ہے، جو ہمارے انعامات سے سرفراز ہے
یہ میری نافرمانی کرے گا اور میں اِسے راندۂ درگاہ کروں گا۔
عزازیل بولا:- الٰہی! اس بندہ کو مجھے دکھا دے تاکہ میں اسے
ہلاک کردوں۔ جواب مِلا:- تو اسے بہت جلد دیکھے گا۔
اس کے بعد عزازیل ہر قدم پر ہزار سجدے کرتا تھا اور یہ کہتا تھا
لَعنَ اللہُ علیٰ اِبلِیس[1]۔
عزازیل کو کیا خبر تھی کہ وہ ابلیس اور شیطان میں ہی ہوں؟

تمام رسولوں پر ایمان

س، شاگرد ساجد:-
اُستادِ محترم! آپ نے فرمایا، تمام رسولوں کا مذہب "اسلام"
تھا اور یہی مذہب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ تمام رسول اور نبی ایک ہی سلسلہ کی
کڑیاں ہیں اور سب نے ایک ہی سرچشمۂ ہدایت سے فیض پایا
ہے۔
پھر کیا وجہ ہے کہ ایک رسول کے ماننے والے دوسرے
رسول کی تکذیب کرتے ہیں؟

---

[1] خدا تعالیٰ ابلیس پر لعنت نازل کرے۔

ج، استاد:-

میرے عزیز شاگرد! تمھارا یہ سوال بڑا اہم ہے، تم نے قوموں کی اصل گمراہی کو پالیا ہے۔

اصل بات یہی ہے کہ تمام رسول ایک ہی پیغام کی دعوت دینے آئے اور وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، ہم تو صرف خدا کے رسول اور بندے ہیں۔ لیکن قوموں نے اللہ کے رسولوں کے اس پیغام کو چھوڑ دیا اور ان رسولوں کی بندگی شروع کردی اور پھر ہر قوم نے اپنے رسول کے سوا دوسرے رسولوں کو جھٹلانا اور ان کی تکذیب کرنا شروع کردی۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رسولوں کے بنیادی پیغام کو دہرایا، اصل دعوت کو زندہ کیا، آپؐ نے اعلان فرمایا:-

"خدا کے سوا کسی کی بندگی نہیں، میں اللہ کا رسول ہوں، مجھ سے پہلے جس قدر رسول آئے وہ بھی یہی پیغام دیتے آئے، اس لئے ان سب پر بھی ایمان لاؤ، ان سب کا احترام کرو"

آپؐ کے اس پیغام سے عیسائی اور یہودی عقائد پر ضرب کاری لگی اور جو قومیں خدا کے نیک بندوں کو پوج رہی تھیں، ان کے مذہب پر بھی چوٹ لگی۔

عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہہ کر ان کی پوجا کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ وہ تمام رسولوں کا انکار کرتے ہیں۔

یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور تمام رسولوں کا انکار کرتے ہیں۔
اور یہ دونوں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔
لیکن نبی آخر الزمانؐ ان تمام رسولوں پر ایمان لانا اور ان کا احترام کرنا ضروری قرار دیتے ہیں۔ آپؐ کو ماننے والا اگر کسی نبی کو نہ مانے گا تو اس کا ایمان قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

یہ تعلیم اس بات کا ثبوت ہے کہ آج اگر مذہب حق کہیں موجود ہے تو وہ قرآنِ حکیم ہے، قرآنِ کریم سے باہر گروہ بندی ہے، مذہب حق نہیں ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ[1]

قرآن کریم کی تعلیم ہے:۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۡ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ[2]

---

[1] بے شک دین برحق اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔ [2] کہو! ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس کلام پر جو ہم پر نازل ہوا، اور اس کلام پر جو ہم سے پہلے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ و یعقوبؑ اور ان کی اولاد اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور دوسرے رسولوں پر ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا، ہم ان رسولوں میں فرق نہیں کرتے، ہم اس خدا کے تابعدار ہیں۔

قیامت اور آخرت پر ایمان

س ، شاگرد حامد :-
اُستاد محترم ! آپ نے توحید اور رسالت پر تو بہت اچھی تقریر فرمادی اور ہماری سمجھ میں آگیا لیکن براہ کرم ایمان کے دوسرے ارکان بھی ارشاد فرمادیجیے"،

ج ۔ استاد :-

ایمان کے دوسرے ارکان توحید و رسالت کے علاوہ یہ ہیں :- قیامت، تقدیر، فرشتے، کتابیں ۔

قیامت

قیامت پر ایمان لانے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس بات پر اعتقاد رکھا جائے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر خدا کے سامنے پیش ہونا ہے اور اس کی عدالت سے ہر انسان کی پچھلی کارگزاریوں پر جزا و سزا کا جو فیصلہ ہوگا اس سے دوچار ہونا ہے ۔

آخرت میں ایمان اور عملِ صالح پر آرام اور راحت کی جو زندگی نصیب ہوگی اس کا نام جنت ہے ۔ اور کفر و انکار پر عذاب و مصیبت کی جو زندگی ملے گی اسے دوزخ کہتے ہیں ۔

جنت کی زندگی ہو یا دوزخ کی یہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گی ۔

قیامت میں گناہ گار مومنوں کے حق میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مقبول ہوگی ، شفاعتِ کبریٰ ہمارے حضورؐ کا عظیم منصب ہے ۔

تقدیر

تقدیر کو قضا و قدر بھی کہتے ہیں۔ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے یا ہوگا وہ سب خدا تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق ہو رہا ہے اور ہوگا اور ہر انسان اپنے عمل و کردار کے برُے بھلے نتائج کا خود ذمہ دار ہے۔

ہر سعادت مند بندے کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر اچھائی کو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہر برائی کے لئے اپنے نفس کو ملامت کرے۔

تقدیر کے مسئلہ کی باریکیوں میں جانے سے شریعت نے سختی سے روکا ہے۔

فرشتے

فرشتے خدا تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہیں، اس کارخانہ ہستی کے کارکن ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انھیں مختلف کاموں پر مقرر کر دیا ہے۔

موت، زندگی، رزق، بارش، ہوائیں یہ سب کام فرشتوں کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں۔

ان فرشتوں میں چار فرشتے بڑے درجہ کے ہیں:۔ جبرئیلؑ میکائیلؑ، عزرائیلؑ، اسرافیلؑ۔

خدا کے تمام سچے رسولوں نے ان فرشتوں کی خبر دی ہے۔ ہم اپنی آنکھوں سے انھیں دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں، ہمیں ان کے وجود میں شک نہ کرنا چاہیئے۔

کتابیں

خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے آسمانی کتابیں

اُتاری ہیں، یہ کتابیں رسولوں نے دنیا کے سامنے پیش کی ہیں۔

ان میں چار کتابیں بڑی شمار کی گئی ہیں۔ زبور حضرت داؤدؑ پر اُتاری گئی، توراۃ حضرت موسیٰؑ پر، انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور قرآن کریم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔

آج اگر کوئی کتاب بغیر کسی ردوبدل کے ہمارے پاس موجود ہے تو وہ قرآن کریم ہے۔

قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ خداتعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ قرآنِ کریم کے علاوہ کسی آسمانی کتاب کا یہ دعویٰ نہیں کہ وہ ہمیشہ محفوظ رہے گی، یہ دعویٰ قرآن کریم نے کیا ہے اور اس کے مطابق وہ آج تک محفوظ ہے۔ اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ قرآن کریم ہمارے حضورؐ کا زندہ معجزہ ہے اور انسانی ہدایت کا بہترین دستور ہے۔

ایمان کے یہ بنیادی ارکان ہیں، ان کے علاوہ قبر کے عذاب وثواب، قیامت کے قریب حضرتِ عیسیٰؑ کی آمد، پل صراط وغیرہ پر بھی اعتقاد رکھنا چاہیئے۔

اسلام کے پانچ کلمے

س۔ شاگرد احمد۔

استادِ محترم! اسلام کے پانچ کلمے کون سے ہیں، اور ان کا مطلب کیا ہے؟ براہِ کرم ذرا تفصیل سے بتا دیجئے۔

ج۔ استاد:۔

پہلا کلمہ پہلا کلمہ طیّب،
یہ اسلام کا بنیادی کلمہ ہے:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[1]

کلمہ کا پہلا جزء توحید کہلاتا ہے اور دوسرا رسالت، ایمان لانے کے لئے دونوں جزؤں کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص توحید کو مانے گا اور رسالتِ محمدیؐ کو تسلیم نہ کرے گا تو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

رسالتِ محمدیؐ کو ماننے کا یہ مطلب ہے کہ حضورؐ کو خدا کا آخری رسول اور سارے عالم کا نبی تسلیم کیا جائے۔

جو لوگ حضورؐ کو صرف عرب کا رسول مانتے ہیں، یا یہ کہتے ہیں کہ آپؐ تیرہ سو سال پہلے کے رسول تھے، اب آپؐ کی اتباع سے کام نہیں چل سکتا تو ایسا شخص منکر و کافر ہوگا۔ وہ حضور کے کتنے ہی گن کیوں نہ گائے اور کتنے ہی تعریف کیوں نہ کرے۔

دوسرا کلمہ شہادت اس کلمہ میں توحید اور رسالت پر ایمان لانے کا طریقہ بتایا گیا ہے:۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔[2]

---

[1] خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ [2] میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔

عربی میں شہادت اس زبانی اقرار کو کہتے ہیں جو دل کے یقین کے مطابق ہو، اگر دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ ہے تو وہ شہادت نہیں کہلائی جا سکتی۔

جو لوگ زبان سے تو حضورؐ کو خدا کا رسول کہتے ہیں، لیکن ان کے دلوں میں یہ یقین موجود نہیں تو وہ منافق ہیں، مومن نہیں۔

تیسرا کلمہ تمجید اس کلمہ میں خدا تعالیٰ کی بزرگی اور حمد و ثنا بیان کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے:۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ [1]

چوتھا کلمہ توحید اس کلمہ میں خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفتوں کے اقرار کا طریقہ بتایا گیا ہے:۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ [2]

---

[1] اللہ تعالیٰ پاک ہے، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بہت بڑا ہے، کوئی طاقت اور کوئی قوت خدا کی توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہوتی جو خدا بڑا بلند و برتر ہے۔ [2] خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، سلطنت اسی کی ہے، تمام تعریفیں بھی اسی کیلئے ہیں، وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے وہ زندہ ہے اور کبھی اس کیلئے فنا نہیں، بزرگی اور بخشش والا ہے، بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے اور ہر شئے پر قادر ہے۔

پانچواں کلمہ ردّ کفر

اس کلمہ میں کفر اور دوسرے گناہوں سے بیزاری اور بے تعلقی ظاہر کرنے کا طریقہ سکھلایا گیا ہے:- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِہٖ تُبْتُ عَنْہُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْکِذْبِ وَالْغِیْبَۃِ وَالْبِدْعَۃِ وَالنَّمِیْمَۃِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُھْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ[1]

دُعاءِ استغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَۃً وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ

---

[1] الٰہی میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے ساتھ کسی کو شریک قرار دوں اور میں جن گناہوں سے باخبر ہوں اور جن سے بے خبر ہوں، دونوں سے استغفار کرتا ہوں۔ میں بیزار ہوں کفر اور شرک سے، جھوٹ اور غیبت سے، بدعت اور چغلخوری سے، بے حیائی کی باتوں اور بہتان تراشی سے اور تمام گناہوں سے اور میں نے تیری فرمانبرداری قبول کی اور مسلمان ہوا۔ اور میں اقرار کرتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں

وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَكَشَّافُ الْقُلُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ[۱]

فضیلت بخاری شریف میں حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس دعا و استغفار کو جو شخص صبح کے وقت پڑھے گا اور شام سے پہلے اس کی وفات ہو جائے گی تو وہ شخص جنت میں جائے گا۔ اور جو اس دعا کو شام کے وقت پڑھے گا اور صبح سے پہلے مر جائیگا تو اسے بھی حضرت حق تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا۔

دعا سید الاستغفار اس دعا میں بھی گناہوں سے استغفار کرنے اور توبہ کرنے کا بہت مؤثر طریقہ سکھلایا گیا ہے:- اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

---

[۱] میں مغفرت چاہتا ہوں ہر اس گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر کیا، چھپ کر کیا یا علانیہ طور پر کیا۔

اور میں توبہ کرتا ہوں ان گناہوں سے جنھیں میں جانتا ہوں اور جنھیں میں نہیں جانتا۔ بے شک تو تمام چھپی باتوں کا جاننے والا ہے۔ عیبوں کا پردہ پوش ہے، گناہوں کا بخشنے والا ہے دلوں کا کھولنے والا ہے، کوئی طاقت و قوت نہیں مگر خدا کی توفیق سے جو

اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً وَّارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ[1]ؕ

ایمان مفصّل

اسلام میں جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے اِس کلمہ میں ان تمام باتوں کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ مسلمان اسے یاد کرلیں :- اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ[2]ؕ

ایمان مجمل

اس کلمہ میں ارکانِ ایمان کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے :- اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ[3]ؕ

---

[1] الٰہی! تو میرا پروردگار ہے، کوئی معبود نہیں مگر تو، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، میں عہد پر قائم ہوں اور وعدہ پر بھی قائم ہوں اپنی طاقت کے مطابق۔ میں اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو میں نے کی ہے۔ میں تیرے احسانات کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا بھی اقرار کرتا ہوں، بس مجھے بخشدے، تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں، بخشدے مجھکو اچھا بخشنا، رحم فرمادے مجھ پر، بے شک تو مہربان رحم کرنے والا ہے [2] میں اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، خیر و شر کے منجانب اللہ ہونے پر اور مرنیکے بعد زندہ ہونے پر۔ [3] میں خدا تعالیٰ پر اس کی تمام صفتوں اور پاک ناموں کے مطابق ایمان لایا، میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے، زبان سے اقرار کرتا ہوں اور دل سے اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

اسلام کے پانچ ارکان

س۔ شاگرد محمود:۔
استاد صاحب! اسلام کے وہ پانچ ارکان کون سے ہیں جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے اور ان ارکان کی تفصیل کیا ہے؟

ج۔ اُستاد:۔
اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر قائم ہے:۔

۱۔ توحید و رسالت کی شہادت دینا۔
۲۔ نماز قائم کرنا۔
۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔
۴۔ حج بیت اللہ کرنا۔
۵۔ رمضان شریف کے روزے رکھنا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت سے نقل کیا گیا ہے کہ حضورؐ نے اوپر کے پانچ ارکان کا تذکرہ فرما کر بتایا کہ ان پر اسلام کی بنیاد قائم ہے۔

نماز کا بیان

توحید و رسالت کا بیان اوپر ہو چکا، اب دوسرے ارکان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:۔

نماز کی فضیلت

نماز کے متعلق حضرت حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ

وَالْمُنْكَرِ ط [۱]

حضورؐ نے ارشاد فرمایا :۔

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ فَمَنْ اَقَامَهَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّيْنَ وَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّيْنَ [۲]

ایک حدیث میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص اچھی طرح وضو کرے گا، اور ہر نماز کو اپنے وقت میں ادا کرے گا، اور رکوع و سجدے پورے ادب کے ساتھ کرے گا، اللہ تعالیٰ کے ذمّہ اس شخص کا بخشدینا ہے اور جو شخص نماز سے گُریز کرے گا، اس کا معاف کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمّہ نہیں، چاہے معاف کرے چاہے نہ معاف کرے۔

غسل کا بیان

مرد اور عورت جب اپنے کپڑے پر نجاست کی تری پائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے، اسے احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔

۱؎ بے شک نماز بے حیائی کے کاموں اور بدکاری سے روکتی ہے۔

۲؎ نماز دین کا ستون ہے۔ جس شخص نے نماز قائم کی، اس نے دین کو قائم رکھا۔ جس نے اسے چھوڑ دیا، اس نے دین کی عمارت کو گرا دیا۔

اسی طرح جب مرد عورت کے ساتھ قربت کرے تو دونوں پر غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔

عورت جب حیض و نفاس سے فارغ ہو تو اس پر بھی غسل واجب ہوتا ہے۔

حیض کیا ہے؟ نو ۹ برس کی عمر سے پچپن ۵۵ برس کی عمر تک ہر مہینہ بالغ عورت کے رحم سے جو خون جاری ہوتا ہے، اسے حیض کہتے ہیں۔

یہ خون اگر تین رات دن سے کم اور دس رات دن سے زیادہ جاری رہے تو یہ بیماری کا خون ہوگا، اسے حیض نہیں کہتے۔

حیض کے خون کا رنگ مختلف ہوتا ہے، سرخی مائل، سیاہی مائل، البتہ سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں کہلاتی۔

نفاس کیا ہے؟ ولادت کے بعد عورت کے رحم سے جو خون جاری ہوتا ہے، وہ نفاس کہلاتا ہے

یہ خون زیادہ سے زیادہ چالیس دن آتا ہے۔

غسل کے فرض غسل کے تین ۳ فرض ہیں (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی دینا (۳) تمام جسم کو ایک بار دھونا۔

غسل کی سنتیں غسل میں چھ ۶ باتیں سنت ہیں (۱) دونوں ہاتھوں کو دھونا (۲) نجاست جس جگہ لگی ہو

اُسے دُور کرنا (۳) شرم گاہ کو دھونا (۴) وضو کرنا (۵) تمام جسم کو تین بار دھونا (۶) بعد میں دونوں پاؤں کو دھونا، اس وقت جب غسل کی جگہ پانی کھڑا ہوتا ہو، اگر پانی فوراً بہہ جاتا ہو تو اس کی ضرورت نہیں۔
عورت کی چوٹی اگر گندھی ہوئی ہو تو اس کیلئے بالوں کی جڑوں کا بھگونا کافی ہے، چوٹی کھولنا ضروری نہیں، اگر بال کھول کر غسل کرے تو بہتر ہے۔

غسل کی ترکیب

غسل کرنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھوئے، پھر ناپاکی جہاں لگی ہو اُسے دُور کرے، اگر ختنہ نہ ہوئی ہو تو عضو مخصوص کی کھال کے اندر پانی پہنچائے۔ پھر وضو کرے۔ انگلی میں اگر انگوٹھی تنگ ہو تو اسے ہلا کر اس جگہ کو تر کرے، اگر روزہ کی حالت میں نہ ہو تو غرارہ کرے اور اگر روزہ ہو تو تین دفعہ کلی کرے، پھر تمام جسم پر تین دفعہ پانی بہائے اور جسم کو اچھی طرح ملے، اگر پانی بہہ جاتا ہو تو وضو کے ساتھ پاؤں دھولے، اور اگر کھڑا ہو جاتا ہو تو اس جگہ سے باہر آکر پیر دھوئے۔

غسل کے بعد یہ دُعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَ عَنِّیْ بَعْدَ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَ اَمْسَکَ فِیْمَا یَنْفَعُنِیْ

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ[1]

اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو صرف کلمۂ شہادت پڑھ لے۔
تیمم کا بیان وضو کے بیان کے بعد آئے گا۔

وضو کا بیان

نماز کے لئے جو طہارت کی جاتی ہے اسے وضو کہتے ہیں۔ وضو میں چار فرض ہیں:-

(۱) تمام منھ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا (۳) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا (۴) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ان فرائض میں سے کسی ایک فرض کے چھوٹ جانے سے بھی وضو نہیں ہوگا۔

وضو کی سنتیں

وضو میں تیرہ سنتیں ہیں (۱) نیت کرنا (۲) دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا (۳) بسم اللہ پڑھنا (۴) مسواک کرنا (۵) کلی کرنا (۶) ناک کو پانی سے صاف کرنا (۷) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۸) داڑھی میں انگلیوں سے خلال کرنا (۹) انگلیوں میں خلال کرنا (۱۰) تمام سر کا مسح کرنا (۱۱) کانوں تک کا مسح کرنا (۱۲) ہر عضو کا پے در پے دھونا (۱۳) ترتیب قائم رکھنا۔

---

[1] خداوندا! میرے دل کو نفاق سے پاک کردے، اور میری شرم گاہ کو بے حیائی کے کاموں سے محفوظ رکھیو۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے میرے جسم سے اس چیز کو نکالا جو مجھے تکلیف دینی تھی اور اس چیز کو باقی رکھا جو میرے لئے نفع بخش تھی — اے خدا! مجھے بخشدے، تیری ہی طرف مجھے لوٹ کر آنا ہے۔

سنّتِ وضو کے ترک ہو جانے سے نماز کی فضیلت میں کمی آجاتی ہے۔

وضو کے مستحبات پندرہ ہیں (۱) بسم اللہ، الحمد للہ پڑھنا (۲) قبلہ کی طرف منھ کرنا (۳) داہنی طرف سے وضو شروع کرنا (۴) کلمۂ شہادت اور درود شریف پڑھنا (۵) اگر ہاتھ میں انگوٹھی یا چھلا ہو تو اسے پھرانا اور ہلانا (۶) گردن کا مسح کرنا (۷) ہر عضو پر ہاتھ پھیرنا (۸) موچھوں، ابروؤں اور آنکھوں کے کویوں کو تر کرنا اور ان میں پانی پہنچانا (۹) سر کے اگلے حصہ پر مسح کرنا (۱۰) زبان سے نیت کرنا (۱۱) وضو خود کرنا (۱۲) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا (۱۳) وضو کرکے خدا کا شکر ادا کرنا (۱۴) ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا (۱۵) وضو کے بعد کلمۂ شہادت اور اِنّا اَنزلنا پڑھنا
مستحبات کے چھوٹ جانے سے نماز کی فضیلت میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

مکروہاتِ وضو یہ ہیں (۱) ہاتھوں کو بغیر دھوئے پانی میں ڈالنا (۲) وضو کرتے ہوئے دنیا کی باتیں کرنا۔ (۳) پانی کم خرچ کرنا (۴) چہرہ پر زور سے پانی کا چھپکا مارنا (۵) دھوپ میں گرم ہونے والے پانی سے وضو کرنا (۶) سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۷) گندی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۸) وضو کرتے وقت منھ اور آنکھوں کو زور سے بند کرنا (۹) استنجاء کرنے کی جگہ وضو کرنا (۱۰) پیشاب کرنے کی جگہ استنجا کرنا (۱۱)

(۱۱) کسی برتن کو اپنے وضو کے لئے خاص کرنا (۱۲) تین بار سے کم دھونا۔

وضو تین باتوں سے ٹوٹ جاتا ہے

(۱) پیشاب، پاخانہ کرنے، ہوا خارج ہونے اور خون یا پیپ نکلنے سے (۲) سہارا لگا کر سونے سے۔ (۳) نماز میں قہقہہ لگانے سے۔

فرض، سنت اور مستحب کی تعریف

فرض وہ حکم ہے جو کسی یقینی دلیل سے ثابت ہو، فرض کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے، اس کو چھوڑنے والا عذابِ الٰہی کا مستحق ہوتا ہے۔

واجب وہ حکم ہے جو کسی دلیل ظنی سے ثابت ہو، جس میں شک کرنے کی گنجائش موجود ہو، واجب پر عمل کرنے سے ثواب اور ترک کرنے سے عذاب ہوتا ہے، البتہ اس کا منکر کافر نہیں ہوتا مثلاً نمازِ وتر وغیرہ۔

سنت وہ عمل ہے جسے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا، البتہ کبھی کبھی اسے ترک بھی کر دیا۔ سنت پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اسے چھوڑنے والا تنبیہ کا مستحق ہوتا ہے جیسے نمازِ فجر کی سنتیں۔

مستحب وہ عمل ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی کیا اور چھوڑ بھی دیا، علماء اور اولیاء اللہ اسے پسند کرتے ہیں۔ اس

پر عمل کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے والے پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا۔

تیمّم کا بیان

نماز کا ارادہ کرنے والا اگر پانی نہ پائے یا اگر پانی موجود ہو، مگر وہ یقین کرتا ہے کہ اگر میں نے وضو کیا تو مر جاؤں گا یا مرض زیادہ ہو جائے گا یا بیمار پڑ جاؤں گا، تو ایسی صورت میں اس کے لئے تیمّم کی اجازت ہے۔

پانی نہ ملنے کی صورت یہ ہے کہ پانی چھ ہزار گز کے فاصلہ سے کم پر نہ مل سکے۔

یہ فاصلہ مروجہ پیمائش کے لحاظ سے ایک میل ۵ فرلانگ اور ۲۰ گز ہوتا ہے۔

تیمّم کی نیت

تیمّم کی نیت یہ ہے:-

اَتَیَمَّمُ لِرَفْعِ الْحَدَثِ۔ [1]

اس کے بعد — ایک مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مار کر منھ پر پھیرے، جہاں تک وضو میں پھیرتے ہیں۔

دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیرے۔

بس تیمّم ہو گیا۔ یہ تیمّم وضو اور غسل دونوں کا ہے۔ اس تیمّم سے جو نماز چاہے پڑھے۔ جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں، وہی تیمّم کو بھی توڑ دیتی ہیں۔

---

[1] میں نجاست دور کرنے کے لئے تیمّم کرتا ہوں۔

ہر وہ پاک چیز جو زمین کی جنس سے ہو، اس پر تیمم جائز ہے۔

نماز کے مسائل

صبح کی نماز اور معمولات

شاگرد، استادِ محترم! اب آنجناب یہ بتائیے کہ ایک مسلمان کو صبح اٹھ کر کیا کیا کرنا چاہیے اور پانچ نمازوں کے اوقات اور حضورؐ کے معمولاتِ روزمرہ کیا کیا ہیں؟

اُستاد، عزیز شاگردوں!

میں نماز کے مسائل کی تفصیل سے باخبر کرتا ہوں، اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ ایک مسلمان کو پورا دن کس طرح گزارنا چاہیئے۔

عزیزانِ گرامی! ہر مسلمان کو صبح سویرے اٹھنا چاہیئے۔ دنیا کے تمام مذاہب نے سویرے اٹھنے پر زور دیا ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح سویرے اٹھنے کی وجہ سے رات کو سویرے سونے کی ہدایت فرمائی ہے۔ آپؐ نمازِ عشاء کے بعد قصّے کہانیوں اور دیگر فضول باتوں میں وقت خراب کرنے کی ممانعت فرمایا کرتے تھے۔

رسولِ پاکؐ کا یہ معمول نہ صرف عبادت گزاری کے لئے مناسب تھا بلکہ صحت اور تندرستی کو برقرار رکھنے کے لئے بھی لازمی ہے۔

پس ہر مسلمان کو صبح کی اذان سے اٹھنا چاہیئے، تاکہ ضروری حوائج

سے جلد فارغ ہو جائے۔

صبح کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر طلوعِ آفتاب تک رہتا ہے۔

صبح اُٹھ کر سب سے پہلے قضاءِ حاجت سے فارغ ہونا چاہیئے طہارت کے لئے پانی کے ساتھ تین یا پانچ مٹی کے ڈھیلے بھی ہوں تو اس کی بڑی فضیلت ہے۔

بیت الخلاء پہنچ کر سب سے پہلے بایاں پاؤں اندر داخل کرے اور یہ دُعا پڑھتا جائے:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

پھر قدمچوں پر بیٹھ کر قضاءِ حاجت سے فارغ ہو، اس عرصہ میں اپنے کپڑوں کو پاک رکھنے کی کوشش کرے۔

پاخانہ کرتے وقت خاموش بیٹھنا مناسب ہے۔ اس بات کی بھی احتیاط رکھے کہ پاخانہ میں نہ قبلہ رُو ہو کر بیٹھے نہ قبلہ پُشت ہو کر بیٹھے، بلکہ قبلہ اپنی داہنی یا بائیں جانب رکھے۔

ہمارے حضورؐ رفعِ حاجت کے لئے بستی سے دُور تشریف لے جاتے تھے، کیونکہ اس وقت گھروں میں پاخانہ کرنے کا رواج نہ تھا۔

پیشاب، پاخانے اور نہانے میں ہر مسلمان کو شرم و حیاء کا لحاظ

---

[1] خداوندا! میں تمام ناپاک اور خبیث چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

رکھنا ضروری ہے۔

شریعت نے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصّہ کو شرم گاہ اور ستر کے حکم میں رکھا ہے۔

عورت کا تمام جسم ستر کے حکم میں ہے، سوائے جسم کے ان حصوں کے جن کا ضرورت کے وقت کھلا رکھنا ضروری ہوتا ہے جیسے چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں پیر۔

شریعت نے دس جگہ پیشاب کرنے کی ممانعت کی ہے، اس کا خیال بھی رکھنا ضروری ہے:۔

(۱) کعبہ کی طرف منھ کر کے (۲) آفتاب کی طرف رُخ کر کے۔ (۳) چاند کی طرف رُخ کر کے (۴) راستوں میں (۵) درخت سایہ دار یا پھل دار کے نیچے (۶) قبرستان میں (۷) دریا اور نہر وغیرہ میں (۸) جس جگہ راکھ کا ڈھیر پڑا ہو، کیونکہ اس جگہ گندی روحوں کا گزر ہوتا ہے (۹) سخت زمین پر کیونکہ ایسی جگہ چھینٹیں اُڑتی ہیں (۱۰) سوراخ میں، کیونکہ ایسی جگہ طرح طرح کے خطرے ہوتے ہیں۔

اذان کا بیان

سب کاموں سے فارغ ہو کر اب اذان کا انتظار کریے ابھی، کا موذن بلند آواز سے یہ کلمات کہتا سنائی دے گا:۔

اذان۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ط[1]

فجر کے وقت کی اذان میں بعد حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے دو مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ[2] کہنا چاہیئے۔ اور اذان سننے والے کو چاہیئے کہ مؤذن کا جواب دے یعنی جیسا مؤذن کہے ایسا ہی سننے والا کہتا جائے۔ جب مؤذن کہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو اس کے جواب میں یہ کہنا چاہیئے:۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط جب اذان تمام ہو جائے تو درود شریف پڑھنے کے بعد یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّكَ

---

[1] خدا بہت بڑا ہے، خدا بہت بڑا ہے، خدا بہت بڑا ہے، خدا بہت بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ نماز کو آؤ، نماز کو آؤ، نجات کی طرف آؤ، نجات کی طرف آؤ، خدا بہت بڑا ہے خدا بہت بڑا ہے نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

[2] نماز نیند سے بہتر ہے۔

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ [1]

اذان وا قامت ہوتے وقت ہر مسلمان کو کلماتِ اذان اور کلماتِ اقامت دوہرانے اور اس کا جواب دینے کی تلقین اس لئے کی گئی ہے کہ مسلمان نماز کی پکار پر توجہ کرے تاکہ اس کے قلب پر اس کا اثر ہو، اور وہ ذکرِ الٰہی کے لئے یکسو ہو جائے۔

اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اپنی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے اذان کا جواب نہیں دے گا، مرتے وقت اس کی زبان پر کلمۂ شہادت جاری ہونا مشکل ہو جائے گا۔

اور جو شخص اقامت کا جواب نہیں دے گا، قیامت کے دن خدا کے حکم کے باوجود اس کا سر بارگاہِ الٰہی میں جھکنے سے قاصر رہے گا۔

اذان واقامت کے متعلق ضروری ہدایات

اذان شعائرِ دین میں سے ہے، اذان کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس شہر یا بستی

---

[1] اے اللہ! اے اس کامل پکار کے مالک اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! تو حضرت محمدؐ کو مقام وسیلہ عطا فرما، آپؐ کو بزرگی اور بلند درجہ دے آپؐ کو مقام محمود پر فائز کر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے، آپؐ کی شفاعت سے ہمیں بہرہ ور فرما قیامت کے دن، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ہیں مسلمان رہتے ہیں۔

اذان دینے والے کی بڑی فضیلت آئی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ خوش الحانی کے ساتھ اذان دے اور اس کی اذان سُن کر لوگوں کے دل یادِ الٰہی کی طرف کھینچنے لگیں۔

وہ بد آواز مؤذن جن کی آواز میں کشش کے بجائے کراہت اور بھدا پن ہوتا ہے انھیں چاہیئے کہ وہ یہ کام اپنے ذمہ نہ لیا کریں۔

مساجد کے اربابِ انتظام کا فرض ہے کہ وہ مؤذن اور امام خوش آواز رکھا کریں جو مسائل سے بھی واقف ہوں، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح اپنی مسجد میں خود اذان دیا کرتے تھے۔ اہلِ علم کو چاہیئے کہ وہ اذان دینے میں عار محسوس نہ کیا کریں۔

اذان بے وضوء دی جا سکتی ہے، لیکن اقامت بغیر وضوء کہنا مکروہ ہے۔

اذان کے الفاظ کو غلط سلط پڑھنا بڑا گناہ ہے، جن لوگوں کی زبان پر اذان کے کلمات نہ چڑھتے ہوں اور ان کا ادا کرنا مشکل معلوم ہوتا ہو وہ اذان دینے کی کوشش نہ کیا کریں۔

اذان سنتے ہی ہر مسلمان کو نماز کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے تاکہ وہ تکبیر اولیٰ کے اجر سے محروم نہ رہے۔

مسجد میں داخلہ

افضل یہ ہے کہ گھر سے وضوء کر کے چلنا چاہیئے

اور خدا کے گھر میں باوضوء داخل ہونا چاہیئے۔

نماز باجماعت واجب ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "جو مسلمان نماز پڑھنے کے لئے گھر سے مسجد کی طرف جاتا ہے تو اس کی راہ میں فرشتے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں اور ہر قدم پر اسے ایک نماز کا ثواب ملتا ہے"

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے سیدھا پاؤں رکھے، اور پڑھے

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ[1]

مسجد کے آداب مسجد خدا کا گھر ہے، اس میں پورے ادب کے ساتھ داخل ہو، اور پورے ادب کے ساتھ رہے۔ مسجد میں غل مچانا، لڑنا، جھگڑنا، بحث و حجت کرنا، جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے، بہت بُرا ہے۔ مسجد میں خاموش بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا اعتکاف کے برابر ثواب رکھتا ہے۔

ہو سکے تو مسجد میں جاکر دو رکعت تحیۃ المسجد کی ادا کرے۔ یہ مسجد میں داخل ہونے کا شکریہ ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ نماز کے لئے قبلہ رُخ کھڑا ہونے والا سب سے پہلے پڑھے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ؕ پھر جو نماز پڑھنا چاہتا ہے اس کی نیت کرے۔

---

[1] الٰہی! مجھ پر رحمت کے دروازے کھول دے۔

نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، البتہ اگر زبان سے بھی الفاظ ادا کرلے تو افضل ہے۔

نیت میں نماز کے وقت رکعتوں کی تعداد اور نماز کی نوعیت (کہ وہ فرض ہے یا سنت یا نفل) کا اظہار کیا جائے۔ نیت کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کرکے اُٹھائے اور ساتھ ہی اللہ اکبر کہے۔ اور دونوں انگوٹھوں کو کانوں کی لَو تک لے جاکر ان کو چھوئے اور پھر ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ داہنا ہاتھ اوپر ہو اور بایاں ہاتھ نیچے ہو، اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کا پہنچا پکڑے اور تین انگلیاں ہاتھ کے اوپر رکھ لے۔ نگاہ کو سجدے کی جگہ جمائے رکھے۔ پھر ثناء پڑھے، ثناء یہ ہے [1]

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط پھر سورہ فاتحہ

---

[1] الٰہی! میں تیری پاکی کے ساتھ اور تیری حمد و ثناء کے ساتھ تیری عبادت شروع کرتا ہوں، تیرا نام بابرکت ہے۔ تیرا مرتبہ بلند ہے، تیرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ مردود شیطان سے۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

یعنی الحمد شریف پڑھے اور اس کے ساتھ دوسری سورت ملائے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے، اس طرح کہ دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو مضبوط پکڑے، ہاتھ سیدھے رہیں، کمر اور سر برابر رہیں، نگاہیں دونوں پاؤں کے بیچ میں رہیں۔ اور رکوع میں یہ تسبیح کم سے کم تین دفعہ پڑھے: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ[1] پھر یہ پڑھتا ہوا کھڑا ہو جائے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ[2] کھڑے ہو کر ایک بار یہ پڑھے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ[3] پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں چلا جائے۔ سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھے اس کے بعد دونوں ہاتھ رکھے، اس کے بعد ناک زمین پر لگے اور پھر ماتھا ٹکے، نگاہ ناک کی طرف رہے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں سیدھی قبلہ رُخ رہیں، اس طرح جسم کے سات اعضاء زمین سے لگے رہیں، کہنیوں کا خیال رکھے کہ وہ زمین سے الگ رہیں۔

سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ تسبیح پڑھے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی[4]

---

[1] پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا [2] خدا نے اس بندہ کی بات سُن لی جس نے اس کی تعریف کی [3] اے ہمارے پروردگار! تعریف تیرے ہی لئے ہے۔
[4] پاک ہے میرا پروردگار جو بہت بلند ہے۔

پھر سجدہ سے اُٹھے اور دونوں ہاتھ زانو پر رکھ کر بیٹھ جائے اس طرح کہ داہنا پاؤں کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں کو زمین پر بچھالے اور اس پر بیٹھ جائے، بائیں پاؤں کی اُنگلیاں دائیں پاؤں کی طرف رکھے ۔ اور اپنی نظر کو دل پر جمالے ۔

عورتیں اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال لیں، اسے قعدہ کہتے ہیں ۔ قعدہ میں اطمینان سے بیٹھ کر پھر دوسرا سجدہ کرے ۔

چاروں رکعتیں اسی طرح ادا کرنی چاہئیں ۔

التحیات

دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد قعدہ میں التحیات پڑھی جاتی ہے، جو یہ ہے:۔

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

عہ تمام زبانی تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور تمام عبادتیں بھی اور پاک نذریں بھی، سلامتی نازل ہو آپؐ پر اے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ۔ سلامتی ہو ہم سب مسلمانوں پر اور خدا کے تمام نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں ۔

درود شریف

التحیات کے بعد درود شریف پڑھے، جو یہ ہے:-

[1] اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

پھر کوئی دعا پڑھے، دعائیں کئی منقول ہیں، دو دعائیں لکھی جاتی ہیں:-

(۱) رَبِّ [2] اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ط

---

[1] اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر، جس طرح رحمت نازل فرمائی تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر۔ بے شک تو قابلِ تعریف اور برگزیدہ ہے۔

الٰہی! برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر جس طرح برکت نازل فرمائی تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر، بے شک تو قابلِ تعریف اور برگزیدہ ہے۔

[2] خداوندا! مجھے اور میرے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کو بخش دے اس دن جس دن حساب کتاب قائم ہو۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا کَبِیْرًا وَّاِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط[1]

دُعاؤں کے بعد سلام پھیر دے، پہلے داہنی طرف پھر بائیں طرف۔ سلام میں سب نمازیوں کی اور فرشتوں کی نیت کرے کہ "اے اللہ! ان سب پر سلامتی نازل فرما"

یہ دو رکعت والی نماز کا طریقہ ہوا۔

چار رکعت یا تین رکعت والی نماز ہو تو پہلے قعدہ میں صرف التحیات پڑھے اور پھر کھڑا ہو جائے اور آخری قعدہ میں درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

نمازی اگر تنہا بلا جماعت ہو تو سلام پھیرنے میں صرف فرشتوں کی نیت کرے۔

جماعت کی فضیلت

نماز باجماعت کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"جو شخص پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے،

---

[1] الٰہی! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، بہت بڑا ظلم، تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں، تو مجھے اپنی عنایتِ خاص سے بخش دے۔ بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

خدا تعالیٰ اسے پانچ چیزیں عطا فرماتا ہے :-

(۱) قبر کے عذاب سے خلاصی اور نجات (۲) رزق کی کشادگی (۳) نماز کی خاص برکت اور روشنی (۴) دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کا ملنا جو علامت ہوگی نجات کی (۵) پُل صراط سے بآسانی گزر جانا "

حدیث میں آتا ہے :-

" نماز باجماعت کا درجہ علیٰحدہ نماز سے ایک سو بیس درجہ افضل ہے ۔ گھر میں جماعت کرے گا تو دس نمازوں کا ثواب ملے گا، مسجد میں جماعت ادا کرے گا تو پچیس نمازوں کا ثواب ملے گا اور جامع مسجد میں پانچسو نمازوں کا اجر عطا ہو گا "

افضل یہ ہے کہ جماعت کی نماز اپنے گھر کے قریب والی مسجد میں ادا کرے اور جمعہ کی نماز شہر کی بڑی مسجد (جامع مسجد) میں پڑھے اور عیدین کی نماز کے لئے شہر سے باہر مُصلّٰے (عید گاہ) میں ادا کرے ۔

سنتوں اور نفل نماز کے لئے یہ بہتر ہے کہ گھر میں ادا کرے ۔ فقہاء نے لوگوں کی غفلت کو دیکھ کر اس فضیلت پر زور دینا ضروری نہیں سمجھا، کیونکہ فرضوں کے ساتھ ساتھ سنتیں وغیرہ ادا کر لینا آسان ہے ۔ مسجد سے باہر نکل کر ہو سکتا ہے کہ دنیوی کاموں میں مشغول ہو جائے اور سنتیں اور نفل نماز رہ جائے ۔ البتہ جو حضرات اس خطرہ سے محفوظ ہونے کا یقین رکھتے

ہوں وہ گھر میں ادا کریں تو بہتر ہے۔

حضورؐ نے فرمایا:۔

"لوگو! اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ"

مطلب یہ ہے کہ گھروں میں نماز، تلاوت اور ذکرِ الٰہی کی رونق رکھا کرو، انھیں قبرستانوں کی طرح اللہ کے ذکر سے خالی نہ رہنے دیا کرو۔

گھروں میں سنتیں اور نوافل پڑھنے کی ایک بڑی مصلحت یہ بھی ہے کہ اہل وعیال میں نماز کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ بچے اپنے بڑوں کو دیکھ کر نماز کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

صحابۂ کرامؓ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کے لئے (مصلے بیت) نماز کی جگہ مقرر کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے اور حضورؐ کو اپنے گھروں میں بلوا کر نماز پڑھواتے تھے، تاکہ وہ حضورؐ کے قدموں کی برکت سے مقبولِ بارگاہ ہو جائے۔

عورتوں کے لئے اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم ہے ان کے لئے نہ مسجد میں آنا ضروری ہے اور نہ ان پر جماعت اور جمعہ واجب ہے۔

فقہاء احناف عیدین کی نمازوں میں بھی عورتوں کے عیدگاہ جانے کے خلاف ہیں، کیونکہ فتنۂ وفساد کا زمانہ ہے ایسے زمانہ میں عورتوں کا گھروں سے نکلنا خطرات سے خالی نہیں،

جماعت میں شریک ہوکر انھیں جتنا ثواب ملے گا وہ دوسرے خطرات کی وجہ سے برابر ہوجائے گا۔

شاگرد، عزیز:۔ حضرت استاد! آپ نے صبح کی نماز کے سلسلہ میں بہت کچھ بتا دیا، اب یہ فرمائیے کہ ایک مسلمان امام کے پیچھے اقتداء کرے تو اس کے لئے کیا ہدایات ہیں۔؟

امام کی اقتداء

استاد محترم:۔ میرے لائق شاگرد! تم نے یہ سوال بہت موقعہ پر کیا، کیونکہ جماعت کے تذکرہ میں جب تک اقتداء کے احکام نہ بتلائے جائیں اس وقت تک بات پوری نہیں ہوتی۔

عزیز گرامی! مقتدی کو چاہیئے کہ امام کے پیچھے نیت باندھ کر کھڑا ہوجائے اور پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ کر خاموش ہوجائے، اس کے بعد امام صاحب تلاوت کریں گے اور مقتدی خاموشی کے ساتھ سنے گا۔

فقہاء احناف امام کے پیچھے قرأت کرنے کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:۔ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ یہ آیت فقہاء احناف کی دلیل ہے، اگر تم سُنی مسلک کی پیروی کرتے ہو تو تمھیں اسی ہدایت پر چلنا چاہیئے۔ امام شافعیؒ امام بخاریؒ اور دوسرے ائمہ کے ماننے والے مقتدی کے لئے ضروری قرار

---

[۱] جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

دیتے ہیں کہ وہ امام کے پیچھے اسی طرح سورہ فاتحہ پڑھے جس طرح اپنی الگ نماز میں پڑھتا ہے۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اس تحقیقی مسئلہ کو جھگڑے کی بات نہ بنائیں اور اپنے اپنے مسلک پر چلیں۔

امام کی اقتداء کے سلسلہ میں دوسری بات یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ مقتدی امام سے پہل نہ کرے، جو مقتدی جلد بازی میں آکر امام سے پہل کرتا ہے اس کیلئے حضورؐ نے سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ ایسے جلد باز مقتدی کو ڈرنا چاہیئے کہ کہیں اس کا سر گدھا جیسا نہ ہو جائے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ مقتدی کو امام کے پیچھے الحمد شریف کے بعد آہستہ سے آمین کہنی چاہیئے، فقہاء احناف اسی کو افضل کہتے ہیں۔

دوسرے ائمہ کے ماننے والے آمین بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔

میرے لائق شاگرد! اس موقعہ پر ایک بات اور یاد رکھنا۔ آمین اور رفع یدین جیسے مسئلوں میں ایک دوسرے کو برا کہنا اور ایک دوسرے کے عمل کا مذاق اڑانا بہت گناہ کی بات ہے۔ ہمارے پیغمبرؐ کی ہر سنت وہ راجح ہو یا مرجوح قابلِ احترام ہے۔ اپنے اپنے اماموں کی تحقیق کے مطابق کسی ایک سنت کو اختیار کیا جا سکتا ہے، لیکن کسی سنت کی توہین کرنا ایک مسلمان کے لئے بڑی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے۔

نمازوں کے اوقات

استادِ محترم:- عزیزانِ من! اسی کے ساتھ میں تم ہر نماز کے اوقات

بھی بتادوں تو اچھا ہے۔

دیکھو! صبح کی نماز کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے۔ ظہر کی نماز کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد سے شروع ہو کر اس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے۔ ظہر کے بعد سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ مغرب کا وقت آفتاب کے غروب ہونے سے شفق کے غروب ہونے تک رہتا ہے۔ عشاء کا وقت غروب شفق سے صبح صادق تک رہتا ہے۔ وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک ہے۔

یہ نمازوں کے مقررہ اوقات کی حد بندی ہے، البتہ شریعت نے ہر نماز کے لئے اول وقت کو افضل کہا ہے۔ فقہاء احناف نے صبح اور گرمیوں کے موسم میں ظہر کی نماز کے لئے کچھ دیر سے نماز پڑھنے کو مستحب لکھا ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں میں جلدی کرنے سے اس بات کا اندیشہ ہے کہ لوگ جماعت میں شریک ہونے سے رہ جائیں گے۔ صبح کی نماز ہر موسم میں اور ظہر کی نماز گرمیوں میں دیر سے ادا کرنے میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ جماعت کے ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں۔ دوسرے علماء اس فائدہ کو اہمیت نہیں دیتے اور اول وقت کی فضیلت کو ہر موسم میں اور ہر نماز میں راجح قرار دیتے ہیں۔

اتنی بات اور بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عصر کی نماز سورج کے زرد ہونے کے بعد مکروہ ہو جاتی ہے۔ اور عشاء کی نماز کا وقت مستحب رات کے پہلے

نصف تک رہتا ہے۔ آدھی رات گزرنے کے بعد کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔

صلوٰۃ وسطیٰ

یوں تو تمام نمازیں فرضیت اور اہمیت کے لحاظ سے برابر ہیں لیکن شریعت نے صلوٰۃ وسطیٰ یعنی بیچ کی نماز پر زیادہ زور دیا ہے۔ حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی[1] یہ بیچ والی نماز کیا ہے؟ اس کی تفسیر میں صحابۂ کرام رض کے مختلف قول ہیں۔ بعض بزرگوں نے بیچ اور درمیان کے وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے درمیان کی نماز عصر کی نماز کو کہا ہے۔ بعض نے تعداد پر نظر رکھتے ہوئے مغرب کی نماز کو درمیانی نماز کہا ہے، کیونکہ چار اور دو رکعت کے درمیان تین رکعت والی نماز ہوتی ہے، بعض نے صبح کی نماز مراد لی ہے کیونکہ وہ رات کی تاریکی اور دن کی روشنی کے درمیان میں پڑھی جاتی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں، لیکن زیادہ قوی قول نمازِ عصر کا ہے، اسی تفسیر کو حضرت عمر رض، حضرت علی رض، حضرت عائشہ رض اور دوسرے جلیل القدر صحابہ رض نے اختیار کیا ہے۔ اور اسی کی تائید میں ایک حدیثِ صحیح بھی ملتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ[2]

---

[1] تمام نمازوں کی حفاظت کرو، اور بیچ والی نماز کی۔ [2] دشمنوں نے ہمیں درمیان والی نماز، نمازِ عصر سے باز رکھا۔

حاصل یہ کہ اس نماز کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔ اس نماز کی زیادہ تاکید اس لئے آئی ہے کہ یہ وقتِ عصر کاروبارِ دنیا کی بڑی مشغولیت کا وقت ہوتا ہے۔ اور کاموں کی گھماگھمی انسان کو نماز کی طرف متوجہ ہونے سے روکتی ہے۔ شریعت نے کہا کہ اسی نماز کی زیادہ اہمیت ہے جو نماز دنیا کے جھمیلوں اور رکاوٹوں کے باوجود اپنے وقت پر ادا کی جاتی ہے۔

نماز کے بعد کی دُعا

سلام پھیرنے کے بعد ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ آیۃ الکرسی یہ ہے:-

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ط وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ط وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ط

اور نمازِ فجر اور ظہر کے بعد اس دُعا کا پڑھنا افضل ہے:-

ع‍ خدا کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، زندہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ کائنات کو اُسی نے تھام رکھا ہے۔ اُسے نہ نیند آتی ہے، نہ اونگھ، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کی جناب میں سفارش کرے، وہ جانتا ہے جو آگے ہے اور پیچھے ہے، وہ اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جسقدر وہ چاہے۔ اسکی کرسی آسمان و زمین کو گھیرے ہوئے ہے، وہ ان کی حفاظت سے تھکتا نہیں، اور وہ بلند ہے، عظمت والا ہے۔

علے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اِیْمَانًا مُّسْتَقِیْمًا وَّفَضْلًا دَائِمًا وَّنَظَرًا رَحْمَۃً وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّعَقْلًا کَامِلًا وَّقَلْبًا مُّنَوَّرًا وَّتَوْفِیْقًا اِحْسَانًا وَّتَوْبَۃً نَّصُوْحًا وَّصَبْرًا جَمِیْلًا وَّاَجْرًا عَظِیْمًا وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّبَدَنًا صَابِرًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا مَّقْبُوْلًا وَّدُعَآءً مُّسْتَجَابًا وَّجَنَّۃَ الْفِرْدَوْسِ نَعِیْمًا وَّمُقِیْمًا بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ط وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اگر فرصت ہو تو اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، اللہ

علے الٰہی! ہم تجھ سے ایمان مستقیم، ہمیشہ رہنے والا فضل، رحمت کی نظر، فائدہ بخش علم، پوری عقل، روشن دل، توفیق نیکی کی، توبۂ پختہ، صبرِ جمیل، اجرِ عظیم، ذکر کرنے والی زبان، صبر کرنے والا جسم، وسیع روزی، قبول کی جانے والی کوشش، گناہ کی بخشش قبول ہونے والا عمل، قبول ہونے والی توبہ، جنت الفردوس، نعمتوں والی اور ہمیشہ رہنے کی جگہ اپنی رحمت سے اے رحم کرنے والے تمام رحمدلوں سے زیادہ درود و سلام نازل ہو اس ذات پر جو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ افضل ہیں اور ان کی آل پر اور صحابۂ کرامؓ پر سب پر، پاک ہے تیرا پروردگار، عزت والا ان تمام غلط باتوں سے جو اس کی طرف لوگ منسوب کرتے ہیں اور سلام ہو تمام رسولوں پر، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

کا ذکر کرتا رہے اور کم از کم سو دفعہ کلمۂ طیبہ پڑھے۔

احناف کے نزدیک فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نفل نماز درست نہیں اور نہ فجر کی سنتیں درست ہیں۔ امام شافعیؒ اور دوسرے علماء کے نزدیک فجر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو فرضوں کے بعد ادا کی جا سکتی ہیں۔

طلوعِ آفتاب کے بعد اشراق کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔ علماء نے صبح کی نماز کے بعد اشراق تک تلاوتِ قرآن کریم کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف کے بیان میں شریک ہونے کی بھی وہی فضیلت ہے۔

صبح کی نماز کے بعد تجارت و کاروبار

شاگرد:- استاد محترم! آپ نے صبح اُٹھنے اور صبح کی نماز سے فارغ ہونے تک کا معمول بیان فرما دیا کہ ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیئے۔

اب آپ یہ ارشاد فرمائیے کہ اس کے بعد ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیئے؟

اُستاد محترم:- میرے عزیز شاگرد! یہ سوال بھی اہم ہے کہ ایک مسلمان کو صبح کی نماز سے فارغ ہو کر کیا کرنا چاہیئے؟

قرآن کریم نے نماز اور عبادت سے فراغت پانے کے بعد یہ کہا ہے کہ خدا کی زمین پر خدا کے فضل کی تلاش میں پھیل جایا کرو۔

فضل کی تلاش سے مراد، رزق اور روزی کے لئے کوشش کرنا ہے اسی لئے حلال روزی کے لئے جدوجہد کرنے کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے۔

تجارت، صنعت، زراعت اور حلال روزی کمانے کے تمام طریقے فضل کی تلاش میں داخل ہیں۔ ہر مسلمان کو محنت و مشقت کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:-

"طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ"[1]

ظہر کی نماز

شاگرد:- حضرت استاد! اب ظہر کی نماز کے متعلق شریعت کے احکام بیان فرمائیے۔

اُستاد صاحب:- ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد ہوتی ہے۔ شریعت پانچ چھ گھنٹے تقریباً ہر مسلمان کو دنیوی کاروبار میں مشغول رکھنے کے بعد اب پھر آواز دیتی ہے کہ:-

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ[2] - مسلمان اس آواز پر لبیک کہتا ہے اور خدا کے حضور میں جھکنے اور شکریہ ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضر ہوجاتا ہے۔ اب وہ پہلے چار رکعت سنت، چار فرض اور پھر دو سنت ادا کریگا فرضوں کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دُعا پڑھی جائے گی:-

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ[3]

---

[1] حلال روزی طلب کرنا فرض ہے [2] آؤ کامیابی کی طرف [3] اے خدا! ہمیں دنیا اور دین دونوں کی بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

نمازِ وتر

عزیزانِ گرامی!

میں نے تمھیں نماز پڑھنے کا طریقہ تفصیل سے بتا دیا۔
ظہر ہو یا عصر یا مغرب و عشاء ایک ہی طرح پڑھی جائے گی، البتہ ظہر اور عصر یعنی دن کی دو نمازوں میں قرأتِ قرآن کریم آہستہ آہستہ کی جاتی ہے۔ اور رات کی نمازوں میں یعنی مغرب و عشاء اور صبح کی نماز میں باآواز بلند قرآن پڑھا جاتا ہے۔ یہ امام کا ذکر ہے، مقتدی کیلئے خاموش رہنے کا حکم ہے۔ منفرد کو اختیار ہے چاہے جہری نمازوں میں خاموشی سے قرأت کرے یا بلند آواز کے ساتھ پڑھے۔

نمازِ وتر جو واجب ہے اس کا طریقہ کچھ مختلف ہے، اس میں تیسری رکعت کے بعد ہاتھ اٹھا کر بدستور باندھ لئے جاتے ہیں اور پھر دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے، جو یہ ہے:-

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

ع الٰہی! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں، ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، ہم تجھ پر ایمان لائے، تجھ پر بھروسہ کیا، اور تیری تعریف کرتے ہیں، تیرا شکر کرتے ہیں، تیری ناشکری نہیں کرتے، جس نے تیری نافرمانی کی ہم اس سے بیزار اور بے تعلق ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور ہم تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور تجھی کو سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑ کر آتے ہیں اور تیری ہی طرف توجہ کرتے ہیں اور تیری ہی رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تیرا عذاب منکرین کو پہنچنے والا ہے۔

ارکانِ نماز کی تشریح

یاد رکھنا چاہیئے کہ ان پانچوں وقتوں میں سترہ فرض اور بارہ رکعت سُنّت مؤکدہ اور تین رکعت وتر واجب ہیں، ان کو کسی حال میں نہ چھوڑنا چاہیئے

سترہ فرض پانچوں وقتوں میں یہ ہیں:-

دو رکعت فرض صبح کی، چار فرض ظہر کے، چار رکعت فرض عصر کی، تین فرض مغرب کے اور چار رکعت فرض وقت عشاء کے۔

بارہ رکعت سنّت مؤکدہ یہ ہیں:-

دو رکعت پہلے فرض صبح کے اور چار رکعت قبل فرض ظہر کے اور دو رکعت بعد فرض ظہر کے۔ اور دو رکعت بعد فرض مغرب کے اور دو رکعت بعد فرض عشائ کے اور تین رکعت واجب نماز وتر بعد نماز عشاء کے۔

پنجگانہ نماز حتی المقدور قضا نہ کرے، بلا ناغہ ادا کرتا رہے اور اگر اتفاقیہ کسی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو اس کو دوسرے وقت قضا کی نیت کر کے پڑھ لے۔

حامد:- حضرت! آپ نے ہم کو ترکیبیں بہت ہی آسان بتلائیں۔ اب یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ نماز میں کتنے فرض ہیں اور کے سنّت ہیں اور کے واجب ہیں اور کس وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور کن وجوہات سے مکروہ ہو جاتی ہے۔

اُستاد:- نماز میں پندرہ فرض ہیں:-

تشریح فرائض نماز

(۱) بدن پاک کرنا (۲) جگہ پاک کرنا (۳) کپڑے پاک کرنا (۴) ستر عورت (۵) وقت کا پہ

نماز پڑھنا (۶) قبلہ کی طرف منھ کرنا (۷) اول نماز کی نیت کرنا (۸) تکبیر تحریمہ کہنا (۹) قیام کرنا یعنی کھڑا ہونا (۱۰) قرأت یعنی کچھ قرآن شریف پڑھنا (۱۱) رکوع کرنا (۱۲) سجدہ کرنا (۱۳) قعدہ آخرہ یعنی التحیات کے واسطے بیٹھنا (۱۴) اپنے فعل سے با اختیار نماز سے باہر نکلنا (۱۵) جمعہ کی نماز میں خطبہ پڑھنا۔

تشریح واجبات نماز کی بارہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے

(۱) الحمد پڑھنا (۲) سورت ملانا (۳) پہلی دو رکعتوں میں قرآن پڑھنا (۴) ارکان نماز کو درست ترتیب سے ادا کرنا (۵) قعدے پہلے میں بیٹھنا یعنی دو رکعت پڑھنے کے بعد التحیات کے واسطے بیٹھنا (۶) دونوں مرتبہ بیٹھنے میں دوسری اور چوتھی رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھکر التحیات پڑھنا (۷) آخری رکعت کے بعد سلام کہنا (۸) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا (۹) دونوں عیدوں میں پہلی رکعت یعنی الحمد سے پہلے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد یعنی رکوع سے پہلے تین تین بار تکبیر کہنا (۱۰) امام کو عشاء اور فجر اور مغرب کے وقت نماز با آواز بلند قرأت سے پڑھنا (۱۱) ظہر اور عصر کے وقت آہستہ پڑھنا (۱۲) رعایت ترتیب کرنا۔

اگر ان میں سے کوئی چیز بھول کر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرے۔ اور جو قصداً چھوڑے نماز مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ ہوگی۔ واجب کے ترک، اور فرض کی تقدیم وتاخیر سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے۔

تشریح سنت نماز میں ۱۲ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے (۱) دونوں ہاتھ

وقت تکبیر اوّل کے کانوں تک اُٹھانا (۲) دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا (۳) سُبحانک اللّٰھم پڑھنا (۴) اعوذ باللہ پڑھنا (۵) بسم اللہ پڑھنا (۶) رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ کے واسطے تکبیر کہنا (۷) تسبیح تین تین بار رکوع اور سجدہ میں کہنا (۸) سمع اللہ پڑھنا (۹) قومہ جلسہ میں توقف کرنا (۱۰) درود پڑھنا (۱۱) دُعا پڑھنا (۱۲) بعد الحمد کے آمین آہستہ کہنا۔

مکروہ ۱۲ ہیں

(۱) بے فائدہ بات کرنا (۲) صف سے علیحدہ کھڑا ہونا (۳) ننگے سر نماز پڑھنا (۴) مرد کو جوڑا باندھنا (۵) لٹکتا ہوا کپڑا اُٹھانا (۶) مرد کو سُرخ یا زرد ریشمی کپڑا پہننا (۷) انگڑائی لینا (۸) انگلی چٹخانا (۹) چادر وغیرہ لٹکانا (۱۰) سنت کا ترک کرنا (۱۱) چاندی سونا پہننا (۱۲) کوئی کام خلافِ شرع کرنا۔

جن چیزوں سے نماز فاسد ہوتی ہے وہ یہ ہیں

امام کے آگے کھڑا ہونا، بات کرنا، سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، آہ بھرنا، کچھ کھانا پینا، قران دیکھ کر پڑھنا، بدوں عذر کے خود چھینکنا یا کھانسنا اور فعل کثیر یعنی بار بار وہ کام کرنا جو دونوں ہاتھوں (جیسے دامن سنبھالنا وغیرہ) سے ہو نماز کو فاسد کرتا ہے۔

عابد:۔ حضرت یہ نماز کی ترکیب پانچوں وقت پڑھنے کی جو آپ نے فرمائی بخوبی سمجھ میں آگئی لیکن میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مسافر

سفر کی حالت میں کس طرح نماز ادا کرے۔؟

مُسافر کی نماز

اُستاد:۔ جب آدمی اپنے شہر سے کم سے کم تین رات دن[1] کی مسافت کا سفر کرے تو اس کو چاہیئے کہ بجائے چار فرضوں کے قصر کرے یعنی دو فرض پڑھے اور جب اپنی منزلِ مقصود یعنی قیام کی جگہ پہنچ جائے اور قیام کا ارادہ پندرہ روز سے کم ہے تو برابر قصر پڑھے جائے اور اگر پندرہ روز سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری چار رکعت ادا کرے، اگر مسافر بستی والوں کی امامت کرے تو قصر ہی پڑھے۔ نماز سے قبل یا سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں سے کہدے کہ میں مسافر ہوں، تم اپنی باقی رکعت پوری کر لو اور اگر مقتدی مسافر ہے اور امام مقیم تو امام کی پابندی کرنی چاہیئے۔

ریل گاڑی میں نماز پڑھنے کا مسئلہ

اگر مسافر ریل میں تین روز کی مسافت ایک روز میں طے کرتا ہے اس کو بھی نماز قصر پڑھنی چاہیئے اس لئے کہ اعتبار سفر میں شرعاً تین منزل کا ہے۔ ریل گاڑی میں سب فرض نمازیں معہ نفل وغیرہ چلنے کی حالت میں بھی درست ہیں، جیسے جہاز میں درست ہیں۔ ہاں بیل گاڑی یا گھوڑے اونٹ وغیرہ پر فرائض درست نہیں۔ نوافل پڑھنا اشارہ سے درست ہیں۔ ریل میں اگر قبلہ کا رخ پوری طرح بدل گیا تو فرض درست نہ ہوں گے، نفل درست رہیں گے۔

---

[1] مروجہ حساب سے ۴۸ میل ہوتے ہیں۔

جمعہ کی فضیلت

شاگرد:۔ استاد محترم! رات دن کی پانچ نمازوں کے متعلق شریعت کی ضروری ہدایات آپ نے بڑی وضاحت سے ارشاد فرمائیں، اب یہ بتائیے کہ جمعہ کی نماز کے متعلق شریعت نے کیا حکم دیا ہے اور جمعہ کی نماز کی خصوصیت کیا ہے۔؟

اُستاد:۔ عزیزان گرامی!

جمعہ کی نماز واقعی خاص اہمیت رکھتی ہے، یہ وہ نماز ہے جو مسلمانوں کو آٹھویں دن شہر کی سب سے بڑی مسجد میں جمع کرتی ہے۔

پانچ نمازیں جہاں مسلمانوں میں مختلف اخلاقی اور سماجی خوبیاں پیدا کرتی ہیں، وہاں رات دن میں پانچ دفعہ انھیں ایک جگہ جمع کرتی ہیں۔ اسے اجتماعیت کہتے ہیں۔

اجتماعیت اور جماعتی زندگی اسلام کا خاص مقصد ہے، اسلام مسلمانوں کو پراگندگی اور انتشار کی زندگی سے بچاتا ہے۔ سماجی اور شہری معاملات میں سر جوڑ کر بیٹھنا، ایک دوسرے کی مدد کرنا مصیبت میں ایک دوسرے کو سہارا لگانا، یہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ اور یہ سبق اسلام نے نماز کے ذریعہ بھی سکھایا ہے۔

جمعہ کی نماز اس اجتماعیت کو پورے شہر کے مسلمانوں تک پھیلا دیتی ہے اور آٹھ دن میں سارے شہر کے مسلمان اپنے میل ملاپ اور دینی اخوت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی لئے شریعت نے جمعہ کو عید

المومنین کہا ہے، یعنی مسلمانوں کی عید اور خوشی کا دن۔

افسوس کا مقام ہے کہ جس مذہب نے اپنے ماننے والوں کو جماعتی زندگی کے جذبہ سے معمور کیا تھا وہ پراگندگی کا شکار ہو گئے، ہر مسلمان اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتا ہے، نہ آپس میں ہمدردی کا جذبہ ہے، نہ باہمی تعاون کی اسپرٹ ہے۔ دلوں کی حالت خراب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی نمازیں بھی بے روح ہو کر رہ گئی ہیں۔ کندھے سے کندھا ملا کر پانچ وقت خدا کی بارگاہ میں جھکنے والی قوم برادریوں، خاندانوں، اور گروہوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔

پھر آج اگر ہماری نمازیں ہماری زندگی پر کوئی اثر نہیں ڈال رہیں تو کیا تعجب کی بات ہے۔ قصور نمازوں کا نہیں، بلکہ مسلمانوں کا ہے۔ بہر حال جمعہ کی نماز کا درجہ شریعت کی نگاہ میں بہت بڑا ہے۔

جمعہ کے دن کی تاریخی حیثیت

احادیث میں آتا ہے کہ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اسی دن آپ کو بہشت میں جگہ دی گئی۔ اور اسی روز قیامت قائم ہو گی۔

اسی دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خلعت شہادت سے سرفراز فرمائے گئے۔

جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں بندہ مومن جو دعا مانگتا ہے وہ قبول کی جاتی ہے، اس بناء پر یہ دن عبادتِ الٰہی اور

وظائف کے لئے بہت موزوں ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"جو مسلمان جمعہ کے دن اذان سنتے ہی مسجد میں آجاتا ہے تو فرشتے اس کا نام پہلے آنے والوں (سابقون) میں لکھ لیتے ہیں۔ یہ سب سے پہلے آنے والا خدا کی راہ میں ایک اونٹ کی قربانی کا اجر و ثواب پاتا ہے۔ پھر بعد میں آنیوالوں کا ثواب درجہ بدرجہ گھٹتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب امام صاحب خطبہ کے لئے ممبر پر بیٹھ جاتے ہیں تو ملائکہ ثواب لکھنا موقوف کر کے نماز میں شریک ہو جاتے ہیں، اور اس کے بعد جو شخص مسجد میں آتا ہے اسے نماز کے سوا کوئی اجر نہیں ملتا۔

جمعہ کے دن پیدل جامع مسجد جانا افضل ہے۔ خطبہ کے وقت خاموش بیٹھنا اور خطبہ سننا چاہیئے، حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص خطبہ کو باادب ہو کر سنتا ہے اس کے آٹھ دن کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ صفوں کو چیر کر آگے بڑھنا بھی درست نہیں، جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے۔

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت بھی بہت مناسب ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد جو شخص سات دفعہ الحمد شریف اور سات دفعہ قل ہو اللہ شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شیاطین کے شر سے اور جملہ بلیات سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"جس شخص نے تین جمعہ پے درپے چھوڑے اس نے اسلام سے منھ پھیرا اور اس کا دل زنگ آلود ہوا"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو تین لاکھ گنہگاروں کو دوزخ کے عذاب سے نجات دیتا ہے"

اور جہنم ہر روز دوپہر کے وقت گرم کی جاتی ہے، مگر جمعہ کے دن گرم نہیں کی جاتی اور جو مسلمان جمعہ کے دن ایمان و اسلام کے ساتھ مرتا ہے وہ شہید کے برابر ثواب پاتا ہے۔

شرائطِ جمعہ

جمعہ کی نماز واجب ہونے کی سات شرطیں ہیں۔

(۱) جو مسلمان شہر یا بڑی بستی کا رہنے والا ہو۔

(۲) تندرست ہو (۳) آزاد ہو (۴) مرد ہو۔

(۵) اندھا نہ ہو (۶) لنگڑا نہ ہو (۷) دیوانہ نہ ہو۔

یعنی چھوٹے گاؤں کے رہنے والے، بیمار، معذور اور دیوانوں پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے، نیز عورتوں پر بھی نماز جمعہ واجب نہیں انھیں گھر میں ظہر کی نماز پڑھنی چاہیئے۔

جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے چھ شرطیں ہیں:۔

(۱) شہر یا نواحِ شہر کا ہونا (۲) بادشاہ یا اس کے نائب کی موجودگی (۳) وقتِ ظہر (۴) ایک تسبیح کی مقدار کم از کم خطبہ کا پڑھنا (۵) کم سے کم ایک امام کے سوا تین مقتدیوں کا ہونا (۶) اذنِ عام یعنی عام اجازت

پہلی دو شرطوں کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی نماز اس مقام پر ادا کی جانی ضروری ہے جہاں شہری زندگی کے لوازمات، سرکاری انتظامات آمد و رفت کے ضروری وسائل موجود ہوں، کیونکہ اگر اس قسم کے انتظامات نہ ہوں گے تو جمع ہونے والوں کو تکلیف ہوگی اور بد انتظامی کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔

چوتھی شرط کا مطلب ظاہر ہے، خطبۂ جمعہ واجب قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ دو رکعتوں کے قائم مقام ہے۔ خطبہ کی کم سے کم مقدار ایک تسبیح کے برابر مقرر کی گئی ہے۔

جمعہ کی پہلی اذان سُنکر مسلمانوں کو دنیوی کاروبار چھوڑ دینا چاہیئے خطبہ کے وقت نماز پڑھنا اور باتیں کرنا حرام ہے، امام کے خطبہ کو توجہ کے ساتھ سننا چاہیئے، مقتدیوں کو اگر آواز نہ آئے تب بھی سکون اور توجہ کے ساتھ بیٹھا رہنا چاہیئے۔

ہم لوگ چونکہ عربی زبان سے واقف نہیں ہیں اس لئے اماموں کو چاہیے کہ وہ عربی خطبہ کے ساتھ مقتدیوں کی زبان میں خطبہ کا مطلب بھی سُنا دیا کریں تاکہ مقتدیوں کی توجہ خطیب کی طرف مبذول رہے نہ سمجھنے میں آنے والی بات کی طرف توجہ کا قائم رکھنا مشکل ہوتا ہے۔

جمعہ کے دن پہلے حجامت بنوائے، پھر غسل کرے۔ جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون ہے۔ افضل یہ ہے کہ غسل نماز جمعہ کے وقت سے اتنے قریب کرے کہ غسل کے ساتھ کئے گئے وضوء سے نمازِ جمعہ

ادا ہو سکے ، یعنی غسل کرنا نماز کی سنت ہے، جمعہ کے دن کی سنت نہیں ہے، اسی لیۓ نماز سے متصل کرنا چاہیۓ۔

جمعہ کے دن چار سنتیں فرضوں سے پہلے اور چھ سنتیں فرضوں کے بعد ادا کرنی چاہئیں، پہلے دو رکعت، پھر چار رکعت، نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔

جمعہ کے دن مقبولیتِ دُعا کا وقت

شاگرد:- استاد صاحب! سُنا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی آتی ہے جسمیں دعا قبول ہو جاتی ہے۔؟ وہ ساعت کونسی ہے؟

اُستاد صاحب:- تم نے یہ بات سُنی ہے اور صحیح سُنی ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت قبولیتِ دعا کی مقرر ہے۔ لیکن شریعت نے اس ساعت کو متعین کرکے نہیں بتایا۔ اس ساعت کی تلاش اسمِ اعظم کی تلاش کے برابر ہے۔ خدا تعالیٰ نے بعض قیمتی اوقات بندوں سے مخفی کر رکھے ہیں، تاکہ بندے ان کی تلاش میں سرگرم عمل رہیں۔ اور اس طرح ان کا تمام وقت عبادتِ الٰہی میں گزر جائے مثلاً خدا تعالیٰ نے راتوں میں شب قدر کو مخفی رکھا، اسمائے حسنیٰ میں اسم اعظم کو مخفی رکھا، نمازوں میں "صلوٰۃ وسطیٰ" کو چھپا دیا۔ اور جمعہ کے دن قبولیت کے وقت کو ظاہر نہیں کیا۔

جمعہ کی ساعت کے متعلق احادیث اور اقوالِ صحابہؓ مختلف ہیں

جن میں دو قول راجح اور قوی ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت کے مطابق وہ وقت امام صاحب کے ممبر پر بیٹھنے کے وقت سے نمازِ جمعہ ختم ہونے تک ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جمعہ کے دن کا اخیر حصہ ہے جب آفتاب غروب ہونے لگے۔

حضرت سیدہ کبریٰؓ کا معمول اسی اخیر قول کے مطابق تھا، آپؓ نے باندی کو حکم دے رکھا تھا کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد مصلّے بچھادیا کرے آپ عصر کے بعد سے مغرب تک دعاءیں مشغول رہا کرتی تھیں۔

پہلے قول کو اگر تم اختیار کروگے تو تمھیں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ خطبہ اور نماز کی حالت میں انسان کس طرح دعاءیں مشغول ہو سکتا ہے، کیونکہ خطبہ میں خطبہ کا سننا واجب ہے اور نماز میں نماز کے اذکار میں مشغول رہنا ضروری ہے تو پھر دُعاء کس وقت کی جاسکتی ہے۔

اس اشکال کا حل یہ ہے کہ دعاء کے لئے یہ کافی ہے کہ انسان کے دل میں اس کا مّدعاء و مقصد مستحضر رہے، جو اس کا مطلوب ہو اس کی طرف اسکا خیال لگا رہے، زبان سے مانگنا اور کہنا ضروری نہیں، کیونکہ خدا تعالیٰ دلوں کے ارادہ اور نیت کو اچھی طرح جانتا ہے، اس طرح دعاء اور نماز کی حالت دونوں باتیں جمع ہو جاتی ہیں اور کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ غیر اسلامی نظام کے رواج

پا جانے کی وجہ سے جمعہ کی اہمیت ختم ہو گئی ہے۔ اب جمعہ کے دن رخصت ہونے کے بجائے اتوار کے دن چھٹی کی جاتی ہے۔ جمعہ کے دن کاروباری مشغولیت کے ساتھ نہ تو نمازوں میں وہ اہتمام ہو سکتا ہے اور نہ اس دن ذکر و عبادت کے لئے کوئی وقت نکالا جا سکتا ہے۔

آسانی کی خاطر ہر مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اور مسلمان نماز سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کام میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

اسلامی نظام کے درہم برہم ہو جانے کی وجہ سے ہمیں بڑے بڑے نقصان اٹھانے پڑ رہے ہیں۔ قرآن و سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی آسانیاں اسی جگہ پوری طرح میسر ہو سکتی ہیں جہاں شہری نظام شریعتِ اسلامی کے تقاضوں کی رعایت کے ساتھ بنایا جائے۔

نفل نمازوں کا بیان
نمازِ تہجد۔

شاگرد:۔ استاد محترم: فرض، واجب اور سنت نمازوں کا بیان بڑی وضاحت کے ساتھ سامنے آیا۔ اب یہ فرمائیے کہ ان کے علاوہ نفل نمازیں کس قدر ہیں؟

استاد:۔ عزیزو!

شریعت میں نفل نمازوں کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سب سے بڑا درجہ تہجد کی نماز کا ہے۔

حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (بنی اسرائیل) (اے رسولؐ!) اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی، سو اس میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز ادا کیجئے، یہ تہجد آپ کیلئے ایک زائد چیز ہے، امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا۔

یہ ترجمہ حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ کی تفسیر کشف الرحمٰن سے لیا گیا ہے حضرت مولاناؒ نے حاشیہ پر لکھا ہے کہ حضورؐ کے حق میں تہجد کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپؐ پر تہجد فرض تھی۔ دوسرا یہ کہ آپؐ کے لئے بھی عام امّت کی طرح نفل تھی۔

بہر حال اس نفل نماز کے لئے حضورِ اکرمؐ کو بڑی خصوصیت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ اور اسی خصوصیت نے اس نماز کا درجہ دوسری نفل نمازوں سے بڑھا دیا ہے۔ اس کی فضیلت میں علماء نے لکھا ہے کہ تہجد کی مداومت کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوتا، اس کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔ اور وہ جب اپنی قبر سے اُٹھیگا تو اس کے چہرہ پر بھی نور ہوگا۔

اس نماز میں حضورؐ قرآن کریم کی بڑی بڑی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ نے چار رکعتیں ادا فرمائیں۔ پہلی رکعت میں سورہ بقرہ، دوسری میں آلِ عمران، تیسری میں سورہ نساء اور چوتھی میں سورہ مائدہ تلاوت فرمائی۔

تہجد میں تلاوت کبھی آپؐ نے بلند آواز سے فرمائی اور کبھی نیچی آواز سے۔

اکثر بزرگوں نے عوام کی آسانی کے لئے تہجد کے نوافل میں سورۂ اخلاص کی فضیلت بیان کی ہے، اور یہ ان حضرات کا اپنا معمول بھی تھا، کیونکہ سورۂ اخلاص کو تہائی قرآن کے برابر درجہ دیا گیا ہے۔

حضورؐ نے ایک موقع پر یہی ارشاد فرمایا تھا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو تہجد کی نماز میں سورہ یٰسین پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

تہجد کے نوافل کی تعداد متعین نہیں ہے جتنا وقت اور ہمت ہو اس کے مطابق ادا کر لیا کرے۔ کم از کم دو رکعتیں ادا کرے اور زیادہ سے زیادہ بارہ ۱۲ رکعتیں حضورؐ سے منقول ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح

عبدالعزیز ابن داؤد ایک بزرگ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جنت کا طالب ہو اسے چاہیئے کہ صلوٰۃ التسبیح ضرور پڑھے۔

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک اللّٰھم پڑھے، پھر ۱۵ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔

پھر حسب معمول سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے۔

اس کے بعد انہی کلمات کو دس مرتبہ پڑھے - پھر رکوع کرے، اور تسبیحِ رکوع کے بعد انہی کلمات کو دس دفعہ پڑھے - پھر رکوع سے کھڑے ہو کر دس مرتبہ کہے - پھر ہر سجدہ میں دس دفعہ کہے - دونوں سجدوں کے درمیان جلسۂ استراحت میں دس دفعہ کہے -

اس طرح ایک رکعت میں یہ کلمات ۷۵ دفعہ ہو گئے - ہر رکعت اسی طرح ادا کرے -

ہر رکعت میں سورہ کونسی ملائے؟ اس کے لئے پہلی رکعت میں اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ دوسری میں وَالْعَصْرِ تیسری میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھی میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا افضل ہے -

یہ کلمات چونکہ نماز کی حالت میں پڑھے جائیں گے اس لئے صرف اپنی یاد سے دس دفعہ کا خیال رکھے، انگلیوں پر نہ پڑھے، اگر یاد رکھنا مشکل ہو تو پھر انگلیوں کے سروں پر پڑھے، زیادہ حرکت نہ کرے -

یہ نماز حضورؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو سکھائی تھی، اور فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ اس نماز سے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے -

اگر ہو سکے تو یہ نماز روزانہ ایک دفعہ پڑھے، نہ کر سکے تو ہر جمعہ کو ایک بار، ایسا بھی نہ کر سکے تو مہینہ میں ایک بار، ورنہ سال میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار ضرور پڑھے -

نمازِ تحیۃ الوضوٗ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔
"جو مسلمان اچھی طرح وضوء کرکے خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے اور اتنی جلدی پڑھے کہ اعضاءِ وضوء خشک نہ ہونے پائیں تو اس کے لیے جنت ہوگی۔"

یہ دو رکعتیں ہلکی پھلکی پڑھنی چاہئیں۔

نمازِ تحیۃ المسجد

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔
"جو شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کرے، اگر بیٹھ گیا ہو تو پھر اُٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص مسجد میں کئی دفعہ داخل ہو تو صرف ایک دفعہ تحیۃ المسجد پڑھنا کافی ہے، خواہ پہلے پڑھ لے یا بعد میں ادا کرے۔ اور اگر کسی وجہ سے یہ نفل ادا نہ کر سکے تو چار مرتبہ سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ و لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبرُ پڑھ لے۔

یہ کلمات دو رکعت کے برابر ہوجائیں گے۔

نمازِ اشراق

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔
"جو شخص صبح کی نماز جماعت سے ادا کرے اور پھر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہ کر سورج نکلنے تک بیٹھا رہے اور سورج نکلنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرے تو اسے حج اور عمرہ کا پورا ثواب ملے گا۔

اشراق کی نماز کا وقت آفتاب کے دو نیزے کے برابر بلند ہونے سے دو ساعت تک رہتا ہے۔

نماز چاشت سورج کے اچھی طرح بلند ہونے پر یہ نماز دو رکعت نفل ادا کی جاتی ہے۔ اور اس کی بھی حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

یہ نماز برکتِ رزق کے واسطے بہت مجرب ہے۔ انسان اس نماز کی پابندی سے غنی ہو جاتا ہے۔

اس نماز کی زیادہ سے زیادہ رکعتیں بارہ ۱۲ پڑھی جا سکتی ہیں۔ بعد نماز ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے: "اللّٰھمّ اغفرلی وارحمنی وتب علیّ انک انت التوّاب الغفور"

نماز زوال یہ چار رکعتیں زوال کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث میں ان کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی روایت ہے کہ اس نماز کے پڑھنے والے پر آسمان کی رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ یہ چار رکعتیں ایک سلام سے ادا کی جاتی ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ یہ چار رکعتیں ظہر کی چار سنتوں کے علاوہ ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودرضؓ آٹھ رکعتیں زوال کے بعد ادا کرتے تھے۔ یہ آٹھ رکعتیں تہجد کی آٹھ رکعتوں کے برابر ہیں۔

نمازِ اوّابین

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "جو شخص مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں ادا کرے گا اور ان کے بیچ میں کوئی بات نہیں کرے گا، تو اسے بارہ برس کی عبادت کا ثواب ملے گا"

یہ نماز مشائخِ طریقت کا معمول رہا ہے۔

نمازِ عاشورہ

امام ترمذی نے حضرت قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

"عاشورہ محرم کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ یہ دن بہت متبرک ہے۔ اسی دن حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم نے نجات پائی اور فرعون غرق ہوا۔ جو شخص اس دن اپنے بال بچوں پر کھانے پینے کی فراخی کرے گا۔ خدا تعالیٰ ایک سال تک اس کے رزق میں کشادگی رکھے گا اور جو شخص اس دن چار رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے گا کہ ہر رکعت میں ایک بار الحمد للہ اور پچاس بار قل ھو اللہ پڑھے گا تو خدا تعالیٰ اس کے سو برس کے گناہ معاف فرما دے گا"

نمازِ شب برات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ سب سے زیادہ شعبان کے مہینہ میں روزہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ خدا کے حضور میں میرے عمل اس حال میں پیش کیے جائیں کہ میں روزہ کی حالت میں ہوں۔

اس مہینہ کی پندرھویں رات کو شب برات کہتے ہیں، اس رات کو اللہ تعالیٰ آنے والے سال کے لئے رزق، روزی، موت وزندگی کے تمام احکام فرشتوں کے حوالہ کر دیتا ہے، انہی احکام کے مطابق ملائکہ تمام سال کائناتِ عالم کا نظم ونسق چلاتے رہتے ہیں۔

اس رات کو خدا تعالیٰ سورج چھپنے کے بعد سے صبح صادق تک آسمانِ دنیا پر جلوہ فرما رہتا ہے۔ اور اپنے ضرورتمند بندوں کو پکارتا رہتا ہے۔

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس شب میں قبرستان یعنی جنّت البقیع تشریف لے جاتے تھے۔ اور مسلمانوں کے لئے دعاء مغفرت فرماتے تھے۔ اس رات کو ذکرِ الٰہی اور عبادت میں جاگنا اور دن کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

اس رات کو اگر کوئی شخص پہلے غسل کرے، پھر دو رکعت نماز تحیۃ الوضوء اور پھر آٹھ رکعت نماز نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں الحمد شریف اور اِنا انزلنا ایک دفعہ اور قل ھو اللہ شریف پچیس ۲۵ دفعہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

نمازِ کسوف

سورج گرہن کی نماز سنت ہے اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔

امام ابوداؤدؒ نے حضرت قبیصہؓ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "سورج گرہن خدا تعالیٰ کی نشانی ہے، اس سے وہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، تم جب سورج گرہن دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔"

اس نماز میں نہ اذان ہے، نہ تکبیر ہے۔ امام کو چاہیئے کہ وہ اس دو رکعت نماز میں جو جامع مسجد یا عید گاہ میں ادا کی جاتی ہیں لمبی لمبی سورتیں پڑھے تاکہ گرہن کا سارا وقت ذکرِ الٰہی میں گزر جائے۔ اور اگر بعد نماز بھی گرہن باقی رہے تو دُعاء اتنی دیر تک کرے کہ گرہن ختم ہو جائے۔

نمازِ خسوف

چاند گرہن کی نماز بھی دو رکعت ہیں۔ بخاری شریف کے شارح امام قسطلانیؒ نے ابن حبان سے نقل کیا ہے کہ حضورؐ نے چاند گرہن کی نماز پڑھی ہے۔

یہ نماز باجماعت نہیں ہے، علیحدہ علیحدہ پڑھی جاتی ہے۔ کسوف کی نماز کے لئے جماعت مستحب ہے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر خسوف کی نماز بھی باجماعت ادا کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں موقعوں پر نماز، دُعاء اور استغفار کے علاوہ صدقہ خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

امام بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے صدقہ اور خیرات کا حکم بھی نقل کیا ہے۔

حضورؐ کے زمانہ میں اتفاق سے سورج گہن اس سال لگا تھا جس سال آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تھا، اس سے کچھ لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ گرہن اس حادثہ کی وجہ سے لگا ہے۔ حضورؐ نے اس کی تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا، بلکہ یہ تو خدا کی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے"

نمازِ استسقاء

نمازِ استسقاء یعنی وہ نماز جس میں خداتعالیٰ سے بارش کی دُعاء کی جائے اور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیئے اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے جائیں۔

یہ نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ اس میں اذان نہیں دی جاتی۔ امام صاحب تکبیرِ تحریمہ کے بعد بلند آواز سے قرأت پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ کی سورۃ اور دوسری میں هَلْ أَتٰكَ کی سورۃ مستحب ہے۔ اور سورۂ قٓ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ کی سورتیں بھی حضورؐ نے پڑھی ہیں۔ دو رکعتوں کے بعد امام صاحب زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دیں۔ خطبہ کے بعد قبلہ رُخ ہو کر دعاء کریں اور لوگ آمین کہیں۔ دعاء طویل ہونی چاہیئے۔ یہاں تک کہ بارانِ رحمت شروع ہو جائے یا دوپہر ہو جائے۔ اگر بارش نہ ہو تو یہ نماز تین روز تک شہر سے باہر نکل کر پڑھی جائے۔

اس نماز میں دعاء کا یہ طریقہ ہے کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرماتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپؐ کی ہتھیلیاں زمین کی طرف تھیں اور ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف۔ یعنی آپؐ نے ہاتھ اُلٹے کر رکھے تھے۔ اس کا مطلب یہ مطلب تھا کہ آپؐ خداتعالیٰ سے تبدیلی اور انقلابِ حالت کے طالب تھے

اس نماز کا وقت وہی ہے جو نمازِ عیدین کا ہوتا ہے۔

نمازِ استغفار

یہ دو رکعتیں اس وقت ادا کی جاتی ہیں کہ جب انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ اس وقت دو رکعتیں ادا کر کے وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرے اور مغفرت چاہے۔

امام ترمذیؒ نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"جس بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ طہارت حاصل کرے یعنی غسل یا وضوء کرے پھر اچھی طرح توجہ اور خشوع کے ساتھ دو رکعت ادا کرے، پھر خدا تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگے۔ تو حق تعالیٰ اس کا گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ان دو رکعتوں میں پہلے قُلْ یَاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہ پڑھنا مستحب ہے۔

آج آپ کو یہ نمازِ استغفار شاید عجیب معلوم ہو، اس لئے کہ مسلمان آج کی دنیا میں بے تکلف شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے اور گناہوں پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اسے اس بات کا خیال بھی نہیں آتا کہ میں نے ایسا غلط کام کیا ہے۔ جس پر مجھے فوراً خدا سے معافی طلب کرنی چاہیئے۔

نمازِ استغفار کی اہمیت اس وقت مسلمان محسوس کر سکتا ہے جب وہ معصیت اور گناہ کو اپنے اوپر بڑا بوجھ سمجھے۔

قرآنِ کریم نے مومن کی شان یہی بیان کی ہے، ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ[1]

---

[1] بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں جب انھیں شیطان بھکاتا ہے تو وہ فوراً چونک جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

مُّبۡصِرُوۡنَ (اعراف)

ایمان و اسلام کی حالت اگر اتنی زندہ اور تازہ ہو تو یقیناً گناہ کے بعد فوراً مومن خدا کی طرف بھاگتا ہے، ورنہ خیال بھی نہیں آتا کہ مجھ سے ایسا کوئی کام ہوا ہے جو میری روح اور میرے دل پر سیاہ داغ بن کر لگ جائے گا۔

بہرحال ہر مسلمان کو گناہ کے بعد اسے دور کرنے کی فکر کرنی چاہیئے، اسی کے لئے نمازِ استغفار مستحب قرار دی گئی۔

مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے:-

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی باز آ	گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست	صد بار گر توبہ شکستی باز آ[1]

نمازِ حاجت

امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

"جس شخص کو کسی قسم کی حاجت اور ضرورت ہو، خواہ براہِ راست خدا تعالیٰ سے ہو یا کسی بندے کے واسطے سے ہو تو اسے چاہیئے کہ وضوء کرکے دو رکعت نفل ادا کرے، پھر اس کے بعد سبحان اللہ اور درود شریف پڑھ کر یہ دُعاء پڑھے تو خدا تعالیٰ اس کی

---

[1] خدا کی درگاہ ہر وقت کھلی ہوئی ہے، یہاں ناامیدی حرام ہے، اگر انسان سو بار توبہ توڑنے کی غلطی کرے پھر بھی اسے ناامید نہ ہونا چاہیئے، بلکہ ہر حال میں توبہ و استغفار کے لئے دوڑنا چاہیئے۔

حاجت پوری فرما دے گا۔ دُعا یہ ہے :-

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالْعِصْمَۃَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلَا ھِیَ لَکَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ [1]

نمازِ حاجت دو رکعتوں سے بارہ رکعت تک ادا کی جا سکتی ہیں۔

نمازِ حلِ مشکلات

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے قول جمیل میں مشکلات پر قابو پانے اور ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے نماز کی تلقین کی ہے، اس کا نام حلِ مشکلات رکھا گیا ہے۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے :-

---

[1] خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، حکمت والا اور صاحب کرم ہے وہ، پاک ہے، عظمت والے عرش کا پروردگار ہے، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ اے خدا! میں تجھ سے مغفرت اور رحمت کے اسباب کا سوال کرتا ہوں، مجھے ہر گناہ سے بچا، سلامت رکھ، کوئی گناہ بخشے بغیر نہ چھوڑ، ہر غم کو دور کر دے۔ ہر زنگ کو دھو ڈال، دین و دنیا کی ہر ضرورت کو پورا فرمائیے، تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔!

پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ایک سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ط سو بار پڑھے اور تیسری رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ سو بار کہے، اور چوتھی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سو بار قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ط پڑھے، پھر سلام پھیر کر ایک بار کہے رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ط

نمازِ استخارہ

استخارہ کے معنی نیکی چاہنا ہے۔ جب کسی کو کوئی کام پیش آئے اور اس کا بہت اہتمام ہو تو چاہیئے کہ طہارت کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے اور اگر چاہے تو دو رکعت سے زیادہ پڑھے۔ افضل درجہ دو رکعت ہیں۔ مستحب یہ ہے کہ اول رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھے۔ پھر درود شریف پڑھے اور اس کے بعد یہ دعائے معظم پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ ط فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ط اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ

تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ بجائے ھٰذَا الْاَمْرَ کے اپنی حاجت کا نام لے جیسے سفر وغیرہ اور چاہے دل میں خیال کرے اور کسی بات کا دل میں خیال نہ لائے اور اپنے مطلب کو خدا کے سپرد کردے - پروردگارِ عالم اپنے فضل سے جو بات اس کے دل میں ڈالے اس کے موافق کام کرے - اور اگر دل میں کچھ القا منجانب اللہ نہ ہو ، نماز کو بہ ترکیب مذکورہ پھر دوبارہ پڑھے ، یہانتک کہ امر خیر ظاہر ہو - سات مرتبہ تک پڑھنا چاہیئے - اور حج وغیرہ اور جو امور خیر کے ہوں اس میں استخارہ تعیین وقت پر کرے کہ یہ کام کب کریں اور کیونکر کریں ۔

استخارہ نکاح

جو شخص نکاح کے واسطے استخارہ کرنا چاہے تو وضو اچھی طرح کر کے جس قدر ہو سکے نماز پڑھے ، ادنیٰ درجہ دو رکعت ہیں ، پھر تعریف کرے اللہ کی اور بزرگی سے یاد کرے پھر کہے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ فَاِنْ رَاَیْتَ اَنَّ فِیْ فُلَانَۃَ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْھَا لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرُھَا خَیْرًا مِّنْھَا لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْھَا لِیْ بجائے

لفظ فلانہ کے نام اس عورت کا لے جس سے ارادۂ نکاح رکھتا ہو۔

صلوٰۃ الاولیاء

یہ نماز حصول مطلب کے لئے اسم اعظم کا حکم رکھتی ہے، جو شخص کوئی خاص مطلب رکھتا ہو اُس کو چاہیئے کہ قبل نماز صبح دو رکعت نماز پڑھے۔ اوّل رکعت میں سات مرتبہ سورۂ فاتحہ اور ایک مرتبہ سورۂ کافرون اور دوسری میں سات مرتبہ سورۂ فاتحہ اور ایک بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے دس مرتبہ کلمۂ تمجید پڑھے اور پھر بعد اس کے سو بار پڑھے یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا۔

صلوٰۃ الاسرار

حضرت محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بعد نماز مغرب تنہائی کے مقام میں یہ دو رکعت پڑھے جب کسی شخص کو کوئی سخت کام اور ضروری مطلب پیش آئے اس نماز سے بہتر اس کی کوئی سپر نہیں ہے کہ بحضورِ قلب اس نماز کو بہ ترکیبِ ذیل ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول فرمائے گا۔ مشائخ اپنے مریدوں کو خاص وقتوں میں اس کی اجازت دیتے ہیں، مجرب ہے۔

نیت نماز:- نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْنِ صَلٰوۃَ الْاَسْرَارِ تَقَرُّبًا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَانْقِطَاعِ عَنِ الْغَیْرِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ والضحیٰ واللیل گیارہ بار اور دوسری رکعت

میں الم نشرح بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ بار پڑھے اور بعد سلام کے سجدے میں جائے اور سو مرتبہ کہے "ضعیفے بردرِ قوی" پھر اپنے داہنے رخسار کو مصلّے پر رکھ کر سو بار پڑھے "نیاز مندے بردرِ بے نیازی" پھر اسی طرح سے بائیں رخسار کو مصلّے پر رکھ کر یہ پڑھے سو بار "حاجتمندے بردرِ حاجت روائی"۔ اس کے بعد مصلّے کے گوشہ کو پلٹ کر سو مرتبہ کہے "نگردم باز تانہ کنی حاجتم روا"۔ اور یہ کہتا ہوا قبلہ کی طرف گیارہ قدم چلے پھر سجدے میں جائے اور اپنا مدعائے دلی خدائے تعالیٰ کی بارگاہِ معلّے میں عرض کرے انشاء اللہ تعالیٰ بامراد اٹھے۔ مجرب ہے۔

نماز افزونی رزق

جس شخص کو تنگیٔ معاش نے تنگ کیا ہو اس کو چاہیئے کہ یہ نماز پڑھے اور اس کی ملاومت کرے، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد غنی ہو جائے گا۔ ترکیب یہ ہے کہ پنجشنبہ کو کچھ صدقہ دے، اس کے بعد گوشۂ تنہائی میں دو رکعت نماز وسعت رزق اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سو بار الہٰکم التکاثر پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے ستّر مرتبہ یہ دعائے معظم پڑھے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ ط وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ط اور سات دفعہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھے اور ستّر دفعہ یا فتّاح یا وہّاب پڑھے، اس نماز کے پڑھنے والے کی سب مشکلیں آسان ہوں گی۔

صلوٰۃ القرض

جس کو زیر باری قرض نے مجبور کیا ہو، اس نماز کو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ جلد نجات پائے گا۔

دو رکعت نماز صلوٰۃ القرض کی نیت کرے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے تین بار الم نشرح اور چار بار اذا جاء اور سات بار سورۂ اخلاص پڑھے جب دونوں رکعت تمام ہو جائیں تو بعد سلام کے ایک ہزار مرتبہ اس دعائے معظم کو پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَ شَمَاتَۃِ الْاَعْدَآءِ مداومت کرے، مقروض نہ ہوگا۔

نماز عید الفطر

عید الفطر اسلام کا مشہور تہوار ہے اس دن دو رکعتیں بطور شکرانہ ادا کرنا واجب ہیں۔ مستحب یہ ہے کہ اس دن غسل کیا جائے، عمدہ کپڑے پہنے جائیں، خوشبو لگائی جائے، اور عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کیا جائے۔

صدقۂ فطر بھی واجب ہے ہر اس مسلمان مرد و عورت پر جو نصاب شرعی کا مالک ہو، جس کا بیان زکوٰۃ کے باب میں آئے گا۔

صدقۂ فطر کی مقدار پونے دو سیر گیہوں ہوتے ہیں، ان کی قیمت جو اس وقت کے بھاؤ کے مطابق بنتی ہو، اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنی واجب ہے۔

عید کے دن یہ بھی مستحب ہے کہ نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ میٹھی چیز کھائے اور پھر آہستہ آہستہ تکبیر کہتا ہوا عید گاہ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ ایک راستے سے عید گاہ جاتے اور دوسرے

راستے سے واپس تشریف لاتے ۔

عید کی نماز کا وقت سورج اچھی طرح نکلنے سے شروع ہو کر دوپہر تک رہتا ہے ۔ اس نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے ۔ عید گاہ پہنچ کر کوئی نفل نماز نہ پڑھنی چاہیئے ۔

اس نماز کی نیت اس طرح کرے :-

دو رکعت نماز عید الفطر مع چھ تکبیروں کے اقتداء میں ان امام صاحب کے ۔

یہ دو رکعتیں کس طرح ادا کی جاتی ہیں ؟

ان کی ترکیب یہ ہے :-

پہلی رکعت میں امام صاحب تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک اللّٰھم پڑھیں گے اور پھر تین مرتبہ کانوں تک تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھائیں گے، دو دفعہ ہاتھ چھوڑ دیں گے اور پھر تیسری دفعہ ہاتھ باندھ لیں گے، پھر قرأت کریں گے۔ مقتدی کو بھی اسی طرح تکبیرات کہنی چاہئیں اور پھر خاموشی کے ساتھ امام کی قرأت سُننی چاہیئے ۔

دوسری رکعت میں امام صاحب سب سے پہلے قرأت کریں گے اور پھر تین دفعہ تکبیر کہہ کر ہاتھ اُٹھائیں گے ۔ اور ہر دفعہ ہاتھ چھوڑ دیں گے اور چوتھی دفعہ تکبیر کہہ کر بغیر ہاتھ اُٹھائے رکوع کریں گے ۔ مقتدی حضرات بھی تکبیرات کہنے اور ہاتھ اٹھانے میں ایسا ہی کریں ۔

نماز کے بعد امام صاحب خطبہ دیں گے ۔ یہ خطبہ مسنون ہے، مقتدیوں

کو خاموشی سے سُننا چاہیئے۔ امام صاحبان کو چاہیئے کہ اپنے خطبہ میں ذکرِ الٰہی اور درود و سلام کے ساتھ عیدین سے متعلق ضروری مسائل بھی لوگوں کو سنائیں۔

خطبہ عربی زبان میں دیا جاتا ہے، لیکن عوام کی زبان میں اس کا مطلب بھی اگر ساتھ ساتھ بیان کر دیا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ خطبہ میں اختصار بہتر ہے تاکہ لوگ ملول نہ ہوں اور وقار کے ساتھ تھوڑی دیر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔

عیدین کی نماز مسافر، مریض، عورت اور معذور مسلمانوں پر واجب نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ حضورؐ کے زمانۂ مبارک میں عورتیں عید گاہ جایا کرتی تھیں، لیکن بعد میں جب شرِ فتنہ عام ہونے لگا تو علماءِ اسلام نے اس غیر ضروری شرکت سے عورتوں کو روک دیا۔ شریکِ نماز ہو کر وہ جتنا ثواب حاصل کریں گی اس سے زیادہ گُناہ ان کے ذمہ پڑ سکتا ہے، اور اس کا اندیشہ آج کے حالات میں ظاہر ہے۔

فرائض کی ادائیگی کے معاملہ پر غور کرو۔ شریعت نے حج بیت اللہ جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے یہ ضروری قرار دیا کہ محرم کے بغیر عورت حج کے لئے گھر سے نہ نکلے۔ اور احرام میں وہی سِلے ہوئے کپڑے پہنے جو عام طور پر پہنتی ہے، کیونکہ دو چادروں والے احرام میں عورت اپنے ستر کو مَردوں کی نگاہ سے اتنا پوشیدہ نہیں رکھ سکتی جتنا اس کے لئے ضروری ہے۔

عام نمازوں کے لئے حدیث صحیح میں آتا ہے کہ عورت کی بہترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر کی کوٹھری میں ادا کرے۔

بہر حال مردوں اور عورتوں کے باہمی اختلاط میں جو فتنے پوشیدہ ہیں، اُنھیں نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔

ضروری مسائل

دونوں عیدوں کی نماز کے متعلق چند مسائل یاد رکھنے چاہئیں جن کی عام طور پر ضرورت پڑتی ہے۔

(۱) جو شخص چھ تکبیروں کے بعد نماز میں شریک ہو اُسے چاہیئے کہ آہستہ آہستہ چھ تکبیریں ہاتھ اُٹھا کر کہہ لے اور پھر امام کے ساتھ نماز پوری کرے۔

(۲) اگر امام رکوع میں ہو، اور مقتدی سمجھتا ہو کہ تکبیرات کہہ کر رکوع میں شامل ہونے کی گنجائش ہے تو تکبیرات کہہ کر رکوع میں شریک ہو جائے اور اگر اتنی گنجائش نہ سمجھے تو صرف زبان سے تکبیرات کہہ کر شریک ہو جائے۔

اور اگر اس نے مثلاً دو تکبیریں کہی تھیں کہ امام نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو اس کے ذمہ سے تکبیرات ساقط ہو گئیں۔

(۳) اگر امام ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے۔ اور قرأت کے بعد چھوٹی ہوئی تکبیریں کہے۔

نمازِ عید الاضحےٰ

عید الاضحےٰ یا بقر عید اسلام کا دوسرا تہوار ہے، اس میں بھی دو رکعت واجب ادا کی جاتی ہیں اور ان کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔

اس دن بھی غسل کرنا اور عمدہ کپڑے پہننا مستحب ہے۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ بقر عید کے دن نماز سے پہلے کچھ کھانا مستحب نہیں، بلکہ نماز کے بعد

قربانی کا گوشت کھانا مستحب ہے۔

یہ صرف استحباب کی بات ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر نماز سے پہلے ناشتہ وغیرہ کرنا چاہیے جیسا کہ عام طور پر لوگ اس کے عادی ہوتے ہیں تو اس سے وہ گناہگار ہو جاتے ہیں، البتہ ایک سنت کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

عید قرباں کی اس سنت پر عمل کرنا اسی وقت آسان ہو سکتا ہے جب عید قرباں کی نماز سنت کے مطابق ادا کرنے کا اہتمام ہو، اور وہ سورج بلند ہوتے ہی سویرے سویرے ادا کی جائے۔ جب سے اوّل وقت نماز عید پڑھنے کی سنت ختم ہوئی ہے اس وقت سے نہار منھ عید گاہ جانے کی سنت سے محرومی ہو گئی ہے۔

عید قرباں پر عید گاہ جاتے ہوئے تکبیرات بلند آواز سے پڑھنی چاہئیں۔ اس سنت سے لوگ بہت غفلت اختیار کرتے ہیں۔ شاید ہی کوئی اللہ کا بندہ ایسا ہو جو اللہ کی بڑائی کا ترانہ پڑھتے ہوئے عید گاہ جاتا ہو۔ اس ترانۂ توحید کا مقصد یہ تھا کہ دوسری قوموں پر اسلامی تہذیب کا اثر پڑے اور دنیا یہ محسوس کرے کہ خوشی اور مسرت کے اس عظیم جشن کے موقعہ پر بھی خدا کی تعریف و توصیف کے سوا مسلمان کی زبان سے کوئی کلمہ نہیں نکلتا۔

دوسری قوموں کے تہوار جس بے ہودہ شور و شغب اور شرمناک قسم کے لہو و لعب کے ساتھ منائے جاتے ہیں ان سے اسلامی تہذیب کو ممتاز

کر کے دکھانا اور ملت مسلمہ کی سنجیدگی اور متانت کا مظاہرہ کرنا اس کا حقیقی مقصد تھا، لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے ان مقدس تہواروں کو بے ہودہ تفریحات سے آلودہ کر کے ان کی افادیت کو ختم کر دیا۔

قضا نمازیں

جب کسی شخص کی نماز قضا ہو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے۔ بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ بہت سی نمازیں مہینوں یا سال کی قضا شدہ ہوں تو اُن کی قضا میں عُجلت کرے، جس وقت موقعہ پائے پڑھ لے۔ کسی نے ایک ہفتہ بھر نماز نہ پڑھی اب قضا پڑھنے لگا تو فرض کرو کہ پیر کی فجر سے نمازیں قضا ہوئی تھیں اور یکشنبہ کی عشاء تک ایک نماز بھی نہ پڑھی، وہ دوشنبہ کی فجر کی نیت اس طرح کرے:۔ قضا پڑھتا ہوں دوشنبہ کی فجر فلاں تاریخ فلاں سال کی۔

کئی سال کی نمازوں کی قضا میں یہ صورت کرے کہ فجر کی قضائیں جتنی میرے ذمہ تھیں اُن میں جو سب سے اوّل ہے اُس کی قضا پڑھتا ہوں، اسی طرح ظہر عصر وغیرہ میں کرے۔

غسل و دفنِ میت و نمازِ جنازہ

مضامین کی ترتیب کے لحاظ سے اس جگہ غسل و دفنِ میت اور نمازِ جنازہ کے مسائل اور ترکیب بھی درج کی جاتی ہے۔

انسان کا جب آخر وقت ہو، سانس وغیرہ ٹوٹنے لگے، تمام اعضا ڈھیلے پڑ جائیں، کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو جاننا چاہیئے کہ اب موت کا وقت

قریب ہے تو اسے چت لٹا دیں اور قبلہ کی طرف منھ کر دیں، اور اُس کے قریب دنیا کی باتیں بالکل نہ کریں، بلکہ بآوازِ بلند کلمۂ شہادت پڑھیں بیمار سے یہ نہ کہا جائے کہ تو بھی پڑھ بلکہ خود سلسلہ جاری رکھیں، تاکہ وہ سُنکر اگر کلمہ پڑھنے کے قابل ہے تو پڑھنا شروع کر دے۔ اس وقت سورۂ یٰسین بھی پڑھنی چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سورۂ یٰسین کی تلاوت سے موت کی سختی میں کمی ہو جاتی ہے۔ جب روح پرواز کر جائے تو مُردہ کے ہاتھ پیر درست کر دیں۔ دونوں ہاتھ اپنی اپنی جگہ کر دیں۔ منھ کے بند کرنے کے لئے جبڑوں پر پٹی باندھنا بہتر ہے۔ مُنھ وغیرہ بند کرتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ پڑھتے رہیں۔ غسل وغیرہ میں دیر نہ کریں۔ جب تک غسل نہ دیا جائے۔ مُردہ کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا منع ہے۔

غسل میت

بیری کے پتّوں کو پانی میں ڈال کر گرم کریں۔ کافور پانی میں گھول دیں۔ جس تختہ پر میّت کو لٹا کر غسل دینا ہے، اُس کو لوبان کی دھونی دیں۔ ایک کپڑا ناف سے زانو تک ڈالدیں۔ جسم کے سارے کپڑے اُتار دیئے جائیں۔ میّت کو برہنہ نہ کریں، بلکہ یہ کپڑا غسل کے وقت پڑا رہے۔ پہلے استنجا کرائیں اگر نجاست ہو تو ڈھیلوں سے پاک کر دیں۔ غسل دینے والا مُردہ کے ستر کو ہاتھ نہ لگائے۔

تھیلیوں سے بدن صاف کیا جائے۔ استنجے کے بعد مُردہ کو

وضو نہ کرائیں، نہ ناک میں پانی ڈالیں۔ گٹے تک ہاتھ دُھلائیں، پہلے منہ دُھلایا جائے۔ اُس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت، پھر سر کا مسح پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت منہ اور ناک کے نتھنوں میں روئی رکھ دیں۔ وضو سے فارغ ہو کر داڑھی اور سر کے بالوں کو خطمی وغیرہ سے صاف کر دیں۔ پھر مُردہ کو بائیں کروٹ لٹا کر نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پاؤں تک تمام بدن پر ڈالیں، یہاں تک کہ پانی بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹایا جائے۔ اور اسی طرح تین بار پانی ڈالا جائے۔ کسی خشک کپڑے سے مُردہ کا بدن صاف کر دیں۔

کفن مَرد کے واسطے تین کپڑے سُنّت ہیں ازار[۱] (یا تہ بند) کُرتا[۲] (کفنی)، چادر[۳]۔ عورت کے لئے پانچ کُرتہ[۱]، ازار[۲]، سر بند[۳]، (خمار اوڑھنی) چادر[۴] سینہ بند[۵]۔

ازار سر سے پاؤں تک ہوتی ہے اور چادر جو سب کے اوپر ہوتی ہے، اُسے پوٹ کی چادر کہتے ہیں، وہ ازار سے ایک ہاتھ لمبی ہوتی ہے۔ کُرتہ گلے سے قدم تک لیکن آستین وکلی وغیرہ نہیں ہوتی صرف گلے کی جگہ پھاڑ دیتے ہیں۔

سر بند تین ہاتھ لمبا ہو، سینہ بند چھاتیوں سے رانوں تک لمبا چوڑا رکھیں تاکہ بدن سے لپٹ جائے۔

ایک چادر اس کے علاوہ رکھتے ہیں جو مُردہ پر ڈال دی جاتی ہے جسے بعد میں کسی محتاج وغیرہ کو دیدیں، یہ چادر کفن میں شامل نہیں ہے۔

کفن میں بھی لوبان کی دھونی دیدی جائے، خوشبو عطر وغیرہ لگا دیں ہتھیلیوں وغیرہ اور اُن جوڑوں پر کافور مل دیں جو سجدہ میں رکھے جاتے ہیں۔

پہلے چادر بچھائیں پھر اُس پر ازار اُس کے اوپر کُرتہ اور اُس پر مُردہ کو لٹائیں۔ کُرتہ کا گلا چاک کرکے مُردہ کا سر اُس میں سے نکال لیں۔ پھر ازار مُردہ کی بائیں جانب سے لپیٹی جائے۔ پھر داہنی طرف سے، اُس کے بعد اوپر والی چادر پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں۔ دھجی سے سر اور پاؤں کے حصّہ کو باندھ دیں، کمر بھی باندھ دی جائے۔

عورت کو کفنانے کی شکل یہ ہوگی:۔ عطر، کافور وغیرہ لگائیں، پھر چادر پر تہ بند، اُس پر کُرتہ، پھر اُس پر میّت کو لٹائیں۔ کُرتہ پہنا کر سر کے بال دو حصّے کرکے داہنے بائیں سینہ پر ڈالدیں۔ پھر سر بند سر اور بالوں پر ڈالدیں، پھر ازار بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں، اس کے بعد سینہ بند باندھ دیں، پھر چادر اوپر والی پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی جانب سے لپیٹ کر تین جگہ دھجیوں سے باندھ دیں۔

نمازِ جنازہ

مُردہ کو نہلانا، کفن دینا، نمازِ جنازہ پڑھنا، دفن کرنا مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہے، اگر دو ایک بھی شریک ہو جائیں گے تو سب کے ذمّہ سے فرض اُتر جائیگا۔

جب مُردہ کو غسل وغیرہ دیدیں تو امام میّت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو کر نماز پڑھائے جس میں چار تکبیریں ہیں۔ اللہ اکبر کہکر ثناء پڑھے پھر تکبیر کہہ کر درود شریف پڑھے۔ تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر ذیل کی

دعائے میت پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ۔ چوتھی تکبیر کہکر سلام پھیر دے۔ اگر جنازہ نابالغ کا ہے تو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا لڑکی ہے تو اجْعَلْہُ کی جگہ اجْعَلْھَا اور شَافِعًا کی جگہ شَافِعَۃً اور مُشَفَّعًا کی جگہ مُشَفَّعَۃً پڑھے۔

دفن قبر دو قسم کی کھودی جاتی ہے بغلی یا صندوقی۔ جس جگہ کی مٹی سخت ہے بغلی کھودتے ہیں ورنہ صندوقی۔ قبر اس قدر گہری ہو کہ انسان اس میں بیٹھ سکے۔ جب قبر تیار ہو جائے تو مردہ کو قبر میں اتاریں۔ قبر میں اتارتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھتے جائیں۔ میت کا منھ قبلہ کی طرف کر دیں۔ عورت کی میت اتارنے میں پردہ کر لینا چاہیئے۔

قبر کو کچا رکھنا مسنون ہے۔ قبر پر گنبد تعمیر کرنا بھی خلافِ سنت ہے۔

جس عورت کا خاوند مر جائے اس کو چار مہینے دس روز تک اپنے شوہر کا سوگ کرنا چاہیئے۔ اسے عدت کہتے ہیں۔ سوگ کے معنے سر پیٹنے یا سینہ کوبی کے نہیں ہیں بلکہ ترکِ زینت یعنی بناؤ سنگھار نہ کرے۔ مہندی وغیرہ نہ لگائے۔

تجہیز و تکفین کے بعد قرآن خوانی ایصال ثواب کرنا مُردوں

کے لئے امر مستحسن ہے۔ البتہ قبرستان میں جاکر دل لگی، مذاق اور لہو ولعب کے طریقوں میں مبتلا نہ ہونا چاہیئے۔ وہ مقام عبرت کا ہوتا ہے۔

امامت کا بیان

عام طور پر نماز کی امامت اور مؤذنی کے کام کو ہم لوگوں نے ایک معمولی اور گھٹیا کام سمجھ لیا ہے۔ اماموں کو حقارت سے دیکھنا، اللہ واسطے کی روٹیاں کھلانا اور خیرات دے کر انھیں خوش کرنا ہماری قوم کا عام ذہن ہے۔

اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ اچھی سوسائٹی اور اچھے گھرانوں کے لوگ علم دین حاصل کرنے اور قرآن پاک پڑھنے کو وقت ضائع کرنا سمجھنے لگے ہیں۔

اسلامی حکومت میں ائمہ مساجد کی تنظیم اور ان کی کفالت بیت المال سے کی جاتی تھی اور حکومت اسلامی ان کے منصب کے لحاظ سے ان کی عزت وعظمت کا پورا پورا خیال رکھتی تھی۔ امیر المومنین اور خلیفۂ وقت امامت کے فرائض انجام دیتے تھے، بڑے بڑے علماء اور فقہاء مساجد میں امامت کرتے تھے۔ امامِ اعظمؒ اپنی مسجد میں اذان دیتے تھے۔

یہ نتیجہ تھا اس منصب کے اعزاز واکرام کا، لیکن جب سے اسلامی اقتدار پر زوال آیا اور ائمہ مساجد عوام کے رحم وکرم پر آگئے اس وقت سے اس منصب کی مٹی پلید ہوگئی۔

امام مسجد کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے عام مسائل سے آگاہ ہو۔ قرآنِ کریم ترتیل وقرأت کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔ تقویٰ اور پرہیزگاری سے آراستہ ہو۔ خاندانی وجاہت بھی رکھتا ہو۔ فقہاء نے امام کے لئے ان صفات کو ضروری قرار دیا ہے۔

ظاہر ہے کہ امام مسجد اپنے حلقہ کا امیر ہوتا ہے اور وہ اس حلقہ میں مسلمانوں کی تمام دینی ضروریات کا نگراں ہوتا ہے، صرف نماز کا امام نہیں ہوتا بلکہ ان کے پورے دین کا امام ہوتا ہے۔ ایسے منصب کے لئے فقہاء نے جو صفات بیان کی ہیں ان کی ضرورت سے کون انکار کرسکتا ہے

لیکن یہ صفات ہمارے ائمہ مساجد میں تب ہی پیدا ہو سکتی ہیں جب قوم اس منصب کی عزت کرے اور قوم کے اچھے طبقے دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ کرنے لگیں ۔ آج ہماری نمازوں اور اذانوں میں اثر وکیف نہیں رہا، کیونکہ امامت اور موذنی سب سے گھٹیا کام بن کر رہ گیا ہے اور اس کی ذمہ داری پوری قوم پر ہے۔

نماز جیسی اہم عبادت کا اثر ولذت سے خالی ہو جانا معمولی حادثہ نہیں، اس کی بازپرس سے قوم کے متموّل اور صاحبِ اقتدار لوگ کسی طرح محفوظ نہیں رہ سکتے۔

نماز میں لذت وسرور قرآنِ پاک کی اچھی تلاوت سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے حضورؐ نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

(۱) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لیس منّا من لم یتغنّ بالقراٰنِ (رواہ البخاری) یہ کتنی سخت وعید اور کتنی سخت سرزنش ہے کہ آپؐ نے اس مسلمان سے بے تعلقی کا اعلان کر دیا جو قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔

دوسری حدیث سُنئے:۔

(۲) عَن سعد بن وقاصؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذا القراٰنَ نزل بحزنٍ فاذا قرأتموہ فابکوا فان لم تبکوا تباکوا وتغنّوا بہ فمن لم یتغن بالقراٰنِ فلیس منّا (رواہ ابن ماجہ)

احادیث شریف کے علاوہ قرآنِ پاک بھی صاف طور پر فرما رہا ہے:۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝

صف کی پابندی

امام کو چاہیئے کہ نماز شروع کرنے سے قبل نمازیوں کو صف کی درستی کی طرف توجہ دلائے

احادیث میں صفوں کی درستی کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ صفوں میں جگہ خالی چھوڑ دیتے ہیں، کبھی صفِ اول میں کچھ حصہ خالی ہے تو کبھی دوسری اور تیسری میں جگہ باقی ہے یہ

۱؎ حضرت ابو ہریرہ رضؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔ ۲؎ حضرت سعد بن وقاصؓ فرماتے ہیں، میں نے حضورؐ کو فرماتے ہوئے سُنا یہ قرآن حزن وغم کے ساتھ نازل ہوا۔ پس جس وقت تلاوت تلاوت کرو تو روؤ اگر رونا نہ آئے تو رُلاؤ اور خوش الحانی سے پڑھو جو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

بات شرعاً ممنوع ہے - احادیث میں تسویۂ صفوف (صفوں کو برابر رکھنے) کے عنوان پر زیادہ سے زیادہ احادیث و احکام ہیں - جابر بن سمرہ کی حدیث میں ہے :-

(۱) "فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم خدا کے سامنے فرشتوں کی طرح صفیں نہیں باندھتے - ہم نے عرض کیا فرشتے کس طرح صفیں باندھتے ہیں اپنے رب کے نزدیک - فرمایا پورا کرتے ہیں پہلی صفوں کو اور صف میں ملکر کھڑے ہوتے ہیں" (مسلم)

(۲) "حضرت انسؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو اور آپس میں ملے ہوئے کھڑے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صفوں کی درمیانی جگہ میں بکری کے بچہ کی طرح داخل ہوتا ہے" (ابوداؤد)

فضائل رمضان شریف

رمضان شریف کا بیان

رمضان شریف روزوں کے مہینہ کا نام ہے، اس مہینہ کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ عربی میں رمض کے معنی جلانے کے آتے ہیں چونکہ روزے انسان کے گناہوں کو جلا دیتے ہیں، اس لئے اس مناسبت سے اس مہینہ کو رمضان کہا جاتا ہے -

رمضان شریف کے روزے فرض ہیں، ان کے علاوہ سنت ہیں -

ابتداء اسلام میں صرف چند روزے نفلی طریقہ پر رکھے جاتے تھے۔ پھر ۱۵ برس کے بعد مدینہ منورہ میں رمضان کے روزے فرض قرار دیئے گئے اور قرآن کریم میں حکم نازل ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔[1]

اس بابرکت مہینہ کی عظیم برکتوں میں سے سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ اس مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا، اور بڑی بڑی آسمانی کتابیں بندوں کی ہدایت کے لئے اُتریں۔ اسی ماہ مبارک کی پہلی تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفہ اُترا۔ چھٹی تاریخ کو حضرت موسیٰؑ پر توراۃ نازل ہوئی۔ سترھویں رمضان کو حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نازل ہوئی۔ چوبیسویں رمضان کو تمام قرآن شریف آسمانِ اوّل پر اُترا اور پھر تھوڑا تھوڑا بقدرِ ضرورت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا۔

پہلی حدیث حضورؐ کا مفصّل وعظ

(فصل اول) عَنْ سَلْمَانَ رضؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ

---

[1] رمضان شریف کا مہینہ جس میں قرآنِ کریم نازل ہوا لوگوں کے واسطے ہدایت ہے۔ اور حق کی کھلی نشانیاں اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ، پس جو مسلمان تم میں وہ مہینہ پائے تو اسے چاہیئے کہ اس میں روزہ رکھے۔ [2] حضرت سلمانؓ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر (بقیہ ۱۰۱)

قد اظلكم شهر عظيم مبارك شهر فيه ليلة خير من الف شهر۔ شهر جعل الله صيامه فريضة وقيام ليله تطوعا من تقرب فيه بخصلة كان كمن ادى فريضة فى ماسواه ومن ادى فريضة فيه كان كمن ادى سبعين فريضة فيما سواه وهو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة وشهر المواساة وشهر يزاد فى رزق المؤمن فيه من فطر فيه صائما كان مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار وكان له مثل اجره من غير ان ينقص من اجره شئ قالوا يا رسول الله ليس كلنا يجد ما يفطر الصائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطى الله هذا الثواب من فطر صائما على تمرة او شربة ماء او مذقة لبن وهو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة واخره عتق من النار من خفف عن مملوكه فيه غفر الله له واعتقه من النار واستكثروا فيه من اربع خصال خصلتين ترضون بهما ربكم وخصلتين لا غناء بكم عنهما

(حاشیہ صفحہ گزشتہ ونیز) ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے بہت مبارک مہینہ ہے، اُس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اُس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کیساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ اور یہ مہینہ لوگوں کیساتھ غمخواری کرنیکا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اُس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اُسکو ثواب ہوگا، مگر روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائیگا، صحابہؓ نے عرض

(باقی صفحہ ۱۰۲)

فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهُ وَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَ تَعَوَّذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ وَمَنْ اَسْقٰى صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۔

اس حدیث سے چند امور معلوم ہوتے ہیں ۔ اول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کہ شعبان کی اخیر تاریخ میں خاص طور سے اس کا وعظ فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک سکنڈ بھی غفلت سے نہ گزرے ۔ پھر اس وعظ میں تمام مہینہ کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم امور کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا ۔ سب سے اول شب قدر کہ وہ حقیقت میں بہت

(حاشیہ صفحہ گزشتہ وہذا) کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپؐ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسّی پلا دے اُس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں ۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرۃ ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے ۔ جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کر دے اپنے غلام (و خادم) کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہ اُس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں اور چار چیزوں کی اسمیں کثرت رکھا کرو جنمیں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارۂ کار نہیں پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو ، وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے ۔ اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو ، جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی ۔

ہی اہم رات ہے۔ اُس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ نے اس کے روزہ کو فرض کیا اور اُس کے قیام یعنی تراویح کو سنّت کیا اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا ارشاد بھی خود حق تعالیٰ سبحانہ کی طرف سے ہے۔ پھر جن روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ میں نے سنّت کیا اُن سے مراد تاکید ہے۔ کہ حضورؐ اس کی تاکید بہت فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے سب ائمہ اس کے سنّت ہونے پر متفق ہیں۔ برہان میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے روافض کے سوا کوئی شخص اس کا منکر نہیں۔ حضرت مولانا الشاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے "ماثبت بالسنة" میں بعض کتبِ فقہ سے نقل کیا ہے کہ کسی شہر کے لوگ اگر تراویح چھوڑ دیں تو اُس کے چھوڑنے پر امام اُن سے مقاتلہ کرے۔ اس جگہ خصوصیت سے ایک بات کے لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں کلام مجید سُن لیں پھر چھٹی۔ یہ خیال رکھنے کی بات ہے کہ یہ دو سنّتیں الگ الگ ہیں۔ تمام کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سُننا یہ مستقل سنّت ہے، اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل سُنّت ہے۔ پس اس صورت میں ایک سنّت پر عمل ہوا اور دوسری سنّت رہ گئی۔ البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا اور کسی وجہ سے ایک جگہ روزانہ تراویح پڑھنی مشکل ہو، اُن کے لئے مناسب ہے کہ اوّل ایک قرآن شریف چند روز میں سُن لیں تاکہ قرآن شریف ناقص نہ رہے۔ پھر جہاں وقت مِلا اور موقعہ ہوا، وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں

ہوگا اور اپنے کام کا بھی حرج نہ ہوگا۔

حضورؐ نے روزہ اور تراویح کا ذکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفل عبادات کے اہتمام کی طرف متوجہ فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے۔ اس جگہ ہمیں اپنی عبادات کی طرف بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مبارک مہینہ میں فرائض کا ہم سے کس قدر اہتمام ہوتا ہے اور نوافل میں کتنا اضافہ ہوتا ہے؟ فرائض میں تو ہمارے اہتمام کی یہ حالت ہے کہ سحر کھانے کے بعد جو سوئے تو اکثر صبح کی نماز قضا ہوگئی۔ اور کم از کم جماعت تو اکثروں کی فوت ہوہی جاتی ہے۔ گویا سحر کے کھانے کا یہ شکر ادا کیا کہ اللہ کے سب سے زیادہ مہتم بالشان فرض کو یا بالکل قضا کردیا یا کم از کم ناقص کردیا، کیونکہ بغیر جماعت کے ادا کو اہلِ اصول نے اداءِ ناقص فرمایا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ایک جگہ ارشاد ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کی تو (گویا) نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں۔ "مظاہر حق" میں لکھا ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے بدون جماعت نماز پڑھتا ہے اُس کے ذمہ سے فرض تو ساقط ہوجاتا ہے مگر اُس کو نماز کا ثواب نہیں ملتا، اسی طرح دوسری نماز مغرب کی بھی جماعت اکثروں کی افطار کی نظر ہوجاتی ہے اور رکعتِ اولیٰ یا تکبیرِ اولیٰ تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ تو عشاء کی نماز بھی تراویح کے احسان کے بدلے میں وقت سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ تو رمضان المبارک میں ہمارا اہم الفرائض کا اہتمام ہے کہ ایک فرض کے بدلے میں

تین کو ضائع کیا۔ یہ تین تو اکثر ہیں، ورنہ ظہر کی نماز قیلولہ کی نظر اور عصر کی جماعت افطاری کا سامان خریدنے کی نظر ہوتے آنکھوں سے دیکھا جا رہا ہے۔ اسی طرح اور فرائض پر آپ خود غور فرمالیں کہ کتنا اہتمام رمضان المبارک میں ان کا کیا جاتا ہے۔ اور جب فرائض کا یہ حال ہے تو نوافل کا کیا پوچھنا، اشراق اور چاشت تو رمضان المبارک میں سونے کی نظر ہو ہی جاتے ہیں، اور اوّابین کا کیسے اہتمام ہو سکتا ہے جب کہ ابھی روزہ کھولا ہے اور آئندہ تراویح کا سہم ہے اور تہجد کا وقت تو ہے ہی عین سحر کھانے کا وقت پھر بھلا نوافل کی گنجائش کہاں۔ لیکن یہ سب باتیں بے توجہی اور نہ کرنے کی ہیں کہ ع

تو ہی اگر نچاہے تو باتیں ہزار ہیں

کتنے اللہ کے بندے ہیں کہ جن کے لئے انہی اوقات میں سب چیزوں کی گنجائش نکل آتی ہے ــــــ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو متعدد رمضانوں میں دیکھا گیا ہے کہ باوجود ضعف اور پیرانہ سالی کے مغرب کے بعد نوافل میں سوا پارہ پڑھنا یا سُنانا اور اُس کے بعد آدھ گھنٹہ کھانا وغیرہ ضروریات کے بعد ہندوستان کے قیام میں تقریباً دو سوا دو گھنٹہ تراویح میں خرچ ہوتے تھے اور مدینہ پاک کے قیام میں تقریباً تین گھنٹہ میں عشاء اور تراویح سے فراغت ہوتی، اس کے بعد آپ حسبِ اختلافِ موسم دو تین گھنٹہ آرام فرمانے کے بعد تہجد میں تلاوت فرماتے اور صبح سے نصف گھنٹہ قبل سحر تناول فرماتے۔ اُس کے بعد صبح کی نماز تک کبھی

اوراد و ظائف اسفار یعنی چاندنی میں صبح کی نماز پڑھ کر اشراق تک مراقب رہتے اور اشراق کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ آرام فرماتے۔ اُس کے بعد سے تقریباً بارہ بجے تک اور گرمیوں میں ایک بجے تک بذل المجہود تحریر فرماتے اور ڈاک وغیرہ ملاحظہ فرما کر جواب لکھاتے اُس کے بعد ظہر کی نماز تک آرام فرماتے اور ظہر سے عصر تک تلاوت فرماتے۔ عصر سے مغرب تک تسبیح میں مشغول رہتے اور حاضرین سے بات چیت بھی فرماتے۔ بذل المجہود ختم ہو جانے کے بعد صبح کا کچھ حصہ تلاوت میں اور کچھ کتب بینی میں۔ بذل المجہود اور وفاء الوفاء زیادہ تر اُس وقت زیر نظر رہتے تھے۔ یہ اس پر تھا کہ رمضان المبارک میں معمولات میں کوئی خاص تغیر نہ تھا کہ نوافل کا یہ معمول دائمی تھا، اور نوافل مذکورہ کا تمام سال بھی اہتمام رہتا تھا۔ البتہ رکعات کے طول میں رمضان المبارک میں اضافہ ہو جاتا تھا، ورنہ جن اکابر کے یہاں رمضان المبارک کے خاص معمولات مستقل تھے، ان کا اتباع تو ہر شخص سے نبھنا بھی مشکل ہے۔ حضرت مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تراویح کے بعد سے صبح کی نماز تک نوافل میں مشغول رہتے تھے اور یکے بعد دیگرے متفرق حفّاظ سے کلام مجید سُنتے تھے، اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن و رات تلاوت ہی کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی ذرا گوارا نہ تھی۔ بعض مخصوص خدّام کو صرف اتنی اجازت ہوتی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت سادی چائے کے ایک دو فنجان نوش فرمائیں اتنی دیر حاضرِ خدمت ہو جایا کریں۔ بزرگوں

کے یہ معمولات اس وجہ سے نہیں لکھے جاتے کہ سرسری نگاہ سے ان کو پڑھ لیا جائے یا کوئی تفریحی فقرہ ان پر کہدیا جائے، بلکہ اس لئے ہیں کہ اپنی ہمت کے موافق ان کا اتباع کیا جائے اور حتی الوسع پورا کرنے کا اہتمام کیا جائے کہ ہر بزرگ اپنے مخصوص امتیازات میں دوسرے پر فائق ہے۔ ملازم پیشہ حضرات جو دس بجے سے چار بجے تک دفتر میں رہنے کے پابند ہیں اگر صبح سے دس بجے تک کم از کم رمضان المبارک کا مبارک مہینہ تلاوت میں خرچ کردیں تو کیا دقت ہے۔ آخر دنیوی ضروریات کے لئے دفتر کے علاوہ اوقات میں سے وقت نکالا ہی جاتا ہے۔ اور کھیتی کرنے والے تو نہ کسی کے نوکر نہ اوقات کے تغیر میں اُن کو ایسی پابندی کہ اُس کو بدل ہی نہ سکیں۔ یا کھیتی پر بیٹھے بیٹھے تلاوت نہ کرسکیں۔ اور تاجروں کے لئے تو اس میں کوئی دِقت ہی نہیں کہ اس مبارک مہینہ میں دکان کا وقت تھوڑا سا کم کردیں یا کم از کم دکان ہی پر تجارت کے ساتھ تلاوت بھی کرتے رہا کریں کہ اس مبارک مہینہ کو کلامِ الٰہی کے ساتھ بہت ہی خاص مناسبت ہے، اسی وجہ سے عموماً اللہ جل شانہ کی تمام کتابیں اسی میں نازل ہوئی ہیں، چنانچہ قرآنِ پاک لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر تمام کا تمام اسی ماہ میں نازل ہوا، اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفے اسی ماہ کی یکم یا ۳ تاریخ کو عطا ہوئے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸ یا ۱۲ رمضان کو ملی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ۶ رمضان المبارک عطا

ہوئی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو انجیل ۱۲ یا ۱۳ رمضان المبارک کو ملی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو کلامِ الٰہی سے خاص مناسبت ہے۔ اسی وجہ سے تلاوت کی کثرت اس مہینہ میں منقول ہے اور مشائخ کا معمول۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام ہر سال رمضان شریف میں تمام قرآنِ کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سُناتے تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سُنتے تھے۔ علماء نے ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے قرآنِ پاک کے دَور کرنے کا جو عام طور سے رائج ہے اِستحباب نکالا ہے۔ اس کے بعد جو وقت تلاوت سے بچے اُس کو بھی ضائع کرنا مناسب نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث کے آخر میں چار چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ متوجہ فرمایا اور اس مہینہ میں ان کی کثرت کا حکم فرمایا، کلمۂ طیبہ اور استغفار اور جنّت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کی دُعا۔ اس لئے جتنا وقت مِل سکے ان چیزوں میں صرف کرنا سعادت سمجھے۔ اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کی قدر ہے۔ کیا دِقّت ہے کہ اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے زبان سے درود شریف یا کلمۂ طیبہ کا بھی ورد رہے۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کی کچھ خصوصیات اور آداب ارشاد فرمائے۔ اوّلاً یہ کہ یہ صبر کا مہینہ ہے یعنی اگر روزہ وغیرہ میں کچھ تکلیف ہو تو اُسے ذوق وشوق سے برداشت کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ مار دھاڑ، ہول پکار جیسا کہ اکثر لوگوں کی گرمی کے رمضان میں عادت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر اتّفاق سے سحر نہ کھائی گئی تو صبح سے ہی روزہ کا

سوگ شروع ہوگیا، اسی طرح رات کی تراویح میں اگر دقت ہو تو اس کو بڑی بشاشت سے برداشت کرنا چاہیئے ۔ اس کو مصیبت اور آفت نہ سمجھیں کہ یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے ۔

پھر ارشاد ہے کہ یہ غمخواری کا مہینہ ہے، یعنی غرباء ومساکین کیساتھ مدارات کا برتاؤ ۔ اگر دس چیز اپنی افطار کے لئے تیار کی ہے تو دو چار غرباء کے لئے بھی کم از کم ہونی چاہئیں، ورنہ اصل تو یہ تھا کہ اُن کے لئے اپنے سے افضل نہ ہوتا تو مساوات ہی ہوتی ۔ غرض جس قدر بھی ہمت ہو سکے اپنے افطار وسحر کے کھانے میں غرباء کا حصہ بھی ضرور لگانا چاہیئے ۔ صحابۂ کرامؓ امت کے لئے عملی نمونہ اور دین کو اس قدر واضح طور پر عمل فرماکر دکھلا گئے کہ اب ہر نیک کام کے لئے ان کی شاہراہِ عمل کھلی ہوئی ہے ۔ ایثار وغمخواری کے باب میں ان حضرات کا اتباع بھی دل گردہ والے کا کام ہے ۔ سینکڑوں ہزاروں واقعات ہیں جن کو دیکھ کر سوائے حیرت کے کچھ نہیں کہا جاتا ۔ ایک واقعہ مثالاً لکھتا ہوں ۔ ابو جہم کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچا زاد بھائی کو تلاش کرنے چلا اور اس خیال سے پانی کا مشکیزہ بھی لے لیا کہ اگر اُس میں کچھ رمق باقی ہوئی تو پانی پلادوں گا اور ہاتھ منہ دھودوں گا وہ اتفاق سے پڑے ہوئے ملے ۔ میں نے اُن سے پانی کو پوچھا اُس نے اشارے سے مانگا کہ اتنے میں برابر سے دوسرے زخمی نے آہ کی ۔ چچا زاد بھائی نے پانی پینے سے پہلے اُس کے پاس جانے کا اشارہ کیا اُس کے پاس گیا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی پیاسے ہیں اور پانی مانگتے ہیں کہ اتنے میں ان کے پاس

والے نے اشارہ کیا، اُنھوں نے بھی پانی پینے سے قبل اُس کے پاس جانے کا اشارہ کیا، اتنے مَیں وہاں تک پہنچا تو اُن کی روح پرواز کر چکی تھی۔ واپس دوسرے صاحب کے پاس پہنچا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے، لوٹ کر چچا زاد بھائی کے پاس آیا تو دیکھا اُن کا بھی وصال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

روح البیان میں سیوطی کی جامع الصغیر اور سخاوی کی مقاصد سے بروایت حضرت ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانسو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں، جب کوئی شخص ان میں سے مر جاتا ہے، فوراً دوسرا اُسکی جگہ لے لیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اور اللہ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث سے نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے، حق تعالیٰ شانہ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ یحییٰ برمکی حضرت سفیان ثوریؒ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے تو سفیان ثوریؒ سجدے میں اُن کے لئے دُعا کرتے تھے کہ یا اللہ! یحییٰ نے میری دنیا کی کفایت کی تو اپنے لُطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں اُن سے پوچھا کہ کیا گزری؟ انھوں نے کہا کہ سفیان کی دعا کی بدولت مغفرت ہوئی۔

اس کے بعد حضورؐ نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں، اور شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اُس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے حضرت جبرئیلؑ مصافحہ کرتے ہیں (اُسکی علامت یہ ہے) اُس کے دل میں رقّت پیدا ہوتی ہے۔ اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہ ایک مشہور محدّث ہیں، روزانہ پچاس آدمیوں کے روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے (روح البیان)

افطار کی فضیلت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا ہے کہ اس مہینہ کا اوّل حصہ رحمت ہے یعنی حق تعالیٰ شانہ کا انعام متوجہ ہوتا ہے اور یہ رحمت عامہ سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے، اس کے بعد جو لوگ اُس کا شکر ادا کرتے ہیں اُن کے لئے اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

اور اس کے درمیانی حصہ سے مغفرۃ شروع ہوجاتی ہے اس لئے کہ روزوں کا کچھ حصہ گزر چکا ہے۔ اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہوجاتا ہے اور آخری حصہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔ اور بھی بہت سی روایات میں ختم رمضان پر آگ سے خلاصی کی بشارتیں وارد ہوئیں۔ رمضان کے تین حصے کیئے گیئے۔ مضمون بالا سے تینوں کا فرق واضح ہوگیا ہوگا۔ بندۂ ناچیز کے خیال میں تین حصے رحمت اور مغفرت اور آگ سے خلاصی کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ آدمی تین طرح کے ہیں، ایک وہ

لوگ جن کے اوپر گناہوں کا بوجھ نہیں اُن کے لئے شروع ہی سے رحمت اور انعام کی بارش ہو جاتی ہے۔ دوسرے وہ لوگ جو معمولی گنہگار ہیں، اُن کے لئے کچھ حصہ روزہ رکھنے کے بعد اُن روزوں کی برکت اور بدلہ میں مغفرت اور گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔ تیسرے وہ لوگ جو زیادہ گنہگار ہیں، اُن کے لئے زیادہ حصہ روزہ رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہوتی ہے اور جن لوگوں کے لئے ابتداہی سے رحمت تھی اور اُن کے گناہ بخشے بخشائے تھے اُن کا تو پوچھنا ہی کیا کہ اُن کے لئے رحمتوں کے کس قدر انبار ہوں گے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

اس کے بعد حضورؐ نے ایک اور چیز کی طرف رغبت دلائی ہے کہ آقا لوگ اپنے ملازموں پر اس مہینہ میں نرمی رکھیں، اس لئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں، اور کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقت ہوگی۔ البتہ اگر کام زیادہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں کہ رمضان کے لئے عارضی ملازم ایک آدھ بڑھالے، مگر اس وقت جب ملازم روزہ دار بھی ہو، ورنہ اس کے لئے رمضان بے رمضان برابر ہے۔ اور اس بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود روزہ خور ہو کر بے حیا مُنھ سے روزہ دار ملازموں سے کام لے۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا۔ اوّل کلمۂ شہادت کا، احادیث میں اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ میں بروایت ابو سعید خدریؓ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ایک مرتبہ اللہ جلّ جلالہٗ کی

بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! تو مجھے کوئی ایسی دعا بتلادے کہ اُس کے ساتھ میں تجھے یاد کیا کروں، اور دعا کیا کروں۔ وہاں سے لا الٰہ الا اللہ ارشاد ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں۔ میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ "موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے میرے سوا یعنی ملائکہ اور ساتوں زمین ایک پلڑہ میں رکھدی جائیں اور دوسری میں کلمہ طیبہ رکھدیا جائے تو وہی جھک جائے گا۔" ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اخلاص سے اس کلمہ کو کہے آسمان کے دروازے اُس کے لئے فوراً کھلجاتے ہیں اور عرش تک پہنچنے کسی قسم کی روک نہیں ہوتی، بشرطیکہ کہنے والا کبائر سے بچے۔ عادۃ اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ضرورتِ عامہ کی چیز کو کثرت سے مرحمت فرماتے ہیں۔ دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اُتنی ہی عام ہوتی ہے مثلاً پانی عام ضرورت کی چیز ہے، حق تعالیٰ شانہ کی بے پایاں رحمت نے اس کو کس قدر عام کر رکھا ہے۔ اور کیمیا جیسی لغو اور بیکار چیز کو عنقا کر دیا۔ اسی طرح کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے متعدد احادیث سے اس کی تمام اذکار پر افضلیت معلوم ہوتی ہے اس کو سب سے عام رکھا ہے کہ کوئی محروم نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی محروم رہے تو اُس کی بدبختی ہے۔ بالجملہ بہت سی احادیث اس کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں جن کو اختصاراً ترک کیا جاتا ہے۔ دوسری چیز جس کی کثرت کرنے کو حدیث بالا میں ارشاد فرمایا گیا وہ استغفار ہے۔ احادیث میں

استغفار کی بہت سی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

حضورؐ نے کے سال روزے رکھے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کی فرضیت کے بعد آٹھ سال روزے رکھے۔ ان میں پانچ سال ۲۹ کا چاند ہوا۔ اور تین سال تیس کا چاند ہوا۔

روزہ کی قسمیں

روزہ کی چھ قسمیں ہیں:۔

۱۔ رمضان شریف کا فرض روزہ۔

۲۔ قضا روزہ

۳۔ نذر معین کا روزہ

۴۔ کفارہ کا روزہ

۵۔ نذر غیر معین کا روزہ

۶۔ نفل روزہ

روزہ کی تعریف

روزہ شرعی اصطلاح میں صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کو ترک کر دینے کا نام ہے۔

رویت ہلال کا بیان

رمضان شریف کا چاند دیکھنے کی شریعت میں بہت اہمیت ہے۔ کیونکہ چاند ہونے سے ہی روزہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ رویت ہلال کے معاملہ میں پوری توجہ اور

احتیاط سے کام لیا کریں۔

اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تمام ذمہ داری تو دمسلمانوں اور علماء کرام پر آپڑی ہے۔

۱- اگر آسمان پر غبار ہو اور مطلع صاف نہ ہو، تو ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی سے علماء کرام چاند ہونے کا فیصلہ کردیں گے۔

۲- اگر مطلع بالکل صاف ہوگا تو جب تک کافی آدمی چاند ہونے کی گواہی نہ دیں گے، اس وقت تک رویت کی تصدیق نہیں کی جائے گی:

۳- اگر رمضان کا چاند نہ ہو اور شبہ کی حالت پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنا چاہیئے، بلکہ شعبان کے تیس[۳۰] دن پورے کرے، اس کے بعد رمضان کے روزے شروع کرے۔

شک کے روزے کے متعلق حدیث میں آتا ہے:-

مَن صام الیوم الذی یشك فیه عصی الله ورسوله[۱]

روزہ کی نیت روزہ کی نیت رات ہی سے کر لینی چاہیئے کہ میں کل روزہ رکھوں گا، اگر رات کو بھول جائے تو دوپہر سے پہلے پہلے کرنی ضروری ہے۔ نیت کے الفاظ یہ ہیں:-

اَللّٰھُمَّ[۲] اَصُوْمُ غَدًا لَّكَ فَاغْفِرْلِی مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ

---

[۱] جو شخص شک کے دن کا روزہ رکھے گا، وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہوگا۔

[۲] الٰہی! میں کل کا روزہ رکھوں گا، بس میرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔

نفل روزہ کی نیت بھی دوپہر سے پہلے پہلے کرسکتا ہے۔ البتہ کفارہ اور قضاء کے روزہ کی نیت رات سے ضروری ہے۔

سحری کا بیان

سحری صبح صادق سے پہلے پہلے کھا لینی چاہیئے۔ قرآن کریم نے ہدایت فرمائی ہے:-

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ[1]

سیاہ و سفید دھاگے سے کیا مراد ہے۔؟ اس سلسلہ میں بعض صحابہؓ سے بڑی دلچسپ غلط فہمی کا اظہار ہوا۔

حضرت عدی ابن ابی حاتم نے اس آیت کریمہ کے بعد اپنے تکیہ کے نیچے اونٹ کی ٹانگیں باندھنے کی دو رسیاں ایک سفید اور ایک سیاہ رکھ لیں اور سحری کے وقت اُٹھ کر انھیں دیکھا تو انھیں سفید و سیاہ میں کوئی تمیز نہ ہوئی، کیونکہ اندھیرے میں کیا فرق نظر آسکتا تھا،

اس پر یہ حضور صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے ان کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے فرمایا، عدی! سیاہ دھاگے سے مراد رات کی تاریکی ہے اور سفید دھاگے سے صبح کی سفیدی مراد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب رات کا اندھیرا ختم ہونے لگے اور صبح کی سفیدی

---

[1] تم کھاتے پیتے رہا کرو، یہاں تک سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے

شروع ہونے کا وقت آجائے تو سحری کا وقت ختم ہو جائے گا، اس وقت کھانا پینا بند کر دینا چاہیئے۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ دوسری حدیث حضرت سہیل ابن سعد کی ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ اپنے پیروں میں سفید و سیاہ تاگا باندھ کر سویا کرتے تھے، مگر انھیں دونوں میں کوئی فرق محسوس نہ ہوتا تھا، اس پر خدا تعالیٰ نے "مِنَ الْفَجْرِ" کا لفظ نازل فرمایا اور یہ بات واضح کی کہ قرآن کریم کی مراد اس استعارہ سے کیا ہے۔

بعض ضروری مسائل

۱۔ رمضان کے روزہ میں اگر کوئی شخص قصداً کوئی دوا یا غذا استعمال کرے گا، یا عورت کے ساتھ جماع کرے گا، تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ جماع کی صورت میں مرد و عورت دونوں پر لازم ہوں گے۔

۲۔ اور اگر ایسی چیز کھائے گا جو دوا، یا غذا نہ ہو، جیسے کنکر، پتھر وغیرہ تو اس صورت میں صرف قضا، ہوگی، کفارہ نہ ہوگا۔

۳۔ اگر بھولے سے کچھ کھا پی لیا تو اس سے روزہ نہیں جائے گا۔ خدا تعالیٰ نے بھول کو معاف کر دیا ہے۔ البتہ یاد آتے ہی تھوک دینا چاہیئے۔

روزہ کا مقصد

اس طرح کھانے پینے اور تعلق زن و شوئی سے الگ رکھنے کا کیا مقصد ہے۔؟

قرآنِ کریم نے اسے لفظ تقویٰ میں ظاہر کیا ہے، یعنی تمھیں روزہ

کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔

انسان دو طاقتوں کے مجموعہ کا نام ہے، ایک مادی اور جسمانی طاقت، دوسری روحانی طاقت۔

دونوں قوتیں اگر توازن کے ساتھ کام کرتی رہیں تو انسان صحیح انسان بنا رہتا ہے، اور جب ان میں سے کوئی قوت کمزور ہو جاتی ہے تو اس کی زندگی اصل مقصد سے ہٹ جاتی۔

انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے۔؟

خدا کی یاد اور اس کے بندوں کی خدمت، اس مقصد کو انسان یکسانیت اور استقامت کے ساتھ اسی وقت تک پورا کرتا ہے جس وقت تک اس میں دونوں قوتیں توانا اور کارفرما رہتی ہیں۔

مثال کے طور پر لیجیئے :۔

اگر انسان کی جسمانی قوت کمزور ہو جائے تو وہ اپنے ماں باپ کی خدمت اور بال بچوں کی پرورش کے لئے محنت و مشقت سے عاجز ہو جاتا ہے، حالانکہ یہ اس کا اہم فریضہ ہے۔

اور اگر انسان کی روحانی قوت کمزور ہو جائے اور خواہشاتِ نفس اسے دبا لیں تو وہ خدا کی یاد اور اس کے ذکر و فکر سے غافل ہو جاتا ہے۔

اس لئے شریعتِ اسلامی نے دونوں طاقتوں کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔

جسمانی طاقت کی بقاء کے لئے انسان پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ کھائے پیئے اور رات کو آرام کرے۔

اپنی جسمانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ازدواجی تعلق پیدا کرے، اگر وہ خواہشِ نفس کو بالکل فناء کرنے لگے گا اور کھانا پینا ترک کردے گا اور اس کے نتیجے میں اس کا نفس ہلاک ہوجائے گا، تو وہ حرام موت مرے گا۔

اسی طرح پریشانیوں سے تنگ آکر اگر کوئی خودکشی کرتا ہے، تو وہ خدا کی عدالت میں مجرم بن کر حاضر ہوتا ہے۔

یہ سب اس لئے ہے کہ جسم کی طاقت کو قائم رکھنا ہر انسان کا فرض ہے۔ اور ایسا فرض ہے جسے ادا کرنا قرآن کے نزدیک عبادت ہے۔

اب روزہ کا فائدہ سمجھئے!

انسان جسم کی خواہشات، کھانے پینے اور آرام کرنے میں اس درجہ منہمک ہوجاتا ہے کہ اسے روحانی قوت کی دیکھ بھال کا بالکل خیال نہیں رہتا، شریعت نے اس کے لئے عبادت کا حکم دیا ہے۔ اور عبادت میں خاص طور پر روزہ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے ہے۔

روزہ میں روحانی طاقت کی تکمیل ہوتی ہے، کمزوریوں کا ازالہ ہوتا ہے، کھوئی ہوئی طاقت واپس آجاتی ہے۔

سحری اور افطاری کے مسائل

مسئلہ:۔ سحری کھانا سنت ہے، اگر بھوک نہ ہو تو دو تین چھوہارے یا اور کوئی چیز تھوڑی ہی سی کھالے، کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی

ہی پی لے ۔ مسئلہ :- سحری میں جہانتک ہو سکے دیر کرنا بہتر ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح صادق ہونے کا شبہ ہو جائے ۔ مسئلہ :- اگر جلدی سے سحری کھالی لیکن صبح صادق تک چائے پان وغیرہ استعمال کرتا رہا تو بھی دیر کر کے سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔ مسئلہ :- اگر رات کو آنکھ نہ کھلی تو بے سحری کھائے روزہ رکھ لے۔ سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بہت گناہ کی بات ہے۔ مسئلہ :- جب صبح صادق کا اندیشہ ہو جائے تو سحری کھانا اور جب سورج کے غروب ہونے میں شبہ ہو تو افطار کرنا مکروہ ہے ۔ مسئلہ :- جب سورج ڈوب جانے کا یقین ہو جائے تو فوراً روزہ کھول لے ، دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔ مسئلہ :- جب تک سورج کے ڈوب جانے کا یقین نہ ہو جائے، اس وقت تک روزہ کھولنا جائز نہیں ۔ گھڑی گھنٹے کا گولوں کے چلنے کا کسی مسجد میں اذان ہو جانے کا کچھ اعتبار نہیں ہے ۔ مسئلہ :چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے، یا اور کوئی میٹھی چیز ہو ، یہ بھی نہ ہو تو دودھ کے گھونٹ یا پانی سے روزہ کھولے ۔ بعض جاہل مرد و عورت نمک کی کنکری سے روزہ کھولتے ہیں اور اس پر غضب یہ کہ اس کو ثواب سمجھتے ہیں ۔ یہ جاہلوں کا غلط عقیدہ ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسئلہ :- اگر روزے دار بھول کر ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ کچھ تھوڑا یا پیٹ بھر کر کھا پی لے یا ہمبستری کرلے تو روزہ نہیں ٹوٹتا مسئلہ روزے

میں سرمہ یا تیل لگا لیا یا پھول یا عطر وغیرہ سونگھ لیا یا حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا دھواں یا گرد وغبار چلا گیا، یا بدن میں انجکشن کی سوئی لگوائی، یا کہیں سے خون نکل آیا، یا فصد کھلوائی، یا مرد نے اپنے پیشاب کے سوراخ میں تیل وغیرہ کوئی دوائی ڈال لی، یا کسی عورت کو یا اس کی شرمگاہ کو دیکھنے یا کچھ خیال کرنے سے انزال ہو گیا یا سوتے میں احتلام ہو گیا یا تھوک نگل گیا، یا ناک کی رینٹھ حلق میں چلی گئی یا کان میں پانی ڈال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ:۔ پان کھا کر خوب کلی غرارہ کر کے منھ صاف کر لیا تھا، لیکن روزے میں پان کی سرخی تھوک میں معلوم ہوئی یا پان کا مزہ معلوم ہوا تو روزے میں کچھ نقصان نہیں۔ مسئلہ:۔ قے منھ بھر کر ہو یا تھوڑی سی، اپنے آپ ہو یا کوئی جان کر کرے، منھ سے باہر نکل پڑے یا خود بخود حلق میں لوٹ جائے یا کوئی جان کر نگل لے، ان تمام صورتوں میں سے صرف دو صورتوں میں روزہ ٹوٹتا ہے۔ اور کسی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ایک تو یہ کوئی جان کر قے کرے اور منھ بھر کر قے ہو، دوسرے یہ کہ منھ بھر کر قے ہو اور اس کو جان بوجھ کر نگل لے۔ مسئلہ:۔ کسی کے منھ سے خون نکلا اور اس نے اس خون کو تھوکا تو نہیں بلکہ تھوک کے ساتھ نگل گیا، تو اگر خون تھوک سے کم ہو، یا حلق میں خون کا مزہ معلوم نہ ہو تب روزہ نہیں ٹوٹا ورنہ ٹوٹ گیا۔ مسئلہ:۔ اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن بغیر ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر سالن وغیرہ میں نمک وغیرہ کی کمی زیادتی کی وجہ سے خاوند کے خفا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو عورت کو

نمک وغیرہ زبان سے معلوم کرنا جائز ہے۔ مسئلہ :- اسی طرح اگر ضرورت کے وقت اپنے منہ سے کوئی چیز چبا کر چھوٹے بچے کو کھلا دے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ :- ناذی یا سوکھی مسواک یا نیم کی لکڑی سے دانت صاف کرنے سے اگر منہ میں کڑواپن بھی معلوم ہو جب بھی روزے میں کچھ حرج نہیں

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا مکروہ ہو جاتا ہے

مسئلہ :- کسی نے جان بوجھ کر روزے میں کچھ کھا پی لیا یا ہمبستری کر لی اور ختنہ کی جگہ اگلے یا پچھلے حصہ میں داخل ہو گئی چاہے منی نکلے یا نہ نکلے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ مسئلہ :- اگر کوئی ایسی چیز کھا لی جو نہ کھائی جاتی ہے اور نہ بطور دوا استعمال ہوتی ہے تو روزہ ٹوٹ گیا مگر کفارہ واجب نہیں۔ اور اگر عادت اور ضرورت کی وجہ سے حقہ پی لیا، یا کوئی ایسی چیز کھا لی جو کھائی جاتی ہے یا بطور دوا استعمال ہوتی ہے، تب بھی روزہ ٹوٹ گیا اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ مسئلہ :- کسی نے لوبان وغیرہ کی دھونی سلگا کر اس کو سونگھا یا بلا ضرورت و بلا عادت حقہ پی لیا یا کسی کو روزہ یاد تھا اور کلی کرتے وقت بلا اختیار اس کے حلق میں پانی چلا گیا یا کسی نے ہلاس سونگھی یا کان میں تیل ڈالا یا انیمہ کرایا، یا لپٹنے چپٹنے سے انزال ہو گیا، یا عورت نے اپنے پیشاب کی جگہ تیل یا دوائی وغیرہ رکھ لی یا گیلی انگلی ڈال لی تو روزہ ٹوٹ گیا مگر قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ :- کوئی منہ میں پان دبا کر سو گیا اور صبح صادق کے بعد آنکھ

کھلی یا کوئلہ چبانے یا منجن لگانے میں کچھ حلق کے نیچے اُتر گیا یا عورت کو حیض کا خون آگیا یا بچہ پیدا ہو کر نفاس کا خون آگیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

جن صورتوں میں روزہ توڑ دینا یا چھوڑ دینا جائز ہے۔

اچانک ایسا بیمار ہو جائے کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان کا یا بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے جیسے دفعتہً پیٹ میں ایسا درد اُٹھا کہ بیتاب ہو گیا یا سانپ، بچھو وغیرہ نے کاٹ کھایا یا ایسی پیاس لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے اور قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ **مسئلہ**:- اگر ایسی بیماری ہے کہ کسی مسلمان دیندار حکیم ڈاکٹر نے بتلایا یا خود اپنا تجربہ ہے کہ بیماری بڑھ جائیگی یا نقصان کا اندیشہ ہے یا بیماری سے اچھا ہونے کے بعد ضعف باقی ہے اور روزہ رکھنے سے پھر بیماری کا اندیشہ ہے، یا سفر کی حالت ہے، یا حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا اندیشہ ہے تو روزہ چھوڑ دینا جائز ہے۔ پھر جب وہ عذر جاتا رہا جس کی وجہ سے روزہ ترک کر دیا تھا تو چھوڑے ہوئے روزے کی قضا رکھنی فرض ہے۔

کفّارے کا بیان

مسئلہ:- رمضان شریف کا روزہ توڑ دینے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے برابر لگاتار روزے رکھے اور اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح شام

پیٹ بھر کر کھانا کھلادے یا ساٹھ مسکینوں میں سے ہر مسکین کو پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت دے دے۔ **مسئلہ**:- اگر ساٹھ روزے رکھنا چاہے تو لگاتار رکھے تھوڑے تھوڑے کر کے رکھنے جائز نہیں۔ اگر بیچ میں دو ایک روزے دُکھ بیماری کی وجہ سے یا نفاس کے خون کی وجہ سے چھُوٹ گئے یا بیچ میں دوسرا رمضان آگیا تو یہ کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ نئے سرے سے دو مہینے کے روزے پھر رکھے، البتہ اگر حیض کی وجہ سے کچھ روزے چھُوٹ گئے ہوں تو اتنے ہی روزے پاک ہوتے ہی آخر میں اور ملا کر پورے ساٹھ کر لے، نئے سرے سے دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ **مسئلہ** اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک پیٹ بھر کر صبح شام کھانا کھلا دیا یا اناج یا قیمت دیتا رہا تو یہ بھی درست ہے اور اس صورت میں بیچ میں اگر کچھ دن ناغہ ہو جائیں تب بھی کچھ حرج نہیں۔ ساٹھ دن پورے کرلے۔ **مسئلہ**:- اگر ایک دن ایک ہی فقیر کو ساٹھ دن کا اکٹھا کھانا یا اناج یا قیمت دیدے تو فقط ایک ہی دن کا ادا ہوگا۔ ایک دن میں ایک فقیر کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ یا کم دینا جائز نہیں ہے۔ **مسئلہ**:- اگر ایک ہی رمضان کے کئی روزے توڑ ڈالے ہوں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔

فدیہ کا بیان

مسئلہ:- جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں۔ نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے، تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو پونے دو سیر گیہوں یا اُس کی قیمت دیدے یا صبح

شام پیٹ بھر کر کھانا کھلادے اس کو شریعت میں فدیہ کہتے ہیں ۔ مسئلہ :۔ فدیہ کے پیسے یا اناج تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دے تو یہ بھی جائز ہے ۔ مسئلہ :۔ پھر اگر کبھی روزہ رکھنے کی طاقت آگئی ، یا بیماری سے اچھا ہو گیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا ۔ مسئلہ :۔ کسی کے ذمے کئی روزے قضا تھے اور وہ مرتے وقت وصیت کر گیا کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دیدینا تو اُس کے مال میں سے اُس کا ولی فدیہ دیدے ۔

اعتکاف کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے رمضان کے دس دنوں میں اعتکاف کیا اُس کا ثواب ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کا (بیہقی شریف)

مسئلہ :۔ رمضان کی بیسویں تاریخ کو مغرب سے پہلے پہلے کسی ایسی مسجد میں چلا جائے جہاں پانچوں وقت کی نماز ہوتی ہو اور عید کا چاند ہونے تک اعتکاف کی نیت کر کے اسی مسجد میں رہے اس کو اعتکاف کہتے ہیں مسئلہ :۔ اعتکاف کی حالت میں دو باتیں ناجائز ہیں ۔ اوّل بلاضرورت مسجد سے باہر نکلنا ، دوسرے ہمبستری ، بوسہ ، معانقہ وغیرہ ۔ مسئلہ اعتکاف کی حالت میں پیشاب ، پاخانہ ، ناپاکی کے غسل ، کھانا کھانے کے لئے اور جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے ۔ پھر جس کام کے لئے نکلا ہے اُس سے فارغ ہو کر فوراً اپنی جگہ واپس آجانا ضروری ہے ۔ مسئلہ :۔ اعتکاف کی حالت میں دُنیا کے

کاموں میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ ضرورت کی وجہ سے خرید وفروخت کرنا مسجد میں بھی جائز ہے۔ مسئلہ:۔ اعتکاف کی حالت میں بالکل چُپ بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں بیہودہ باتیں، غیبت وغیرہ نہ کرے، قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہے، وظیفہ پڑھتا رہے، کوئی دین کی کتاب پڑھتا پڑھاتا رہے یا کام کی باتیں کرے۔ مسئلہ:۔ عورت جب تک حیض ونفاس سے پاک نہ ہو اعتکاف نہیں کر سکتی اور جب پاک ہو تو اپنے گھر میں اس جگہ مسجد سمجھ کر اعتکاف کرے جس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ پھر اگر حیض یا نفاس کا خون آگیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اس کو چھوڑ دے۔

عید کے چھ روزے

مسئلہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد عید کے مہینے میں چھ روزے رکھے تو گویا اُس نے سال بھر روزے رکھے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ شخص اپنے گناہوں سے پاک ہو کر اُس دن جیسا ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اُسے جنا تھا مسئلہ:۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک عید کی دوسری تاریخ کو روزہ نہ رکھے جب تک شش عید کے روزے صحیح نہیں ہوتے یا قبول نہیں ہوتے یا ثواب کم ہوتا ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ مسئلہ:۔ عید کے مہینے میں جب چاہے ان چھ روزوں کو پورا کرے۔

تنبیہ ضروری

مسئلہ:۔ بقر عید کے دن کی سُنتیں اور نماز بھی اسی طرح ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ بقر عید

کی نماز کی نیت میں عید الفطر کی بجائے عید الاضحیٰ کا لفظ کہے۔ نماز کو نہار منہ جائے۔ راستے میں تکبیرِ تشریق بلند آواز سے کہتا جائے۔ بقرعید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر نہیں ہے، بلکہ نماز کے بعد صاحبِ وسعت پر قربانی کرنی واجب ہے۔

زکوٰۃ کا بیان

قرآن کریم نے جہاں دولت و سرمایہ جمع کرنے کے قوانین مرتب کئے، وہیں سرمایہ داروں کے ساتھ غریب و نادار طبقہ کو شامل کر دیا۔ غریبوں کے لئے مال کا ایک حصہ نکالنا واجب و فرض قرار دیا، جسے اصطلاحِ شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں۔

غریبوں کی ضروریاتِ زندگی کی بڑی ذمہ داری پوری قوم پر عائد ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں نماز کا ذکر ہے وہیں زکوٰۃ کا۔ نماز اور زکوٰۃ کو لازم و ملزوم کر دیا۔ ۸۲ جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر فرمایا گیا۔

آج ملک میں ہمارا استحکم نظامِ زکوٰۃ ہو، جو ہر سرمایہ دار سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرے تو روز روز کے چندوں کا سسٹم اور انجمنوں کی متفرق صدائیں قطعاً بند ہو جائیں۔ اسلام کی تحریکِ زکوٰۃ ہمارے امراض کا علاج ہے۔ کاش ہم اُس سے فائدہ حاصل کریں۔ آج غریب و مزدور اور سرمایہ دار کے درمیان جو جنگ ہو رہی ہے، اُس کا علاج اسلام اپنے نظامِ عمل میں ظاہر کر چکا۔ دعوے سے کہا

جا سکتا ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ اُسی وقت ہوگا جبکہ اسلامی اصولوں کو اختیار کیا جائے۔ اگر دنیا اسلام کے پیغام کو سمجھتی اور اُس پر چلتی، تو بالشویزم ہی کی ضرورت پیش نہ آتی۔ سوشلزم، کمیونزم، لینن ازم وغیرہ کی تحریکات عالم وجود میں ہی اس لئے آئیں کہ مغرب نے اسلام سے آنکھیں بند کرلیں یا اگر اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا بھی تو اُن کے صحیح نتائج پر عمل نہیں کیا، ورنہ قرآنی نظام اور حضرت ختم رسالت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے کے بعد اس قسم کی تحریکات کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

اس سلسلہ میں اگر احکام قرآنی اور فرامین نبویہ کا بغور مطالعہ کیا جائے، تو ان ہنگاموں کے انسداد کی بہترین شکلیں نکل سکتی ہیں۔ قرآنِ حکیم اور احادیث شریفہ نے سرمایہ جمع کرنے اور اُس کے اخراجات کے علٰحدہ علٰحدہ ابواب قائم کر دیئے۔

آج کمیونزم کو ناز ہے کہ اُس نے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا ہے جس سے سرمایہ داروں کی قوت سلب ہو جاتی ہے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سرمایہ داری کی قوت گو ہاتھ سے نکل جاتی ہے، مگر دوسری طرف جماعت کو لاانتہا قوت حاصل ہوتی ہے۔ اگر اس قوت کا غلط استعمال کیا گیا تو انفرادیت سے زیادہ ہولناک نتائج پیدا ہوں گے۔ چنانچہ چند ہی سال کے زمانہ میں اُس کے موجودہ نظام کا یہ نتیجہ ہے اقلیت چیخ رہی ہے کہ اکثریت نے اُسے

برباد کر دیا۔ ہر وہ کام جو حدِّ اعتدال سے گزر جائے، اُس کے نتائج مکروہ ہوتے ہیں۔ اسلام نے اُس سرمایہ داری کے خلاف قدم بڑھایا جس سے قوم کے غریب ضرورت مندوں کو فائدہ نہ پہنچے۔ نیز اسلام نے ہر اُس سرمایہ کو جو کسی ایک شخص کی ملکیت میں رہتا تھا قانونِ وراثت جاری فرما کر سرمایہ دار کے مرنے کے بعد بہت سے حصوں میں منقسم کر دیا اسلام بڑے سے بڑے سرمایہ کی اس طرح تقسیم کرتا ہے کہ ایک ہی وقت میں بہت سے افراد مستفید ہوسکیں۔ اس طرح وہ طاقت جو غریبوں کو نقصان پہنچاتی وہ یکسر سلب ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی قانونِ وراثت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک حصّہ جو کُل جائداد کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو ایسے رشتہ داروں یا غیروں یا رفاہِ عام کے کاموں کے لئے وصیت کرے جن کو از روئے قانونِ وراثت حصہ نہ مل سکتا ہو۔ اس صورت میں بھی جائداد سے مختلف افراد کو متمتع ہونے کا موقع دیا گیا۔

زکوٰۃ کی فرضیت اور قرآن حکیم

(۱) وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا[1]

---

[1] جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُس کو خدا کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے تو اُن کو عذابِ دردناک کی خبر دیدو، جبکہ اُن کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اُن سے اُن کی کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور اُن سے کہا جائیگا) کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا تو اپنے اندوختہ کا مزہ چکھو۔

فِی نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ (توبہ)

(۲) اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔[1]

اسلام نے اُس سرمایہ داری کی ممانعت فرمائی ہے جو خدا کے راستہ میں صرف ہونے کی بجائے الماریوں، تجوریوں میں بند کر دی جائے۔ قوم تباہ حال ہو، غریب فاقہ سے مریں، مگر اُن کی دولت نہ نکلے۔

زکوٰۃ سے متعلق احادیث شریفہ درج کرنے سے قبل یہاں مجھے وہ حدیث شریفہ بھی یاد آتی ہیں جسے حضرت انسؓ نقل فرماتے ہیں:۔

(۱) میں ایک روز حضورؐ کے ساتھ چلا جا رہا تھا آپؐ قبیلۂ نجران کی حاشیہ دار چادر اوڑھے ہوئے تھے، یکایک ایک اعرابی نے آکر حضورؐ کی چادرِ پاک کو قوت سے پکڑ لیا۔ حضور پاکؐ اُس کے سینہ پر گر گئے۔ میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو حضورؐ کی گردن مبارک پر سخت گرفت کی وجہ سے نشان پڑ گئے اُس کے بعد اُس نے کہا، اے محمدؐ! جو مال تمھارے پاس ہے اُس میں سے میرے لئے بھی حکم کرو۔ حضورؐ نے فرمایا بے شک میرے پاس جو مال ہے، وہ اللہ کا ہے۔ اس کے بعد اُس نے جو سوال کیا تھا وہ پورا فرما دیا؛ صرف یہی ایک حدیثِ پاک ہماری نصیحت کے لئے کافی ہے۔ آقائے

---

[1] دولت کی فراوانی تم کو اس وقت تک لہو و لعب میں مشغول رکھتی ہے، جب تک کہ تم قبروں میں پہنچ جاتے ہو، قریب ہے کہ تم کو (نتیجہ) معلوم ہو جائے۔

کونین ؐ نے غریبوں کے مالی حقوق کو سرمایہ داروں کے ساتھ کس طرح قائم کیا اور غرباء کے ساتھ جو سلوک فرمایا، آج کے زمانہ میں اگر سائل ہم سے اس طور پر سوال کرے تو اُسے جیل کی کوٹھری یا پاگل خانہ میں بھجوانے کا سامان کیا جائے گا۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور ؐ نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا، پس اُس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو اُس کے لئے اُس کا مال قیامت میں سانپ بنا دیا جائے گا، جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ سانپ بطور طوق کے اُس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا پھر اُس کے مُنھ کے دونوں حصے پکڑے گا پھر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر پڑھی یہ آیت، پھر نہ گمان کریں یہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں۔" (بخاری)

(۳) حضرت ابی ہریرہ رضؓ راوی ہیں جب حضور ؐ کی وفات ہوئی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور اہلِ عرب نے کفر کیا، حضرت ابوبکر رضؓ نے ان لوگوں سے جب لڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اے ابوبکر رضؓ! تم ان لوگوں سے کس طرح لڑتے ہو حالانکہ حضور ؐ نے فرمایا ہے، حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے لڑوں یہانتک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں یعنی اسلام لائیں۔ پھر جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اُس نے بچایا مجھ سے اپنا مال اور جان مگر ساتھ حق اسلام کے اور حساب اُس کا اللہ پر ہے۔ پس کہا ابوبکر رضؓ نے قسم ہے البتہ لڑوں گا اُس شخص سے کہ فرق کرے

درمیان نماز اور زکوٰۃ کے اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے یعنی جیسے نماز حق نفس کا ہے۔ قسم ہے خدا کی اگر نہ دیں گے مجھ کو بکری کا بچہ جسے ادا کرتے تھے رسولِ خدؐا کی طرف تو لڑوں گا میں اُن سے نہ دینے پر۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، واللہ کوئی امر نہ تھا مگر میں نے یہ جانا کہ اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کا دل کھول دیا ہے (یعنی الہام کر دیا) پس میں نے بھی جان لیا کہ ان لوگوں سے لڑنا حق ہے۔ (متفق علیہ)

مسائل زکوٰۃ

زکوٰۃ کس مال پر واجب ہوتی ہے

اس مال پر جو بڑھنے والا ہو، اُس کی مقدار معین پر سال گزر جائے اور وہ مال اپنی ضرورت سے زیادہ پڑا ہو۔ بڑھنے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر وہ مال تجارت میں لگا دیں تو سال بھر میں کچھ فائدہ ہو جائے۔

جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس قدر سونے چاندی کا زیور یا اس قدر روپیہ اشرفی موجود ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اُس کو زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ ۲/۵۰

سو روپیہ پر اڑھائی روپیہ زکوٰۃ ہوگی۔ ایک سو دس پر بھی ڈھائی روپیہ ایک سو بیس پر پورے تین روپیہ۔ سونے چاندی کی

مقدار پر زکوٰۃ ہوگی اُسی مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔

زیور چاندی سونے کا، برتن سونے چاندی کے۔ سچا گوٹا ٹھپا ان سب پر زکوٰۃ ہے، خواہ استعمال میں رہیں یا محفوظ رکھے رہیں۔ سال بھر کے کھانے کو جو غلّہ جمع کر لیا جائے یا پہننے کے کپڑے، برتن وغیرہ سواری کے گھوڑے، گھر کا فرش یا آلات اہلِ حرفہ، کتب خانہ ان پر زکوٰۃ نہیں۔ ایسا شخص جس کے پاس دس ہزار کا مال موجود ہے مگر دس ہزار ہی قرضدار ہے، اُس پر زکوٰۃ نہیں۔

جواہرات وغیرہ تجارت کی غرض سے خریدے ہوں تو سال گزرنے پر قیمت کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔

جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو وہ سال گزرنے پر زکوٰۃ نکال دے، کُل مال میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

مستحقین زکوٰۃ جس کے پاس اس قدر روپیہ یا سامانِ تجارت موجود ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو لی اُس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا درست نہیں۔ زکوٰۃ دیتے وقت اچھی طرح تحقیق کر لے کہ یہ مستحق ہے یا نہیں۔ اگر دیدینے کے بعد اُس کے مالدار ہونے کا علم ہوا تو دوبارہ زکوٰۃ نہ دینی چاہیئے۔ جس جگہ رہتا ہے وہاں کے فقراء و مساکین یا وہ غریب جو کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ یا صاحبِ نصاب کے غریب رشتہ دار یا وہ طلباء جن کے پاس اپنی ضروریات کا سامان بھی نہیں ہوتا، زکوٰۃ اُن کو دی جائے،

البتہ وہ طلباء جن کے پاس روپیہ موجود ہو وہ مستحق نہیں۔ زکوٰۃ دینے میں حتی الامکان پوری پوری احتیاط کرنی چاہیئے۔ آج کل ہماری بدنظمیوں یا عدم تحقیق کی بنا پر کھاتے پیتے، موٹے تازے جن کے گھروں میں کافی سے زیادہ دولت موجود ہو، اُن کو بھی زکوٰۃ کی رقوم دیدی جاتی ہیں یا یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مستحقین کو تقسیم کریں گے، نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کتنا دیتے ہیں اور کس قدر نہیں۔ زکوٰۃ دینے والا خود ہی اپنی جگہ پوری تحقیق سے ضرورت مندوں کو اپنے اہتمام سے دے تو بہتر ہے۔

بنی ہاشم، علوی، حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ عبدالمطلب کی اولاد کو زکوٰۃ نہ دے۔

فطرہ یا صدقہ فطر

جو مسلمان آزاد اور اتنا مالدار ہے کہ اُس پر زکوٰۃ واجب ہو یا ایسا شخص جس کے گھر میں اسباب کے علاوہ اتنا سامان اور مکانات موجود ہیں کہ اُن کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہو گی اُس کو عید کے دن صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ ایسے شخص کو صدقہ یا زکوٰۃ لینا حرام ہے اس صدقہ کو صدقہ فطر یا فطرہ کہتے ہیں۔

صدقہ فطر اپنی طرف سے اور اپنی چھوٹی اور نابالغ اولاد کی جانب سے بشرطیکہ اولاد مالدار نہ ہو، دینا واجب ہے۔ صدقہ میں گیہوں یا اُس کا آٹا یا ستو اسی تولے کے سیر سے آدھی چھٹانک پونے دو سیر وزن ہوتا ہے، احتیاطاً پورے ۲ دو سیر دے تو اچھا ہے۔

اگر جو یا اُس کا آٹا وغیرہ دے تو پورے چار سیر ہر شخص کی جانب سے دے۔

ایک شخص کا صدقہ ایک ہی شخص کو دے، خواہ متفرق لوگوں کو دے، دونوں طرح درست ہے۔

زکوٰۃ، صدقۂ فطر، کفارہ و صدقہ نذر کے علاوہ جو کچھ کسی کو دے وہ صدقۂ نفل ہے۔ ان تمام صدقات دینے کے بے شمار فضائل ہیں۔ جن کا ذکر اس مختصر رسالہ میں مشکل ہے اس لئے ضروری اشارات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

حج

عالمگیر اجتماع اور محبت و عشق کا عظیم الشان مظاہرہ، مودت و محبت کا نظامِ عمل

کسے خبر تھی کہ ایک ایسا خطہ جو وادِ غیر ذی ذرع کے نام سے پکارا جاتا ہو، جس مقام پر دنیا کے مذاہب رُخ کرنے کے بعد ناکام واپس چلے گئے ہوں، جس کی بُت پرستی تمام جہان کی تاریخ میں نمایاں حالت رکھتی ہو، ایک وقت ایسا آئے گا کہ خدا کی رحمت کے بادل اُس کے اُفق پر محیط ہوں گے اور رضوانِ الٰہی کی بارشوں سے شرک و کفر کا یہ حصہ انوار و برکات کا سرچشمہ بن جائے گا۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

امتحانِ عاشقی کا دور آیا۔ اور اس عاشقِ صادق اور اپنے خلیلؑ کی قربانی کے لئے وہی وادی غیر ذی ذرع تجویز ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام رب کی مرضی پا کر معہ اہل وعیال مکہ کی پہاڑیوں کی طرف آگئے۔ آپؑ نے اور آپؑ کے فرزند نے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کی نیو نکال کر چار دیواریں اُٹھائیں اور کعبہ کو ایک کوٹھری کی شکل میں بنا کر خضوع وخشوع سے عرض کرنا شروع کیا:۔

رَبِّ[1] اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط

رَبَّنَا[2] وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (بقرہ)

---

[1] اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں پھل وغیرہ کھانے کو دے۔

[2] ہمارے رب ہم کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری نسل میں ایک گروہ ایسا پیدا کر جو تیرا حکم ماننے والا ہو، اور ہمیں عبادت کے طریقے بتا اور ہمارے قصوروں سے درگزر فرما، بیشک تو ہی درگزر فرمانے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے خدا! ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی باتیں سکھائے اور ان کے قلوب کی اصلاح کرے، بے شک تو صاحب اختیار اور صاحب تدبیر ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام خدا کے ارشاد کے موافق حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ میں خدا پر توکل فرما کر چھوڑ گئے۔ حضرت ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں دوڑتی پھرتی تھیں۔ یہی ادا رب العزت نے پسند فرما کر صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا ساری دنیا کے حاجیوں کے لئے مقرر فرما دیا) حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کے واقعہ کو متعدد بار رویائے صادقہ میں ملاحظہ فرمایا۔ شیطان نے اس ارادہ سے ہٹانے کی کوششیں کیں۔ آپؑ نے متعدد بار کنکریوں سے شیطان کو بھگایا۔ یہیں سے حج میں کنکریوں کا پھینکنا ضروری قرار دیا گیا۔ حج کے جسقدر معمولات ہیں وہ سب محبت وعشق کے مظاہرے ہیں۔ جیسا کہ ہم گزشتہ ابواب میں ظاہر کر چکے ہیں اسلام کے اصول اپنے اندر ہزاروں فوائد رکھتے ہیں۔ اسی طرح فریضۂ حج کی خصوصیات بھی دنیا جہان کی ملتوں سے جدا اور نمایاں ہیں پنجوقتہ نمازوں، جمعہ و عیدین کے اجتماع میں ایک ایک ضلع و شہر کے مسلمان یکجا ہوتے تھے، ضرورت تھی کہ عالمِ اسلامی کی سالانہ کانفرنس منعقد کی جائے۔ جس میں ہر گوشۂ ملک سے وحدت کا رنگ لئے ہوئے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد کے نعرہ ہائے عاشقی لگاتے ہوئے ایک ہی وضع میں فقیرانہ لباس پہن کر حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی سنتوں کو ادا کرنے کے لئے بڑے سے بڑا دولت مند حتیٰ کہ بادشاہِ وقت کا بھی وہی لباس ہو جو ایک فقیر کا ہے غرض اس عالمگیر اجتماع میں جس کا نام حج ہے اُس مقدّس مقام پر جہاں حضرت ابراہیمؑ و

اسمٰعیلؑ امتحانات دے کر سرفراز ہو چکے تھے، دنیا کے مسلمانوں کو جمع کیا گیا۔ اور اُن سے حج کے فرائض و معمولات ادا کرا کر ذہن نشین کرایا گیا کہ تم میں سے ہر شخص کو ہماری خاطر اسمٰعیل بننا چاہیئے اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح تم باپ بن کر اپنی اولاد کو ہماری رضا کے لئے پیش کرو۔

دُنیا کے ہر گوشہ کے مسلمانوں کے اجتماع کی یہ بھی ایک بڑی غرض تھی کہ یکجا ہو کر تبادلۂ خیالات کریں اور اعانت و امداد کا عہدِ واثق کریں۔ ایک ملک دوسرے ملک کے دُکھ درد میں شریک ہونیکا وعدہ کرے۔ حرمین کی زیارت اور فریضۂ حج کے بعد اپنی تمام کدورتوں، خرابیوں کو دور کر کر پاک وصاف ہو کر واپس جائے۔
اسلام سے قبل بھی کعبۃ اللہ کا حج کیا جاتا تھا، لیکن حضرت ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ کی اولاد کا دعویٰ کرنے والوں نے اس گھر کو بُت پرستی کا مرکز بنا رکھا تھا۔ حج کے موقع پر اپنی تمام مشرکانہ عادات واطوار کو فرائضِ حج میں داخل کر چکے تھے۔ اسلام نے ملتِ ابراہیمی کی بہتر باتوں کو اختیار کر کے کفار و مشرکین کی کفریہ ایجادات و اختراعات کو ختم کر دیا۔ اور جو حج کے حقیقی فرائض تھے اُسے از سرِ نو اختیار فرمایا اور عام طور پر ارشاد ہوا:۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ[1]

---

[1] اور اللہ ہی کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جو شخص زادِ راہ کی استطاعت رکھے

ہر مسلمان پر خدا نے فرض کر دیا کہ بشرطِ استطاعت عمر بھر میں ایک بار ضرور حج کرے۔

قرآنِ کریم اور حج بیت اللہ

(۱) وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۠

لہ حج و عمرہ کی نیت کر لی ہو تو اُس کو پورا کرو اگر (راستہ میں) روک لئے جاؤ تو قربانی کرو جیسی میسر آئے اور جبتک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ۔ پھر تم میں جو بیمار ہو یا سر کی تکلیف میں ہو تو (اُس پر) فدیہ ہے۔ روزے یا خیرات یا قربانی۔ پھر جب با امن ہو جاؤ تو جو شخص نفع اٹھانا چاہے عمرہ کو حج سے ملا کر تو جو کچھ میسر آئے قربانی کرے اور جسے میسر نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے زمانۂ حج میں اور سات جب تم لوٹو یہ پورے دس ہوئے یہ اُس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہوں۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ
وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ
يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ؕ وَ
اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا
فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ
عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ
مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ
النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ
اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ (بقرہ)

لہ اور حج کے چند معلوم مہینے ہیں سے یعنی شوال و ذیقعدہ اور ۹ دن ذی الحج کے
ان ایام میں جب چاہے احرام باندھ لے اس سے قبل بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ مؤلف۔
پس جس نے لازم کرلیا اُن میں حج کو تو نہ عورت سے صحبت کرے، نہ عدول حکمی او
نہ نزاع۔ ایام حج میں تم جو کچھ نیکی کروگے اللہ اُس کو جان لے گا۔
زادِ راہ لے لیا کرو بے شک بڑا فائدہ خرچ لینے میں (سوال سے)
بچنا ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو! تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل چاہو
سے یعنی تجارت سے فائدہ حاصل کرنے میں کچھ گناہ نہیں۔) مؤلف) جب عرفات سے لوٹو تو اللہ کو
یاد کرو مشعر حرام کے پاس (مزدلفہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان مشعر حرام ہے) مؤلف
اور اس کو اس طرح یاد کرو جس طرح اُس نے تم کو بتایا ہے اس سے قبل تم ناواقف تھے پھر چلو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱ پر)

ان آیات میں حج کے مختصر احکام آ گئے ہیں جن کی تفصیلات احادیث کے بعد پیشِ ناظرین کی جائیں گی۔

احادیث فضیلتِ حج

(۱) حضرت ابوہریرہ رضؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے حج کیا پس نہ صحبت کرے اپنی عورت سے اور نہ فسق کرے تو وہ پھرتا ہے اُس دن کی طرح کہ جنا اُس کی ماں نے اُسے یعنی گناہوں سے پاک وصاف ہو کر لوٹتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ کا کفارہ ہے اُن گناہوں کے لئے جو ان دونوں کے درمیان ہیں۔ حج مقبول کا بدلہ سوائے جنت کے نہیں (متفق علیہ)

نذر کا حج

(۳) حضرت ابوہریرہ رضؓ راوی ہیں حضورؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اُس نے عرض کیا میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ مر گئی۔ حضورؐ نے فرمایا اگر اُس پر قرض ہوتا تو کیا تُو ادا کرتا، اُس نے کہا، ہاں، پس فرمایا خدا کا قرض ادا کر کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے ۔ اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) جہاں سے لوگ چلیں اور اللہ سے گناہ بخشواؤ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ جب حج کے ارکان پورے کر چکے تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح ذکر (کرتے تھے) اپنے باپ دادا کا بلکہ اس سے بھی بڑھکر ذکر۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر والے کے انتقال کے بعد ولی کو چاہیئے کہ اُس کی نذر پوری کرے۔ (متفق علیہ)

(۴) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے حضورؐ نے فرمایا، اے لوگو! خدا نے تم پر حج کو فرض کیا۔ اقرع بن حابسؓ کھڑے ہوئے اور کہا یارسول اللہ! کیا ہر سال؟ فرمایا، اگر میں ہاں کہدیتا تو واجب ہو جاتا اور واجب ہو جانے کے بعد تم نہ تو اس پر عمل کرتے اور نہ استطاعت ہی رکھتے۔

فرض حج ایک ہی بار فرض ہے۔ جو اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہوگا۔ (احمد و نسائی)

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنیوالوں کو تنبیہ

(۵) حضرت علیؓ سے مروی ہے خدا نے فرمایا جو شخص زاد و راحلہ کا مالک ہو کہ اُس کو بیت اللہ تک پہنچائے اور (پھر بھی) حج نہ کیا پس نہیں ہے فرق اُس پر اس بات میں کہ مرے یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر اور یہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واجب ہے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا اُس پر کہ طاقت رکھے راستہ کی۔ (ترمذی)

(۶) حضرت بن عباسؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا جو حج کا ارادہ کرے اُس کو ادائیگی میں عجلت کرنا چاہیئے۔ (ابوداؤد)

(۷) حضرت ابی رزین العقیلیؓ راوی ہیں کہ حضورؐ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا، میرا باپ بڈھا ہے جو نہ تو حج و عمرہ کی طاقت

رکھتا ہے اور نہ سوار ہونے کی، فرمایا اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کر لے۔ (ترمذی)

عظمتِ مکہ

(۸) حضرت ابن عباس رضہ روایت فرماتے ہیں حضورؐ نے مکہ کے حق میں فرمایا کیا خوب شہر ہے تو، اور مجھے بہت محبوب ہے، اگر میری قوم (قریش) مجھے تیرے پاس سے نہ نکال دیتی تو میں تیرے سوائے اور کہیں نہ رہتا۔ (ترمذی)

دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

(۹) خدا کی قسم تو خدا کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور خدا کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر تیری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تجھ سے نہ نکلتا۔ (ترمذی)

اُمت کی بھلائی کعبہ کی تعظیم میں ہی

(۱۰) عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی رضہ روایت فرماتے ہیں حضورؐ نے فرمایا یہ امت ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہے گی، جب تک (کعبہ) کی تعظیم کرتی رہے گی جو اُس کا حق ہے اور جب عظمت کو ضائع کردیگی ہلاک ہوجائیگی۔ (ابن ماجہ)

ہتھیار چلانے کی ممانعت

(۱۱) حضرت جابر رضہ روایت کرتے ہیں میں نے حضورؐ کو فرماتے ہوئے سُنا، تم میں سے کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اُٹھائے۔ (مسلم)

فتح مکہ کے دن آپؐ نے جو خطبہ دیا اُس کے الفاظ بھی قابل مطالعہ ہیں ۔

(۱۲) بے شک خدا نے مکہ کو بزرگی دی، لوگوں کی وجہ سے بزرگ نہیں ہوا، جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو، اُس کے لئے مکہ میں خونریزی کرنا حلال نہیں اور نہ اس کے درخت کاٹے جائیں (متفق علیہ)

حرم مدینہ

(۱۳) حضرت ابی سعیدرضؓ روایت کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنا کر بزرگی دی اور میںؐ نے مدینہ کو حرم بنا کر بزرگی دی (مدینہ کی دونوں سمتیں) وہاں خونریزی نہ کی جائے اور نہ لڑائی کے لئے ہتھیار اُٹھایا جائے۔ اور نہ مدینہ کے درختوں کو جھاڑا جائے، البتہ جانوروں کے لئے (جائز ہے) ۔ (مسلم)

(۱۴) حضرت سعدؓ راوی ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا میں مدینہ کے دونوں کنارے کے سنگستان کے درمیان میں درختوں کے کاٹنے اور شکار مارنے کو حرام کرتا ہوں ۔ مدینہ اُن کے واسطے بہتر ہے۔ اس کو کوئی شخص بے رغبتی سے نہ چھوڑے گا، مگر اللہ تعالیٰ بدلے گا اُس شخص کو جو اُس سے بہتر ہو گا۔ جو شخص مدینہ میں رہ کر وہاں کی سختی ہشقت پر ثابت قدم رہا تو میں قیامت میں اُس کی شفاعت کرونگا اور اس کا گواہ بنوں گا (مسلم)

حضورؐ کو مدینہ سے غایت درجہ محبت تھی

(۱۵) حضرت انسؓ راوی

ہیں جب حضور پاکؐ سفر سے واپس آتے تو مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے اور اپنے اونٹ کو دوڑاتے اور اگر دابہ پر سوار ہوتے تو اُس کو مدینہ کی محبت میں تیز چلاتے کہ جلد مدینہ آجائے۔ (بخاری)

حج کا بیان

اسلامی عبادات میں حج بیت اللہ ایک اہم ترین رکن ہے اور اس کے احکام و مسائل بہت تفصیل چاہتے ہیں۔

پیشِ نظر بیان میں راقم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ حج کے تمام ضروری مسائل قارئین کے سامنے آجائیں اور اختصار بھی باقی رہے۔

راقم نے اس ترتیب اور اختصار میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی زبدۃ المناسک کو سامنے رکھا ہے جو مناسک کے بیان میں عمدہ ترین کتاب ہے۔

حج کا طریقہ اور اس کے ضروری مسائل سفر کے آداب اور اس کی دعائیں

(۱) جب حج کا ارادہ کرے تو پہلے سب گناہوں سے توبہ کرے اور بندوں کے تمام حقوق ادا کرے۔ اگر کوئی حق والا مر گیا ہو تو اس کے وارثوں کو دیدے اور اگر کوئی وارث معلوم نہ ہو تو خیرات کردے اور اگر بدنی حق ہو تو معاف کرائے اور اگر وہ مر گیا ہو تو اس کے واسطے استغفار کرے۔

(۲) مصارفِ حج حلال مال سے بہم پہنچائے۔ کیونکہ حرام مال سے حج قبول نہیں ہوتا اور اگر اس کے پاس مشتبہ مال ہو تو پھر اس کی صورت یہ ہے کہ قرض لے کر حج کرے پھر اپنے اس مال سے قرض ادا کر دے۔

(۳) حج کو خالص نیت سے ادا کرے پھر اگر ضمناً تجارت بھی کر لے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر ترکِ ادب ہے۔ راہ میں بیہودہ اور ناجائز باتوں سے پرہیز کرے وقار سے رہے۔ اور غصہ سے بہت بچے۔ ذکر اللہ بہت کرے، کھانے پینے اور خرید و فروخت میں اعتدال سے تجاوز اور کوئی بدمعاملگی نہ کرے۔

مکان سے رخصت ہونے کے وقت کے آداب اور دعائیں

شروع مہینے میں اول وقت جمعرات یا پیر کے دن سفر شروع کرنا بہتر ہے اور احباب و اقرباء سے رخصت ہوتے وقت اپنا قصور معاف کرائے اور ان سے دعاءِ خیر چاہے اور بوقتِ رخصت یہ دعا پڑھے:۔ أَسْتَوْدِعُكُمُ [۱] اللّٰهَ الَّذِي لَا يُضَيِّعُ وَدَائِعَهُ۔ اور جب گھر سے نکلنے کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے جب دروازہ کے قریب آئے تو سورۂ انا انزلنا پڑھے۔ جب گھر سے باہر آئے تو کچھ صدقہ کرے اور آیۃ الکرسی پڑھے، اس کے بعد

---

[۱] میں تم کو اس خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جس کے پاس رکھی ہوئی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں۔

یہ دُعا پڑھے :- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ - اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الضَّیْقَۃِ فِی السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ اَللّٰھُمَّ اقْبِضْ لَنَا الْاَرْضَ وَ ھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ -

سوار ہونے کے وقت کی دُعائیں

جب سوار ہو تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ کہے اور جب سوار ہو چکے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ پڑھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تین بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ تین بار، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک بار پڑھ کر یہ دعا پڑھے سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اگر پہاڑ، ٹیلے وغیرہ اونچائی پر چڑھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور جب اونچائی سے اُترے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے۔ اور جب جنگل پر گزر ہو تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے -

---

لے الٰہی! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں یا کسی کو بے راہ کروں، یا خود بے راہ کیا جاؤں یا کسی پر ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا نادانی کا کام کروں یا میرے ساتھ اس قسم کا کوئی کام کیا جائے - اے اللہ! تو سفر میں میرا ساتھی اور میرے گھر والوں کیلئے بہترین نگران ہے - اے خدا! میں تجھ سے سفر کی سختیوں اور واپس ہونیکی تکلیف سے پناہ مانگتا ہوں - الٰہی! زمین کو ہمارے لئے لپیٹ دے اور سفر کو آسان کردے۔ لے تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، پاک ہے وہ ذات جسنے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کردیا اور ہم بغیر اس کی توفیق کے اس پر قابو پانے والے نہ تھے اور ہم اسی کیطرف لوٹ کر جانیوالے ہیں۔ لے پاک ہے تیری ذات، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا - پس تو میرے گناہوں کو معاف کردے بیشک تیرے سوا کوئی معاف کرنیوالا نہیں ہے -

جہاز پر سوار ہونے کے وقت کی دُعا

اور جب کشتی یا جہاز پر سوار ہو تو یہ دُعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔

شہر میں داخلہ سے پہلے اور داخل ہونے کے بعد کی دُعائیں

اور جب کوئی شہر نظر پڑے اور اس میں جانا ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَآ اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَآ اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَآ اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اور جب اس میں ارادہ داخل ہونے کا کرے

لے اللہ کے نام سے اسکا چلنا ہے اسکے نام سے رُکنا ہے بیشک میرا رب معاف کرنیوالا اور مہربان ہے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت کا حق ادا نہیں کیا اور زمین تمام اس کے قبضہ قدرت میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان بھی اس کے سیدھے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے اُسکی ذات پاک ہے اور برتر ہے ان تمام باتوں سے جنھیں یہ اسکی طرف منسوب کرتے ہیں ٹے اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جو سایہ کرتی ہیں، ساتوں زمینوں کے رب اور ان چیزوں کے جن کو وہ اٹھائیں اور شیطانوں کے مالک اور جن پر وہ اپنا سایہ ڈالیں ہواؤں کے رب اور ان چیزوں کے جنھیں وہ اُڑا کر لے جائیں، ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور اسکے باشندوں کی بھلائی کا بھی اور ہم اس بستی کے شر سے اور اس کے باشندوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا تین بار اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا اور جب منزل پر ٹھہرے تو یہ دعا پڑھے: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

صبح وشام اور خوف ووحشت کے اوقات کی دعائیں

جب شہر میں شام ہو تو یہ دعا پڑھے: یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْکِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْکِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ اور صبح کے وقت یہ دعا پڑھے: سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَحُسْنِ بَلَآئِہٖ عَلَیْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَیْنَا عَائِذًا بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ

۱؎ الٰہی! ہمیں اس بستی کا رزق عطا فرما اور ہمیں اس بستی والوں کی نگاہ میں عزیز بنا دے۔ اور اس بستی کے باشندوں کی نگاہ محبوب بنا دے۔ ۲؎ الٰہی! میں پناہ مانگتا ہوں تمام پاک کلمات کے ذریعہ مخلوق کی برائی سے۔ ۳؎ اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں خدا کی پناہ میں آتا ہوں تیرے شر سے اور تجھ پر بسنے والوں کے شر سے۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں تمام درندوں سے اور بری آبادی سے

اقسامِ حج

صرف حج کرنے کو "افراد[1]" حج اور عمرہ دونوں کو ایک احرام میں ایک ساتھ ادا کرنے کو "قِران[2]" کہتے ہیں۔ اگر حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ ادا کرے، پھر اسی سفر میں گھر واپس آئے بغیر اسی سال میں حج کا احرام باندھ کر حج بھی کرلے تو اس کو "تمتع[3]" کہتے ہیں، ان میں سے جو قسم بھی کرلے، فرضِ حج ادا ہوجاتا ہے، مگر حنفیوں کے نزدیک قِران کرنا افضل ہے۔

حج کے مہینے اور اس سے قبل احرام کا حکم

شوال، ذیقعدہ اور ذالحجہ کے دس دن حج کے مہینے کہلاتے ہیں۔ اگر حج کا کوئی فعل ان مہینوں سے پہلے کرلیا تو وہ کافی نہ ہوگا۔ احرامِ حج اگر شوال سے پہلے باندھ لیا تو مکروہ تحریمی ہے۔

حل وحرم

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اشارہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مکہ کے چاروں طرف حد بندی کرکے نشانات لگا دیئے تھے۔ یہ حد جدّہ کی طرف سے دس میل، کسی طرف نو میل، کسی طرف سات میل اور کسی طرف صرف تین میل ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علامات کو ازسرِ نو بنوایا۔ آپؐ کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت معاویہؓ نے ان علامات کی تجدید کی ہے۔

حرم شریف اور میقات کے احکام

سطور بالا کے مطابق ان حدود

کے اندر کی زمین کو حرم شریف کہتے ہیں۔ مکہ مکرمہ بھی حرم ہے اور ان سے باہر کو حل۔ حرم شریف میں شکار مارنا اور ہری گھاس اور لکڑی توڑنا حرام ہے۔ باہر یعنی حل سے آنے والے شخص کو بغیر احرام باندھے ہوئے میقات کے اندر حدودِ حل میں داخل نہ ہونا چاہیئے۔ پاکستان اور ہندوستان والوں کے لئے میقات یلملم آتا ہے۔ جب جہاز اس کی سیدھ سے گزرتا ہے تو جہاز سیٹی دیتا ہے اس وقت احرام باندھ لے۔ اگر تحقیق کرکے اس وقت سے ذرا قبل احرام باندھ لے تو زیادہ مناسب ہے۔

افراد کا طریقہ اور اس کے احکام

فرائض و واجباتِ حج

(۱) احرام باندھنا (۲) مقامِ عرفات میں ٹھہرنا (۳) طوافِ زیارت کرنا فرائضِ حج ہیں۔ اور واجباتِ حج یہ ہیں:۔ (۱) مزدلفہ میں ٹھہرنا (۲) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا (۳) جمرات کو کنکریاں مارنا (۴) سر کے بال منڈانا یا کتروانا (۵) باہر کے لوگوں کو طوافِ صدر کرنا (۶) اگر قِران یا تمتع کا احرام باندھا ہے تو ذبح کرنا بھی واجب ہے۔ اور مستحبات و سنن مسائل کے ضمن میں معلوم ہوتے جائیں گے۔ جس چیز کا ترک مکروہ ہو وہ بھی سنت ہے۔

حاجیوں کیلئے بہت ضروری تنبیہ

(۱) جو حاجی حج کے مہینوں میں آتے ہیں ان کو چاہیئے

کہ پہلے احرام کے بغیر سیدھے مدینہ طیبہ چلے آئیں اور زیارت سے فارغ ہو کر پھر مکہ مکرمہ جائیں۔ اور اگر پہلے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو اب حج سے پہلے ان کو مدینہ طیبہ نہیں آنا چاہیئے بلکہ حج کے بعد آنا چاہیئے۔ اگر وہ حج سے پہلے مدینہ طیبہ چلے آئیں تو واپسی میں ان کو صرف حج کا احرام باندھنا چاہیئے۔ عمرہ کا احرام باندھنا نہیں چاہیئے۔ اور مدینہ طیبہ آکر اتنا قیام کرنا چاہیئے کہ حج کا زمانہ قریب آجائے۔ تاکہ ان کو زیادہ دنوں تک احرام کی حالت میں رہنا نہ پڑے۔

(۲) جو حاجی حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مکہ مکرمہ میں قیام کر لیتے ہیں وہ اپنے قیام کے زمانہ میں حج سے پہلے اور نفلی عمرے بھی کر سکتے ہیں لیکن نہ کرنا بہتر ہے، کیونکہ ان کے عمرہ میں اماموں کا اختلاف ہے، اس لئے اس اختلاف سے بچنے کے لئے صرف طواف کرتے رہیں۔

افراد کے احرام باندھنے کا طریقہ اور اس کے سنن و مستحبات

پہلے وضو کرے اور اگر غسل کرے تو اولیٰ ہے اور مستحب ہے کہ ناخن، لبیں اور زیر ناف بالوں کو دور کرے اور سر منڈانے کی عادت ہو تو سر بھی منڈا لے، ورنہ اگر سر پر پٹھے ہوں تو کنگھی سے درست کرے اور اگر زوجہ ساتھ ہو اور کوئی عذر شرعی اور طبعی نہ ہو تو مجامعت بھی کر لے۔

احرام باندھنے کیلئے دو نئے یا دُھلے ہوئے سفید چادریں ہونا سنت ہے اگر سیاہ ہوں تو بھی جائز ہے۔ ان کپڑوں کو ایسی خوشبو

لگانا جس کا تن باقی نہ رہے مستحب ہے۔ اور بدن کو سب قسم کی خوشبو لگائی جا سکتی ہے۔ پس غسل کے بعد تہبند ناف سے ٹخنوں سے اوپر تک باندھ لے، اور چادر کو حسب معمول اوڑھ لے مگر سر اور منھ کو نہ ڈھانپے۔ بغل کے نیچے سے نکال کر اوڑھنا یہاں مسنون نہیں۔ اس صورت کا بیان دوسرے مقام پر آئے گا۔ تہبند اور چادر کو اگر رسی یا تکمہ گھنڈی سے باندھ لے تو دم یا صدقہ دینا نہیں آتا، مگر اچھا نہیں ہے۔ پھر سنت یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ پہلی رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد قُل یٰٓا اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھنا اولیٰ ہے ورنہ جو سورت چاہے پڑھ لے۔

احرام کی نیت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔ پھر حج کی نیت سے کلماتِ تلبیہ کہے اور خاص ان کلماتِ ماثورہ کا کہنا سنت ہے۔

کلماتِ تلبیہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ وَالْمُلْکَ۔ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔ اسی طرح چار جگہ وقف کرنا سنت ہے۔ اس میں کوئی لفظ کم کرنا مکروہ ہے۔ تلبیہ بلند آواز سے کہنا مستحب ہے۔ بہت چیخنا بھی نہ چاہیے۔ مسجد میں اتنی بلند آواز سے نہ کہے کہ دوسرے نمازیوں کو تشویش ہو۔ پھر جب تلبیہ کہے تو تین بار پے در پے کہے اور مستحب ہے کہ اس درمیان میں کلام نہ کرے۔ اگر کوئی سلام کرے

تو جواب دیدے مگر اس حالت میں سلام کرنا مکروہ ہے ۔ پھر تین بار تلبیہ کہہ کر آہستہ درود شریف پڑھ کر جو چاہے دُعا مانگے مگر دعاءِ ماثور یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ ۔[1]

اوقاتِ تلبیہ تغیّرِ حالات جیسے سوار ہونا، اُترنا، اُونچی جگہ چڑھنا اور اُترنا، اور تغیّرِ اوقات جیسے صبح شام وغیرہ ۔ اسی طرح جب آنکھ کھُلے اور کسی قافلے سے ملاقات ہو، اور نمازوں کے بعد خواہ فرض ہوں یا نفل اور اسی طرح عام حالات میں تلبیہ کہنا مستحب ہے ۔ غرض کثرتِ تلبیہ جس قدر ہو افضل ہے، مگر طواف کی حالت میں تلبیہ نہ کہنا چاہیئے ۔ اس حالت میں جو دعائیں ماثور ہیں، وہ آئندہ طواف کے بیان میں آئیں گی ۔

جنایاتِ احرام احرام کی حالت میں جماع، بوس و کنار وغیرہ عورتوں کے سامنے ذکرِ جماع، لڑائی جھگڑا خشکی کے جانور کو شکار کرنا، یا شکاری کو بتانا، یا اس کی مدد کرنا، جیسے چُھری، نیزہ وغیرہ پکڑانا، خوشبو لگانی، بال کٹوانے، سر یا مُنھ ڈھانکنا سارا یا تھوڑا ۔ یہ سب ممنوع ہیں ۔ خوشبو کا یا خوشبودار میوہ کا سونگھنا مکروہ ہے ۔ اگر ناک پر ہاتھ رکھ لے تو کچھ ڈر نہیں اور تکبیر

---

[1] اے خدا! میں تجھ سے تیری رضامندی اور جنت مانگتا ہوں ۔ اور تیرے غصّہ اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں ۔

پر سر رکھنا اور رخسار کا رکھنا درست ہے، مگر اُلٹے ہو کر تکیہ پر پیشانی رکھنی مکروہ ہے۔ اور سر پر کپڑا رکھنا ڈھانکنے کے حکم میں ہے۔ کپڑوں کی گٹھری یا خوان سر پر رکھنا جائز ہے۔ اگر کعبہ کے پردہ کے نیچے آئے اور سر یا چہرہ کو پردہ لگے تو مکروہ ہے، ورنہ کچھ حرج نہیں اور سر اور ڈاڑھی کو خطمی سے نہ دھوئے، بلا خوشبو کے صابن سے دھونا جائز ہے۔ اور آنکھوں کے پڑبال چُنوانے جائز ہیں۔ اور سِلے کپڑے جیسے کُرتہ، پاجامہ اور عمامہ اور ٹوپی اور موزہ نہ پہنے۔ اگر سِلا ہوا کپڑا غیر معمولی طرح سے پہنے مثلاً کُرتے کو چادر کی طرح اوڑھے تو جائز ہے، مگر ترکِ اولیٰ ہے۔ اگر جوتہ نہ ہو تو موزہ کو وسطِ قدم سے کاٹ کر پہنے۔ اگر کپڑا خوشبودار چیز میں رنگا ہوا ہو، اس کو پہننا جائز نہیں۔ ہاں اگر اس طرح دھوڈالے کہ خوشبو نہ دے تو جائز ہے۔ حمام میں جانا جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ میل کچیل دور نہ کرے، نہ گرم پانی سے، نہ سرد پانی سے، اگر غسل کرے تو طہارت یا خُنکی کی نیت سے۔ خیمہ اور کجاوے کے نیچے سایہ میں آنا جائز ہے، مگر سر اور چہرے کو نہ لگے اگر لگے گا تو مکروہ ہے۔ ہمیانی اور پیٹی اور ہتھیار لگانے اور انگشتری پہننی اور سرمہ بے خوشبو کا لگانا جائز ہے اور خوشبو کا سرمہ ایک دو دفعہ لگانے میں صدقہ دینا واجب ہے اور زیادہ میں ذبح کرنا واجب ہے۔ ختنہ اور فصد کرانی اور پچھنے لگانے اگر بال نہ مونڈنے پڑیں اور ڈاڑھ نکالنی اور شکستہ عضو کا باندھنا جائز ہے۔ اور اگر پچھنے میں

بال مونڈے تو دم دینا ہوگا اور سر کھجانا جائز ہے۔ ہاں اگر بال ٹوٹنے یا جوں گرنے کا خوف ہو تو نرمی سے کھجائے۔ کلائی پر گھڑی لگانی، ڈاڑھ نکلوانی اور انجکشن لگوانا بھی جائز ہے۔

عورت کا احرام اور اس کی جنایات

عورت بھی مرد کی طرح احرام باندھے اور افعالِ حج ادا کرے مگر وہ سر نہ کھولے، اپنا چہرہ کھلا رکھے اور چہرہ پر اس طرح کپڑا لٹکانا کہ کپڑا چہرہ کو نہ لگے اجنبی کے سامنے واجب ہے۔ اور تلبیہ پکار کر نہ کہے بلکہ اس طرح کہے کہ آپ ہی سُنے، سِلا ہوا کپڑا پہنے رہے مگر زعفران اور کسنبہ کا رنگا ہوا نہ ہو۔ اگر ان سے رنگا ہوا ہو تو دھو ڈالے اور موزہ اور زیور پہنے رہے۔ دستانے پہننے جائز ہیں مگر ترکِ اولیٰ ہے۔ عورت حیض و نفاس کی حالت میں احرام باندھ سکتی ہے اور طواف کے علاوہ سب افعالِ حج ادا کر سکتی ہے۔

آدابِ حرم شریف

جب حرم شریف میں داخل ہو تو اگر ہو سکے تو برہنہ پا ہو کر داخل ہونا مستحب ہے اور سکون و وقار کے ساتھ استغفار اور دُعا کرتا ہوا چلے۔ پھر جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو دن کو داخل ہونا مستحب ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ حجون (یعنی گورستانِ مکہ مکرمہ جس کو "باب المعلیٰ" کہتے ہیں) کی سمت سے داخل ہو۔ اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے بھی غسل کرنا سنت ہے۔ جب نکلے تو "باب السفلیٰ" سے نکلنا سنت ہے۔

مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے آداب

مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر اپنے اسباب و سامان کا بند و بست کر کے اوّل مسجدِ حرام میں آئے۔ باب السّلام سے مسجد میں داخل ہونا مستحب ہے۔ جب داخل ہو تو تلبیہ پڑھتا ہوا خشوع و خضوع اور مکان کی بزرگی کا نقش دماغ پر جمائے ہوئے داخل ہو، پہلے دایاں پاؤں داخل کرے اور یہ دُعا پڑھے:۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ عَلَيْنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ اور درود شریف پڑھے جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین تین دفعہ کہے اور دعا مانگے کہ اس وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور بیت اللہ کے مشاہدہ کے وقت رفع یدین کرنا بھی سنّت ہے۔ اور اس وقت یہ کلماتِ دعائیہ پڑھنا اولیٰ ہے:۔ اَللّٰهُمَّ[1] اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا۔ اور چاہے تو کوئی اور دعا پڑھے۔ پھر مسجد میں آ کر اوّل طواف کرے بشرطیکہ نمازِ فرض یا فوتِ جماعت یا وتر یا سنت مؤکدہ کا

---

[1] اے خدا! تو سلامتی دینے والا ہے، اور تیری طرف سے سلامتی ہے ہم کو عافیت اور سکون سے زندہ رکھ۔ اے خدا! تو اپنے اس گھر کی عزت عظمت، شرافت اور جلال بڑھا۔ اور حج اور عمرہ کرنے والے کی عزت، شرافت، عظمت اور نیکی کو زیادہ فرما دے۔

اندیشہ نہ ہو۔ ورنہ پہلے ان کو ادا کرے پھر طواف شروع کرے۔

تنبیہ حج میں یہاں یا اور کہیں کوئی خاص دُعا پڑھنا معیّن نہیں ہے، جس میں خوب خشوع و خضوع حاصل ہو وہ دُعائیں پڑھے۔

طواف کرنے کا طریقہ حجرِ اسود سے طواف شروع کرنا واجب ہے اگرچہ کسی جزءِ حجرِ اسود سے ہو۔ اور اپنا سارا بدن اس پر سے گزارنا مستحب ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجرِ اسود ہے، اس طرح آکر کھڑا ہو کہ اس کا داہنا مونڈھا حجرِ اسود کے بائیں کنارے کے مقابل آجائے اور سارا حجرِ اسود اس کی داہنی طرف رہ جائے تو طواف کی نیت کے لئے یہ کلمات ادا کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ طَوَافَ بَیۡتِكَ الۡحَرَامِ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ سَبۡعَۃَ اَشۡوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ ؎۔ اس کے بعد ذرا داہنی طرف کو چلے۔ جب حجرِ اسود کے خوب مقابل ہو جائے تو حجرِ اسود کے سامنے کھڑا ہو کر جیسے نماز میں ہاتھ اُٹھاتے ہیں، اُٹھائے مگر تکبیر اور استقبالِ حجرِ اسود سے پہلے ہاتھ نہ اُٹھائے کہ یہ بدعت ہے بلکہ استقبال کرنے کے بعد تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھائے اور کہے بِسۡمِ

؎ اے خدا! میں تیرے بابرکت گھر کا ارادہ کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرمادے اور مجھ سے اس کے سات چکر جو تیرے لئے ہیں قبول فرمائے۔

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَوَفَآءً بِعَهْدِكَ وَ اِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ پھر ہاتھ چھوڑ کر استلام کرے۔

استلام حجرِ اسود یعنی اپنی دونوں ہتھیلیاں حجرِ اسود پر رکھ کر اپنا مُنہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر نرمی کے ساتھ بوسہ دے، چٹاخے بھرنے نہ چاہئیں اور بعض کے نزدیک اس کے بعد حجرِ اسود پر سر رکھنا اسی طرح پھر بوسہ پھر سر رکھنا تین بار مستحب ہے اور استلام سنّت ہے۔ اگر بھیڑ کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو ترک کردے کیونکہ ترکِ ایذاء واجب ہے اور یہ سنّت ہے۔ بلکہ اپنے دونوں ہاتھ ہی حجرِ اسود پر رکھدے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو ایک ہاتھ ہی رکھدے اور دہنا ہاتھ رکھنا اولیٰ ہے پھر ہاتھ اُٹھا کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دے لے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو لکڑی وغیرہ کسی چیز سے حجرِ اسود کو چھو کر اس چیز کو بوسہ دے لے۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کانوں تک دونوں ہاتھ اُٹھا کر ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو حجرِ اسود کی طرف اور ہاتھوں کی پشت چہرہ کی طرف اس طرح کرے گویا کہ حجرِ اسود پر رکھے ہوئے ہیں اور تکبیر و تہلیل جو ابھی بیان

لے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں اور رحمتِ کاملہ اور سلامتی خدا کے رسول کیلئے ہے۔ اے خدا! میرا ایمان تیرے اوپر ہے اور تیرے عہد کا وفادار ہوں اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنے والا ہوں، تیرا، تیرے رسول کا تابعدار ہوں۔

ہوئی پڑھ کر پھر اپنے ہاتھوں کو بوسہ دے لے۔ استلام کے بعد واجب ہے کہ داہنی طرف کو کعبہ کے دروازہ والے سمت کی طرف چلے کہ بیت اللہ بائیں مونڈھے کی طرف رہے۔ اگر اس کے خلاف بائیں طرف کو چلا، یا بیت اللہ کی طرف یا پیٹھ کی، یا حجرِ اسود سے شروع نہ کیا تو جب تک مکہ مکرمہ میں ہے طواف کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ اگر اعادہ نہ کیا اور گھر آ گیا تو اب دم دینا واجب ہو گا۔ اور واجب ہے کہ حطیم کو بھی طواف میں داخل کرے، اس کے بیچ میں سے نہ نکلے، ورنہ طواف کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ اس صورت میں اگر سات بار صرف حطیم ہی کا طواف کر لے گا تو جو نقصان اس کے طواف میں رہ گیا تھا پورا ہو جائے گا۔

رکنِ یمانی کا استلام

طواف کرتے ہوئے جب رکنِ یمانی پر پہنچے تو اس کو بھی استلام کرنا مستحب ہے۔ رکنِ یمانی جنوبی جانب کا کونہ ہے، یہاں صرف دایاں ہاتھ لگانا کافی ہے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو یہاں اشارہ نہ کرے اور نہ بایاں ہاتھ لگائے۔ بوسہ اور سجدہ کرنا یہاں نہیں چاہیئے۔ ان دو جگہوں کے سوا کسی کونے یا دیوار کا استلام مکروہ ہے۔ جب پھر کر حجرِ اسود پر آئے تو حسبِ سابق پھر استلام کرے لیکن اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائے۔ یہ صرف پہلی دفعہ میں ہے رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان جو ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہے یہ ہے:۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؎

؎ اے خدا! ہم کو دنیا و آخرت میں نیکی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما۔

یہی کلمات حجرِ اسود اور حطیم کے درمیان بھی پڑھنے چاہئیں ۔ اور طواف میں یہ دعا بھی آئی ہے ۔ اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَ اخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ بِخَیْرٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

شوط حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک اس طرح ایک مرتبہ آنے کو شوط کہتے ہیں ۔ ایک طواف میں سات شوط ہوتے ہیں ۔ ساتویں شوط کے بعد پھر آٹھواں استلام کرنا سنت مؤکدہ ہے ۔

تنبیہ (مسئلہ) دل میں طواف کی نیت کرنی فرض ہے اگر نیت کے بغیر طواف کیا تو معتبر نہ ہوگا ۔

(مسئلہ) جس طواف میں احرام نہ ہو، اس میں طواف کرتے ہوئے تلبیہ نہ کہنا چاہیئے ۔

(مسئلہ) اگر فرض یا واجب طواف کرنے میں اشواط کی گنتی میں شبہ ہو جائے تو ازسرِ نو شروع کرنا چاہیئے ۔ نماز کی طرح یہاں غلبۂ ظن کا اعتبار نہ ہوگا، ہاں اگر نفل یا سنت طواف میں شبہ پیدا ہو گیا تو

لہ اے اللہ! مجھے قانع بنا دے اس رزق پر جو تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اور اسی میں میرے لئے برکت عطا فرما ۔ اور مجھے ہر وہ خیر عطا فرما، جو اس وقت میرے سامنے نہیں ہے ، خدا کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے نہ اسکا کوئی شریک ہے وہی مالک الملک ہے اور اسی کیلئے ساری تعریفین ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

غلبۂ ظن پر بنا ہو سکتی ہے۔

(مسئلہ) اگر طواف کے درمیان فرض نماز کھڑی ہو گئی اور رکعت جاتی رہنے کا خوف ہو تو نماز میں شریک ہو جائے اور بعد میں جس جگہ سے طواف چھوڑا تھا۔ اسی جگہ سے آکر پورا کرے، ایسا ہی اگر وضو ٹوٹ جائے یا جنازہ کی نماز کو چلا جائے تو پھر آکر وہیں سے تمام کرلے، مگر چار شوط سے اگر کم کر کے گیا ہو تو از سرِ نو شروع کرنا افضل ہے۔ اور اگر چار شوط کے بعد گیا ہے تو باقی وہیں سے پورے کرے۔ حاجت کے بغیر درمیان میں جانا مکروہ ہے، اگر چلا گیا تو آکر باقی شوط پورے کرے۔

(مسئلہ) صفا و مروہ کی سعی کرنے کے درمیان اگر چلا جائے، اس کا حکم بھی یہی ہے۔

(مسئلہ) طواف کے اشواط میں موالات سنت ہے۔ اس لئے درمیان طواف میں حجرِ اسود کے استلام کے لئے بھی نہ ٹھہرے، بلکہ اشارہ کر کے گزر جائے، ہاں طواف کے شروع میں اور ختم پر موقعہ ہو تو ٹھہر کر انتظار کرے۔

(مسئلہ) طواف کی حالت میں کھانا اور بیع و شراء کرنا مکروہ ہے اور پینا مباح ہے اور سعی میں کھانا پینا مباح اور بیع مکروہ ہے۔ اور طواف و سعی میں ذکر کرنا اولیٰ ہے اور تذکرہ مسائل اور تلاوتِ قرآن جائز ہے۔

دوگانۂ طواف اور اس کی دعا

جب ساتوں شوط پورے کرلے تو مقامِ ابراہیم کے پاس آکر دو

رکعت نماز ادا کرے۔ اور اس کے بعد یہ دعا کرنا مستحب ہے[1] اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى[2] اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَنْ يُّصِيْبَنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَهٗ عَلَيَّ فَارْضِنِيْ بِمَا قَسَمْتَهٗ لِيْ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

دوگانہ طواف ادا کرنے کی جگہ اور اس کے مسائل

اس نماز کو دوگانہ طواف کہتے ہیں۔ یہ ہر طواف کے بعد ادا کرنا واجب ہے۔ اور افضل یہ ہے کہ مقامِ ابراہیمؑ، اس کے اور بیت اللہ کے درمیان رہے۔ اس کے بعد پھر حطیم میں میزاب کے نیچے پھر اس کے قریب پھر باقی اور حطیم میں پھر بیت اللہ کے قریب اور طرف پھر ساری مسجد حرام میں، پھر سارا حرم شریف برابر ہے، اور حرم سے باہر پڑھنا مکروہ ہے، مگر ادا ہو جاتا ہے۔ اور اس دوگانہ میں قُلْ یا اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا مستحب ہے۔

---

[1] اے اللہ! تو میری پوشیدہ باتوں سے واقف ہے اور تو میری ظاہری باتوں سے بھی واقف ہے۔ میری معذرت قبول فرما۔ اور اے خدا! تو میری ضرورت سے واقف ہے وہ مجھے عطا فرما۔

[2] اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان طلب کرتا ہوں جو میرے قلب تک پہنچ جائے اور مجھے یقین صادق عطا فرما یہاں تک کہ میں یہ جان لوں کہ ہر وہ چیز جو مجھے پہنچ رہی ہے تیرے ہی حکم سے ہے۔ اور اے خدا! مجھ کو راضی فرما دے اس پر جو تو نے میرے مقدر فرما دیا ہے

(مسئلہ) طواف ہر وقت کر سکتا ہے، مگر دوگانہ مکروہ وقت میں نہ پڑھے جب مکروہ وقت نکل جائے پڑھ لے۔

(مسئلہ) دوگانۂ طواف، طواف کے متصل پڑھنا چاہیئے، تاخیر مکروہ ہے مگر بعذر کراہتِ وقت۔

(مسئلہ) اگر طواف عصر کے بعد کیا ہو تو مغرب کے فرض پڑھ کر پہلے دوگانۂ طواف پڑھے پھر اس کے بعد مغرب کی سنت پڑھے۔

(مسئلہ) اگر وقت مکروہ میں یہ دوگانہ پڑھ لیا تو ادا ہو گیا، مگر وقتِ مکروہ نکل جانے کے بعد اعادہ بہتر ہے۔

(مسئلہ) اگر عین طلوع یا غروب یا زوال کے وقت پڑھا تو معتبر نہیں پھر پڑھنا واجب ہے۔

(مسئلہ) دو طواف کو جمع کرنا کہ درمیان میں دوگانۂ طواف نہ پڑھے مکروہ ہے۔ ہاں اگر وقت مکروہ ہو تو مضائقہ نہیں پھر جب وقت گزر لے تو ہر طواف کے لئے دو رکعت پڑھے۔

(مسئلہ) مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے والے کے سامنے گزرنے والے کو منع نہ کرنا چاہیئے خواہ وہ طواف کرنے والا ہو یا غیر طائف۔

زمزم اور ملتزم اس سے فارغ ہو کر چاہِ زمزم کے پاس آ کر زمزم پیئے اور دعا کرے کہ یہ قبولیتِ دعا کا مقام ہے۔ پھر بیت اللہ کے پاس آئے اور حجر اسود اور بیت اللہ کے درمیانی حصہ سے لپٹ کر دعا کرے۔ اس مقام کا نام ملتزم

ہے اور یہ بھی موقعِ قبولیت ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے ملتزم کے پاس آئے، پھر دوگانہ طواف پڑھے، پھر زمزم کے پاس جائے اور یہ طریقہ سہل اور افضل لکھا ہے۔

طوافِ قدوم اور اس کا وقت

اس طواف کو طوافِ قدوم کہتے ہیں، یہ صرف باہر سے آنے والوں کے لئے سنّت ہے۔ مکہ مکرمہ اور میقات کے باشندوں کے لئے سنت نہیں۔ اسی طرح جو عمرہ کرنے کے لئے آئے، اس پر بھی طوافِ قدوم نہیں ہے۔

(مسئلہ) اگر منفرد نے طواف کیا، مگر اس میں مطلق طواف کی نیت کی، خاص طوافِ قدوم کی نیت نہیں کی، یا اور کسی طواف کی نیت کرلی تو وہ قدوم ہی کا طواف ہو گا، اس کی نیت سے کچھ نہ ہوگا۔

(مسئلہ) اس کا وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے وقوفِ عرفہ تک ہے۔ اگر وقوفِ عرفہ شروع کرلیا تو اس کا وقت فوت ہوگیا۔

اضطباع اور رمل

واضح رہے کہ جس طواف کے بعد سعی کرتے ہیں اس میں اضطباع اور رمل کرنا سنت ہے۔ اضطباع یہ ہے کہ چادر کا داہنا حصہ اپنی داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال لے۔ اور رمل یہ ہے کہ چلنے میں جھپٹ کر جلدی جلدی اور زور سے قدم

اُٹھائے ۔ اور قدم نزدیک رکھے اور مونڈھوں کو خوب ہلاتا جائے
(مسئلہ) جس طواف کے بعد سعی کرنی منظور ہو، شروع کرنے سے قبل اس میں اضطباع کرلے، پھر پہلے شوط میں رمل کرے اور اگر ہجوم کی وجہ سے رمل نہ کر سکے تو صبر کرے، جب جگہ مل جائے تو رمل کرتا ہوا طواف کرلے ۔
(مسئلہ) اگر رمل کرنا بھول گیا تو اگر ایک شوط کے بعد یاد آیا، تو دو شوط میں رمل کرے اور اگر دو کے بعد یاد آیا تو صرف ایک شوط میں کرے اور اگر تین شوط کے بعد یاد آیا تو اب رمل نہ کرے کیونکہ جیسا اول کے تین شوط میں رمل کرنا سنت ہے، ایسا ہی آخر کے چار میں نہ کرنا سنت ہے ۔
(مسئلہ) اگر کسی نے ساتوں شوط میں رمل کرلیا تو ترکِ سنت کی وجہ سے مکروہ ہے ۔
(مسئلہ) طواف سے فارغ ہو کر اضطباع موقوف کردے اور اور دوگانہ طواف مونڈھے ڈھانک کر پڑھے ۔
(مسئلہ) سوائے اس جگہ کے اور کہیں اضطباع مسنون نہیں ہے عورت نہ اضطباع کرے نہ رمل اور نہ میلین اخضرین کے درمیان دوڑے ۔

سعی کرنے کا طریقہ

سعی واجب ہے اور افضل یہ ہے، کہ طوافِ زیارت کے بعد کرے، اگر طواف

قدوم کے بعد کرے تو بھی جائز ہے۔

(مسئلہ) سعی طواف کے تابع ہے اور اس کی صحت کے لئے طواف کا اس سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی طواف سے پہلے سعی کرلے تو معتبر نہ ہوگی۔ اور طواف کے بعد سعی کا اعادہ واجب ہوگا۔

(مسئلہ) طواف کے بعد فوراً سعی کرنا واجب نہیں مگر متصل کرنا سنت ہے۔ اگر بسبب عذر یا تکان کے ٹھہر جائے تو کچھ حرج نہیں، ورنہ تاخیر مکروہ ہوگی۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب طواف کے بعد سعی کا ارادہ کرے تو آب زمزم پی کر پھر حجرِ اسود کے پاس آئے اور ایک استلام اور کرے اور اللہ اکبر لا الہ الا اللہ جیسا پہلے مذکور ہوا کہے۔ یہ نواں استلام اس وقت مستحب ہے جب کہ طواف کے بعد سعی شروع کرے، پھر باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلے کہ اسی دروازہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تھے، اگر چاہے تو اور دروازہ سے بھی نکل سکتا ہے۔ پس پہلے صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کی طرف منھ کرکے کھڑا ہو۔ اور دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک آسمان کی طرف اس طرح اُٹھائے جس طرح کہ دعا میں اُٹھاتے ہیں۔ اور تکبیر و تہلیل باآوازِ بلند کہے۔ اور درود شریف آہستہ پڑھے۔ اور خوب دل لگا کر دعا کرے، کیونکہ یہ بھی دُعا قبول ہونے کا موقعہ ہے۔

کوہِ صفا پر ذکر اور دُعا

اس جگہ ماثور ذکر یہ ہے[1] لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ - وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات پڑھ کر دعا فرمائی تین بار یہ کلمات فرمائے - اور ہر بار اس کے بعد دُعا فرمائی - اور یوں بھی روایت ہے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار فرما کر پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ - لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - ایک بار فرمایا، اسی طرح سات بار تکرار فرمائی - اس حساب سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اکیس بار ہو جائے گا -

آپؐ کے دعائیہ کلمات یہ ہیں :- [2] اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْ

---

[1] اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی قابل پرستش نہیں تو ایک ہے جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ سہیم - تو ہی مالک الملک ہے اور تیرے ہی لئے ساری تعریفیں ہیں، وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے ایک خدا ہے جسنے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اس کا بندہ کامیاب ہو گیا، اُسنے دشمن کی فوجوں کو تنہا شکست دی اور ناکام کر دیا۔ [2] اے خدا! تو نے فرمایا ہے کہ مجھ سے مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا - تو وعدہ خلافی نہیں کرتا - اے خدا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری ہدایت کے مطابق اس بات کا کہ اسلام کو مجھ سے نہ چھینیو یہاں تک کہ جب میں مروں تو اس وقت میں مسلمان ہوں۔

أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَإِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ حَتَّى تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ
اور اس کے سوا بھی جو چاہے دعا کرے اور تلبیہ بھی کہتا رہے اور دیر تک ٹھہرا رہے۔

صفا و مروہ کے درمیان کی دُعا

پھر ذکر کرتا ہوا اپنی اصلی رفتار پر مروہ کی جانب چلے۔ صفا و مروہ کے درمیان یہ دُعا پڑھے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ اس کے سوا بھی جو دعا چاہے پڑھ لے۔

میلین اخضرین

یہ جگہ بھی دعا قبول ہونے کی ہے۔ جب اس نشان سے جو مسجد کے کونے پر لگا ہوا ہے بقدر چھ گز کے فاصلے کے رہے تو نشیب میں ذرا دوڑ کر چلے، بہت نہ دوڑے۔ جب دوسرا نشان آجائے تو پھر اپنی چال چلنے لگے، ان نشانوں کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔ پہلے یہاں نشیب تھا اب وہ زیادہ نمایاں نہیں ہے۔ اس لئے اس کی شناخت کے لئے دیوار پر صرف دو نشان لگا دیئے گئے ہیں۔

(مسئلہ) یہ دوڑنا صرف میلین اخضرین کے درمیان سنت ہے۔ اگر ساری راہ صفا سے مروہ تک دوڑ کر چلا تو سعی تو ادا ہو جائیگی مگر سنت کا تارک ہو گا۔

کوہِ مروہ پر ذکر اور اس کی دُعا

صفا کی طرح مروہ پر چڑھ کر

بیت اللہ کی جانب منھ کرکے کھڑا ہو۔ اور تھوڑا سا داہنی جانب کو مائل ہوجائے تاکہ اچھی طرح بیت اللہ کی جانب ہوجائے، ورنہ یہاں سے بیت اللہ نظر نہیں آتا ہے اور یہاں بھی صفا کی طرح ذکر اور دعا کرے اور یہ محل بھی دعا کی قبولیت کا ہے۔ صفا سے مروہ تک آنا ایک شوط ہوا۔ پھر مروہ سے اُتر کر اپنی رفتار چلے اور میلین کے درمیان دوڑے پھر اپنی رفتار چلے۔ صفا پر چڑھ کر پھر جیسا مذکور ہوا ذکر و دعا میں مشغول ہوجائے اور یہ مروہ سے صفا تک، دوسرا شوط ہوا۔ اسی طرح سات شوط کرے۔ اس حساب سے سعی کا شروع صفا سے اور خاتمہ مروہ پر ہوگا۔

(مسئلہ) اگر کوئی مروہ سے سعی شروع کردے تو پہلا شوط مروہ سے صفا تک معتبر نہ ہوگا، بلکہ شروع صفا سے گنا جائے گا اور اس شوط کے بدلے ایک شوط اور کرنا ہوگا تاکہ پورے سات شوط ہوجائیں۔

دوگانہ سعی سعی سے فارغ ہوکر مسجدِ حرام میں آئے اور دو رکعت نماز نفل پڑھے اور یہ مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطاف کے کنارے پر یعنی جہاں طواف کرتے ہیں دوگانہ پڑھا ہے۔

تنبیہ واضح رہے کہ صفا اور مروہ کا بہت سا حصہ مٹی چڑھ جانے کی وجہ سے زمین میں دب گیا ہے، اس لئے اب تمام سیڑھیوں پر چڑھنا ضروری نہیں ہے پہلی سیڑھی

پر کھڑے ہونے سے بیت اللہ شریف کا نظر آنا ممکن ہے، لہذا کئی درجوں پر چڑھنا ضروری نہیں، بلکہ اوپر تک چڑھنا خلافِ سنت ہے پہلے ہی درجہ پر کھڑا ہونا کافی ہے۔

اب یہ شخص جس نے افراد کا احرام باندھا تھا اپنا احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں رہے اور جتنے نفل طواف کر سکتا ہے کرتا رہے۔ کیونکہ باہر سے آنے والوں کے لئے بیت اللہ کا طواف نفل نماز سے بھی افضل ہے۔ اور ان نفل طوافوں میں اضطباع اور رمل نہ کرے اور طواف کے بعد دوگانہ پڑھ کر استلام حجرِ اسود بھی نہ کرے، کیونکہ یہ تینوں چیزیں اسی طواف میں کی جاتی ہیں جس کے بعد سعی ہو۔ اور سعی نفل طواف کے بعد نہیں ہوتی۔

(مسئلہ) نفل سعی کوئی عبادت نہیں ہے، بلکہ سعی ایک ہی ہے۔ اور وہ طواف کے بعد واجب ہے۔

۷ ذی الحجہ ساتویں ذی الحجہ کو ظہر کے بعد امام ایک خطبہ پڑھتا ہے جس میں مسائلِ حج بیان کرتا ہے۔ یہ خطبہ بھی مسنون ہے۔

۸ ذی الحجہ آٹھویں تاریخ کو طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ میں جانا چاہیئے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ظہر سے لے کر نویں تاریخ کی فجر تک پانچ نمازیں ادا کرنی چاہئیں اور رات کو یہاں رہنا بھی سنت ہے۔

۹ ذی الحجہ

نویں تاریخ کو فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھ کر طلوعِ آفتاب کے بعد ضب کی راہ سے تلبیہ اور تکبیر کہتا ہوا عرفات کو جائے۔ ضب اس پہاڑی کا نام ہے جو منیٰ میں مسجد خیف کے متصل ہے۔

(مسئلہ) اگر آٹھویں تاریخ کو سیدھا عرفات چلا گیا تو خلاف سنت ہوا

(مسئلہ) عرفات میں جہاں چاہے اُترے، مگر لوگوں سے علیحدہ اور راستہ پر نہ ٹھہرے، اور جبلِ رحمت کے پاس ٹھہرنا افضل ہے البتہ وادی عرنہ میں نہ ٹھہرے۔ اگر کسی نے یہاں وقوف کیا تو معتبر نہ ہوگا۔ یہ ایک وادی کا نام ہے جو مسجدِ عزہ سے مغرب کی طرف اس طرح واقع ہے کہ اگر مسجد کی غربی دیوار گرے تو اسی وادی میں جا پڑے۔ یہ حرم شریف ہی کا حصہ ہے اور عرفات سے خارج ہے، اس لئے وقوفِ عرفہ یہاں کیسے معتبر ہو سکتا ہے۔

عرفات کے وظائف

عرفات میں پہنچکر دعا، درود شریف ذکر اور تلبیہ کثرت کے ساتھ کرتا رہے جب دن ڈھلے تو وضو کرے اور غسل افضل ہے۔ پھر بلا تاخیر مسجد نمرہ میں آجائے اور امام کے ساتھ ظہر اور عصر کی نمازیں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ظہر کے وقت میں اکٹھا پڑھے اور درمیان میں کچھ نہ پڑھے، بلکہ ظہر کی سنت بھی نہ پڑھے مگر تکبیر تشریق کہہ لے۔ ہاں اگر امام ظہر کے بعد عصر کی نماز میں تاخیر کرے تو مقتدیوں

کو نفلیں پڑھنی جائز ہیں۔

شرائطِ جمع ظہر و عصر کی نمازوں کو اس طرح جمع کرنے کے لئے چند شرطیں ضروری ہیں:۔

(۱) مقامِ عرفات اور نویں ذی الحجہ کا ہونا۔ (۲) امام یا اس کا نائب ہونا۔ (۳) دونوں نمازوں میں احرام ہونا۔ (۴) ظہر کا عصر پر مقدم ہونا۔

اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو جمع کرنا جائز نہیں۔

تنبیہ = اگر مجمع کے خیال سے یا کسی اور عذر کی وجہ سے امام کے ساتھ نماز نہ پڑھی بلکہ اپنے خیمہ میں نماز ادا کی تو جمع نہ کرنا چاہیئے۔ ظہر اپنے وقت میں اور عصر اپنے وقت میں پڑھنی چاہیئے۔

عرفات میں وقوف کرنے کا طریقہ الغرض جب امام کے ساتھ نماز پڑھ چکے تو وقوف کرنے کی جگہ نکلے۔ امام کو سوار اور لوگوں کو امام کے آس پاس پیادہ ہونا افضل ہے۔ جہاں تک ممکن ہو جبل الرحمۃ کے پاس امام کے قریب رہنا بہتر ہے اور جبل الرحمۃ کے اوپر چڑھنا جیسا عوام کرتے ہیں بے اصل بات ہے۔ جب وقوف کرے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ کھڑا رہنا اور وقوف کی نیت دونوں واجب نہیں مستحب ہیں۔ اگر بیٹھا ہی رہا جب بھی رکنِ وقوف ادا ہو گیا۔ اسی طرح اگر سوتا ہوا موقف میں چلا

جائے یا یہ بھی نہ جانے کہ یہ موقف ہے تو بھی وقوف ادا ہو گیا، اس کا پاک ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ ہر صورت سے وقوف ادا ہو جاتا ہے، اگر جو صورت مسنون نہیں ہے وہ اوپر بیان ہو چکی۔

امام یہاں بآواز بلند تلبیہ کہے۔ ذکر اور دعا خفیہ کرنا اولیٰ ہے۔ اور حج کے مسائل لوگوں کو بتائے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اس کے پیچھے قبلہ کی جانب منہ کئے ہوئے غور سے سنیں اور گریہ وزاری کے ساتھ اذکار، تلاوتِ قرآن شریف، درود شریف اور استغفار و تلبیہ وغیرہ میں مشغول رہیں اور ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کریں کہ پھر اس دن تک کا تدارک ممکن نہیں۔ جہاں تک ممکن ہو مباح کلام سے بھی پرہیز کریں۔ اور غروب آفتاب تک ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں کرتے رہیں۔

عرفات میں ماثور دعا

فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں یہ دعا پڑھی:۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[1] وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

---

[1] خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں سلطنت اسی کی ہے۔ اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ الٰہی! میرے دل، میری آنکھوں، میرے کانوں میں روشنی بھر دے، میرے سینہ کو کھول اور میرے تمام کام آسان کر دے۔ الٰہی! میں سینہ کے وسوسوں، معاملات کے اختلاف اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی! میں دن اور رات کے تمام شرور سے پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی! میں حاضر ہوں۔ خیر تو دراصل آخرت ہی کی ہے۔

شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا۔ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْلِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَشَرِّ مَا تَھُبُّ بِهِ الرِّیَاحُ لَبَّیْكَ اِنَّمَا الْخَیْرُ خَیْرُ الْاٰخِرَةِ۔

اور روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک اُٹھا کر اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ تین بار فرما کر یہ پڑھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَ نَقِّنِیْ بِالتَّقْوٰی وَ اغْفِرْلِیْ فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی۔ پھر ہاتھ چھوڑ دیئے اتنی دیر تک جتنی دیر میں الحمد پڑھی جاتی ہے۔ پھر ہاتھ اُٹھا کر یہی فرمایا اور پھر ہاتھ چھوڑے بقدرِ الحمد کے، بس اسی طرح کرتے رہے۔

(مسئلہ) غروبِ آفتاب تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ اگر غروبِ آفتاب سے پہلے عرفات کے حدود سے باہر نکل آیا تو دم دینا واجب ہے، لیکن اگر غروبِ آفتاب سے قبل پھر واپس چلا آئے تو دم ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر غروب کے بعد واپس آیا تو دم ساقط نہیں ہوتا۔

عرفات سے مزدلفہ کو روانگی

پس غروب آفتاب کے بعد سکون اور وقار سے امام کے ساتھ اس راستہ سے مزدلفہ کو جائے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے اگر جگہ فراخ ہو تو ذرا جلد چلے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اور راستہ میں تلبیہ اور ذکر کثرت کے ساتھ کرتا رہے۔ یہ دو پہاڑ عرفات اور مزدلفہ کے بیچ میں ہیں۔ اور مزدلفہ مسجد عرفہ سے تین میل ہے۔

(مسئلہ) امامِ حج سے پہلے عرفات سے نہ چلنا چاہیئے، ہاں اگر رات ہونے لگے اور امام نہ چلے تو اب لوگ امام کا انتظار نہ کریں کیونکہ وہ خود تارکِ سنت ہے۔ اور جب امام چلدے تو اگر بھیڑ کے سبب سے تھوڑا سا وقفہ کر لے تو کچھ حرج نہیں، اگر عذر کے بغیر زیادہ ٹھہریگا تو گنہگار ہو گا۔

(مسئلہ) مزدلفہ کے قریب جا کر پیادہ پا ہو لینا مستحب ہے۔

(مسئلہ) مزدلفہ میں بھی لوگوں سے الگ اور راستہ میں قیام نہ کرنا چاہیئے۔

دسویں ذی الحجہ کی شب اور وقوفِ مزدلفہ کے احکام

مزدلفہ پہنچکر اسباب اُتارنے سے پہلے مغرب اور عشاء دونوں کو اکٹھا پڑھنا چاہیئے، مگر یہاں جمع تاخیر ہے۔ یعنی عرفات میں تو عصر کی نماز ظہر کے وقت میں مقدم کر کے پڑھی گئی تھی اور یہاں مغرب کی نماز مؤخر کر کے عشاء کے وقت میں پڑھی جائے گی۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ وہاں ایک اذان

اور دو اقامتیں تھیں، یہاں ایک اذان اور ایک ہی اقامت ہوگی۔ سنت اور نفل یہاں بھی درمیان میں کچھ نہ پڑھے۔ پھر عشاء کی نماز کے بعد مغرب کی سنت اور عشاء کی سنت اور وتر پڑھ لے۔ یہ واضح رہے کہ یہاں مغرب میں اداء ہی کی نیت کرے گا قضاء کی نیت نہ کرے کیونکہ اس دن مغرب کا وقت یہی ہے۔

مزدلفہ میں جمع کرنے کے شرائط

(۱) احرام ہو (۲) وقوفِ عرفہ پہلے کیا ہو (۳) دسویں شب کو مزدلفہ میں ہو۔ (۴) وقت عشاء کا ہو۔ جماعت یہاں شرط نہیں ہے اگر کسی وجہ سے تنہا پڑھے تو بھی جمع کرے گا عرفات میں جمع کرنے کے لئے امام کے ساتھ نماز پڑھنا شرط ہے۔

(مسئلہ) اگر مغرب یا عشاء عرفات میں یا راستہ میں پڑھ کر مزدلفہ میں آیا تو پھر اعادہ کرنا چاہیئے۔ اگر اعادہ نہ کیا اور فجر ہوگئی تو وہی نماز اب ہوگئی، قضا کرنی ضروری نہیں۔

(مسئلہ) اگر عشاء سے پہلے مزدلفہ میں آجائے تو مغرب نہ پڑھے جب تک کہ عشاء کا وقت نہ آجائے۔

(مسئلہ) اگر یہ خطرہ ہو کہ مزدلفہ تک پہنچتے ہوئے فجر طلوع کر آئے گی تو اب مغرب و عشاء راستہ میں پڑھنا جائز ہے۔

(مسئلہ) اگر مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں عشاء کو مغرب سے پہلے پڑھ لیا تو مغرب پڑھ کر عشاء کا اعادہ کرلے، اگر اعادہ نہ کیا

اور صبح ہوگئی تو اب عشاء بھی جائز ہوگئی۔

اس شب میں تمام رات جاگنا مستحب ہے خواہ مزدلفہ میں رہے یا کہیں اور رہے، کیونکہ بعض کے نزدیک یہ شب شبِ قدر اور شبِ جمعہ سے بھی افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پھر فجر کی نماز اندھیرے میں امام کے ساتھ ادا کرے۔ پھر امام کے پیچھے قریب رہ کر وقوف کرے۔ یہاں وقوف کا وقت صرف طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ہے اور یہ وقوف واجب ہے۔ اور جیسا عرفات میں مذکور ہوا ایک لمحہ بھر کے لئے کافی ہے اور نہ اس کا علم شرط ہے نہ نیت مگر سنت یہی ہے کہ اسفار تک ٹھہرے، مزدلفہ میں رات کو رہنا بھی سنت ہے۔ وقوف میں یہاں بھی اسی طرح تلبیہ اور دعائیں کرے جیسا عرفات میں کیں۔

موقفِ مزدلفہ مزدلفہ میں جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے، صرف وادی محسّر سے احتراز رکھے، یہاں اصحابِ فیل ٹھہرے تھے۔ یہاں وقوف کیا تو معتبر نہ ہوگا۔

دسویں ذی الحجہ منیٰ کو روانگی طلوعِ آفتاب میں جب بقدر دو رکعت کے وقت رہ جائے تو منیٰ کو چلدے۔ جب بطنِ محسّر کے کنارے پر پہنچے تو دوڑ کر نکل جائے۔ جب پانچسو پینتالیس گز کے بقدر آجائے تو پھر اپنی رفتار پر چلے کیونکہ یہ وادی پیمائش میں اسی قدر ہے اور یہ حصہ نہ مزدلفہ داخل ہے، نہ منیٰ میں، بلکہ

دونوں کے بیچ میں حد فاصل ہے۔ راستہ میں اسی طریق پر تلبیہ اور اذکار کرتا رہے۔

(مسئلہ) اگر اژدحام کی وجہ سے عورتیں وقوفِ مزدلفہ ترک کردیں اور آخر شب میں چل کر وقوف کے بغیر منیٰ میں پہنچ جائیں تو کچھ دینا نہیں آتا۔

(مسئلہ) اگر کوئی واجب کسی عذر کی وجہ سے ترک ہوجائے تو بھی اس پر کچھ دینا نہیں آتا، ہاں اگر بیماری کی وجہ سے کوئی شخص کسی ایسے امر کا ارتکاب کرے جس کا کرنا احرام میں ممنوع ہے تو اس جنایت کی جزا دینی آئے گی اور اس کو کلیہ قاعدہ سمجھنا چاہیئے۔ واضح رہے کہ اس تاریخ میں حاجی کو چار افعال ادا کرنے ہوتے ہیں۔ رمی۔ نحر حلق۔ اور طوافِ زیارت۔ ان میں ترتیب یاد رکھنے کے لئے (کلمۂ رنحط) کو یاد کرلے۔ راء سے رمی۔ نون سے نحر یعنی ذبح، حاء سے حلق یعنی سر منڈانا اور طؔ سے طواف مراد ہے۔ اب پہلے رمی کا بیان سُنیئے:۔

جمرۂ عقبہ کی رمی مزدلفہ سے چل کر سب سے پہلے جس جمرہ کی رمی کی جاتی ہے اس کا نام جمرۂ عقبہ ہے۔ یہ منیٰ کی حد پر مکہ مکرمہ کی طرف ہے منیٰ میں نہیں ہے، اسی کو جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ الاخریٰ بھی کہتے ہیں، اس کو سات کنکریاں مارے، اسی کو رمی کہتے ہیں۔ یہ رمی واجب ہے۔ اسی طرح جو رمی آئندہ تاریخوں میں ہوگی وہ بھی واجب ہے۔

مستحب یہ ہے کہ یہ سات کنکریاں مزدلفہ سے اُٹھا لے، اگر راستہ سے یا کہیں اور سے اٹھالیوے تو بھی جائز ہے، مگر جمرہ کے پاس کی کنکریاں نہ اُٹھائے، اس کے باوجود اگر کسی نے ان ہی کنکریوں سے رمی کی تو بکراہت تنزیہ جائز ہے۔

(مسئلہ) آئندہ تاریخوں میں رمی کرنے کے لئے جو ۶۳ کنکریاں درکار ہوں گی ان کا مزدلفہ سے اُٹھانا مستحب نہیں ہے۔ چاہے جہاں سے لے لے، مگر جمروں کے پاس سے نہ لے کہ یہ سب نامقبول کنکریاں ہوتی ہیں۔

(مسئلہ) اگر کسی بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں بنائے تو مکروہ ہے۔

(مسئلہ) رمی۔ پتھر، مٹی کے ڈلے اور گارے کے ڈلے اور خاک اور ریتے سے جائز ہے، مگر ایک مٹھی ایک کنکر کے قائم مقام شمار ہوگی اور مینگنی سے جائز نہیں۔

دسویں تاریخ کی رمی کا وقت

جمرہ عقبہ کی رمی کا مسنون وقت دسویں تاریخ کے طلوعِ آفتاب سے زوال تک ہے، اور زوال سے غروب تک وقت مباح ہے۔ اور غروب کے بعد اور اسی طرح طلوعِ آفتاب سے قبل اور فجر کے بعد رمی کرنا بھی مکروہ ہے، مگر کمزور، بیمار اور عورتوں کے لئے کہ اگر یہ لوگ مزدلفہ سے سویرے آکر طلوع سے پہلے ہی رمی کرلیں تو مکروہ نہیں۔ اگر گیارھویں تاریخ کی آخری شب

تک رمی نہ کی تو دم دینا واجب ہوگا۔ اب رمی کرنا صحیح نہیں، جیسا کہ دسویں کی طلوعِ فجر سے پہلے رمی کرنا بھی صحیح نہیں۔

عددِ رمی رمی سات کنکریوں سے سات بار کرنی چاہیئے، اگر اس سے زیادہ کرے تو مکروہ ہے اور کم کرے گا تو کافی نہ ہوگا بلکہ سات پوری کرنا واجب ہوگا، ورنہ جنایت دے گا۔

رمی کا طریقہ رمی نشیب میں کھڑے ہو کر کرنی چاہیئے اوپر کی طرف سے رمی کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اتنے فاصلہ سے رمی کرنی چاہیئے کہ جمرہ عقبہ اور اس کے درمیان پانچ ہاتھ سے کم فاصلہ نہ ہو، اس سے کم مکروہ ہے۔ زیادہ میں مضائقہ نہیں ہے۔ اگر کنکر ہاتھ سے رکھدی تو جائز نہیں۔ اور پے در پے کنکر مارنی مسنون ہیں۔ واجب نہیں۔

کنکر باقلہ کے دانہ کی برابر ہونا مستحب ہے اس سے بڑا پتھر ہو تو بھی جائز ہے، البتہ بڑے پتھر سے مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ کنکر کو انگوٹھے اور انگشتِ شہادت کے سرے سے پکڑ کر مارے، پھر جس طرح بھی پکڑ کر پھینکدے جائز ہے۔ اور رمی کے وقت یہ خیال رکھے کہ منیٰ داہنے اور کعبہ اس کے بائیں جانب رہے۔ اور ہر کنکر کے ساتھ اللہ اکبر کہے۔ اگر اکٹھے کنکر پھینکے گا، تو ایک ہی کنکر شمار ہوگا اور تکبیر کے بجائے سُبحانَ اللہِ یا لَآ اِلٰہ

اِلّا اللّٰہُ کہے تو بھی جائز ہے - اور تکبیر کے ساتھ یہ دعا حدیث میں آئی ہے ا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔

(مسئلہ) اگر کنکر جمرہ کے قریب گر جائے تو بھی جائز ہے - اگر دور گرے گا تو معتبر نہ ہوگا - تین ہاتھ دور شمار ہے اور اس سے کم قریب -

(مسئلہ) اگر کنکر پھینکا اور کسی آدمی یا جانور کی کمر پر گرا اور خود بخود لڑھک کر جمرہ کے قریب جا گرا تو جائز ہے اور جو دور گرے یا جانور کی حرکت سے گرے تو معتبر نہیں، اگرچہ قریب ہی گرے، اس کا پھر اعادہ کرے - اور اگر شک ہو کہ خود گرا ہے یا جانور کی حرکت سے گرا ہے تو احتیاطًا اعادہ کر لے -

(مسئلہ) جمرہ عقبہ پر پہنچکر جو تلبیہ کہ احرام کے وقت سے لے کر اب تک برابر پڑھتا چلا آرہا ہے پہلی کنکر مارنے کے ساتھ ہی ختم کر دے خواہ یہ شخص مفرد ہو یا قارن یا متمتع -

(مسئلہ) اگر کسی نے زوال تک رمی نہ کی تو تلبیہ قطع نہ کرے، جب تک کہ رمی نہ کر لے، ہاں اگر آفتاب غروب ہوا اور رمی نہیں کی تو اب قطع کر دے -

(مسئلہ) اگر کسی نے رمی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا، یا رمی، ذبح اور حلق سے پہلے ہی طواف کر لیا تو تلبیہ بھی قطع کر دے -

(مسئلہ) اگر ذبح کو رمی سے پہلے کیا تو مفرد تلبیہ قطع نہ کرے قارن

اور متمتع ہو تو قطع کر دے۔

رمی سے فارغ ہو کر پھر یہاں نہ ٹھہرے بلکہ سیدھا منیٰ میں اپنے مقام پر آجائے کیونکہ اس دن صرف ایک ہی جمرہ کی رمی کرنی ہوتی ہے۔

مریضوں اور عورتوں کی رمی

اگر کوئی شخص بیماری یا ضعف کی وجہ سے خود رمی نہیں کر سکتا تو اس کو چاہیئے کہ دوسرے شخص کو اپنا نائب بنا دے اس کے حکم کے بغیر کسی نے اس کی طرف سے کر دی تو یہ کافی نہیں ہے۔

(۲) جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے رمی کرے، اس کو لازم ہے کہ پہلے خود اپنی طرف سے رمی کرے اور جب اپنی رمی کر کے فارغ ہو تو پھر اسی ترتیب سے دوسرے کی جانب سے رمی کرے۔

(۳) مریضوں اور عورتوں کو جمرۃ العقبہ اور اس کے بعد تینوں جمرات کی رمی غروب آفتاب کے بعد کرنی بلا کراہت درست ہے۔

(۴) کنکریاں مارنے کے وقت یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ کنکری ان ستونوں کی جڑ کے پاس جا کر گرے، کیونکہ رمی کی اصل جگہ یہی ہے، صرف ستونوں کے لگنا معتبر نہیں، اس لئے اگر ستون کو لگ کر دور جا گری تو یہ معتبر نہ ہوگی۔

ذبح

رمی سے فارغ ہو کر اب جانور ذبح کرے۔ یہ مفرد کے لئے مستحب ہے۔ واجب نہیں۔ اس کے علاوہ

قربانی یا جس قسم کا بھی ذبح کرے وہ رمی کے بعد ہی کرنا چاہیئے۔

حلق

ذبح سے فارغ ہو کر سر منڈائے یا انگشت کے بقدر بال کترائے بلکہ انگلی کے ایک پورے سے زیادہ ہی لے کم نہ لے، کیونکہ بعض بال بڑے بعض چھوٹے ہوتے ہیں، اگر زیادہ لے گا تو چھوٹے بال بھی بقدر پورے کے کٹ جائیں گے، مگر بال کٹوانے سے سر منڈانا بہتر ہے اگر کوئی عذر ہو تو پھر قصر واجب ہو گا۔ لیکن اگر بال چھوٹے ہوں اور قصر نہ ہو سکے تو پھر حلق ضروری ہے۔ اگر نورہ یا کسی اور چیز سے بال دور کر دے تو بھی کافی ہے۔ اگر سر زخمی یا گنجا ہو تو سر پر صرف اُسترہ چلا دینا واجب ہے۔ اگر زخموں کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے۔ اور مثل منڈانے والے کے حلال ہو جاتا ہے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ ایسا شخص بارھویں تاریخ تک حلال نہ ہو۔

(مسئلہ) حلق یا قصر کے بعد لبیں اور ناخن بھی لینا مستحب ہے۔

(مسئلہ) عورت کو حلق حرام ہے، چوتھائی سر کا قصر بقدر ایک پورے کے کرے اور سارے سر کا قصر مستحب ہے۔

حلق کے بعد جو کچھ بسبب احرام کے منع ہو گیا تھا سب حلال ہو جاتا ہے، مگر عورت حلال نہیں ہوتی۔

طوافِ زیارت

یہ اس دن کا چوتھا کام ہے۔ سر منڈانے سے فارغ ہو کر اب بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جائے، اس کو طوافِ رکن بھی کہتے ہیں۔ اس

میں بھی نیت طواف کی فرض ہے۔ چار شوط اس طواف میں فرض ہیں۔ اور سات پورے کرنے واجب ہیں۔ یہ طواف خود کرنا فرض ہے، اگرچہ کسی کی گود میں ہو، نیابت اس میں جائز نہیں مگر بیہوش کے واسطے۔

اور حسب ذیل باتیں واجب ہیں:۔

(۱) اگر چل سکتا ہے تو پیادہ طواف کرنا۔

(۲) داہنی طرف سے طواف شروع کرنا۔

(۳) حدث سے طہارت۔

(۴) ستر عورت۔

(۵) اور ایام نحر یعنی بارھویں تاریخ کے اندر کرلینا۔

(مسئلہ) اس طواف کے لئے کوئی شے مفسد نہیں اور یہ موت تک بھی فوت نہیں ہوسکتا۔ آخر عمر تک کرنا بھی صحیح ہے۔ البتہ تاخیر کا گناہ سر پر رہے گا، اگر بدون ادا کئے مرگیا تو وصیت کرنی واجب ہوگی۔ اس طواف کا کوئی بدل بھی نہیں، ہاں اگر وقوفِ عرفہ کے بعد مرجائے اور وصیت کرجائے کہ میرا حج تمام کردینا تو گائے یا اونٹ ذبح کرنا واجب ہوگا اور حج تمام ہوگا۔

وقت اس طواف کا وقت دسویں کی طلوعِ صبح کے بعد ہے اور دسویں تاریخ میں ہی ادا کرنا افضل ہے اور اس طرح ادا کرنا کہ دسویں کی ظہر مکہ مکرمہ میں آکر پڑھے اولیٰ ہے۔ اگر دسویں کو جمعہ کا دن ہو، اور منیٰ میں جمعہ ہوتا ہو تو پھر جمعہ منیٰ ہی میں پڑھے

(مسئلہ) اگر اس سے قبل طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کر چکا ہے، تو اب سعی نہ کرے۔ اور نہ طواف میں رمل اور اضطباع کرے، کیونکہ یہ دونوں باتیں وہاں کی جاتی ہیں جہاں طواف کے بعد سعی ہو۔ اور اگر طوافِ قدوم کے ساتھ سعی نہ کی تھی تو اب سعی کرے۔ اور اس طواف میں اول کے تین شوط میں رمل کرے۔ اور پھر سعی کرے، لیکن اس طواف میں اضطباع مطلق نہ کرے۔

(مسئلہ) اگر طوافِ قدوم میں رمل کر چکا تھا، لیکن سعی نہ کی تھی، تو بھی اس طواف میں رمل کرنا چاہیئے۔

اس طواف کے کرنے کے بعد اب ہمبستری بھی حلال ہو جاتی ہے۔ اگر سالہا سال تک یہ طواف نہ کیا تو عورت حلال نہ ہوگی۔ اور اسی طرح اگر عورت نے طوافِ زیارت نہیں کیا تو اس کے لئے مرد حلال نہیں ہے۔

تنبیہ جاننا چاہیئے کہ اصل محلل حلق ہے۔ طواف نہیں، پس اگر کوئی حلق سے پہلے طواف کرے گا تو ممنوعاتِ احرام سے کوئی چیز بھی حلال نہ ہوگی۔

طوافِ زیارت کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر منیٰ میں واپس آجائے اور رات کو منیٰ میں رہے کہ یہ سنت ہے۔ اور اس کا ترک مکروہ ہے۔

(مسئلہ) اگر طوافِ زیارت نہ کیا اور ایام نحر نکل گئے تو دم واجب

ہوگا۔

(مسئلہ) اگر عورت حیض سے پاک ہوگئی اور بارھویں تاریخ کے غروب آفتاب میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جاکر چار شوط طواف کر سکے اور اس کے باوجود اس عورت نے نہ کیا تو دم دے گی۔ اور جو اتنا وقت نہ ہو کچھ حرج نہیں اور کچھ دینا نہیں آتا۔ اور جو عورت جانتی ہے کہ حیض آنے والا ہے اور شروع حیض سے پہلے وقت طواف زیارت میں چار شوط کر سکتی ہے اور نہ کئے اور پھر حیض سے ایام نحر کے بعد پاک ہوئی تو بھی اپنی کاہلی پر دم دے گی۔

گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخ میں جمرات کی رمی

دسویں تاریخ کے بعد تین دن اور رمی کرنی ہوتی ہے۔ گیارھویں، بارھویں، تیرھویں ان تاریخوں میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے۔ اور یہاں رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور سنت یوں ہے کہ پہلے جمرۂ اولیٰ کو رمی کرے۔ یہ مسجد خیف کے قریب ہے۔ پھر وسطیٰ کو، پھر عقبہ کو۔ اگر کوئی وسطیٰ اور عقبہ کو پہلے رمی کرے اور اولیٰ کو بعد میں تو وسطیٰ اور عقبہ کی رمی کا اعادہ کرے تاکہ ترتیب مسنون حاصل ہو جائے اور رمی کرنے میں کنکریاں پے درپے مارے اور ہر کنکر کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ جمرۂ اولیٰ کی رمی کر کے ذرا آگے

بڑھے - اور نرم زمین میں مستقبلِ قبلہ کھڑا ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے اور بقدر سورۂ بقرہ کے یا تین ربع سیپارے کے یا قدر بیس آیت کے جتنا بلحاظ فرصت ہوسکے قیام کرے اور تکبیر، تہلیل، تسبیح اور استغفار اور درود شریف اور دُعا کرتا رہے - پھر وسطیٰ کو اسی طرح رمی کر کے ذرا بائیں طرف ہو، اور نرم زمین میں مستقبلِ قبلہ کھڑا ہو کر پھر بدستورِ سابق قیام میں اذکار کرتا رہے - پھر عقبہ کو اسی طرح رمی کرے اور اس کے بعد نہ ٹھہرے -

(مسئلہ) رمی تمام جمرات کی پیدل کرنا اولیٰ ہے -

اسی طرح بارھویں اور تیرھویں تاریخ کو بترتیب مذکور تینوں جمروں کو رمی کرے - اگر تیرھویں کو زوال سے پہلے رمی کرے تو بکراہت تنزیہی جائز ہے، مگر گیارھویں اور بارھویں کو زوال سے قبل جائز ہی نہیں ہے - اور جب سورج گیارھویں کا غروب ہو جائے تو پھر بارھویں کی طلوعِ صبح تک وقت مکروہ ہے -

(مسئلہ) اگر بارھویں کی فجر طلوع ہو گئی، تو اب گیارھویں کی رمی کا وقت قضا ہو گیا - اب اس گیارھویں کی رمی کو بھی بارھویں تاریخ کی رمی کے ساتھ قضا کرے اور جزا دے اور ایسا ہی بارھویں کا حال ہے، مگر جب تیرھویں کا آفتاب غروب ہو تو اب نہ ادا کا وقت رہتا ہے نہ قضا کا، بلکہ دم واجب ہو گا -

الغرض تیرھویں کے آفتاب کے غروب سے جتنے روز کی

رمی ترک ہوئی وہ قضا کرے اس روز کے آفتاب کے بعد قضاء نہیں ہو سکتی۔

(مسئلہ) اگر بارھویں کی رمی کر کے غروب آفتاب سے قبل ہی منیٰ سے چلا آئے تو تیرھویں کی رمی اس کے ذمہ واجب نہیں ہوتی۔ اگر وہ چاہے تو اب تیرھویں کی رمی کئے بغیر اس کو چلا آنا بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر آفتاب غروب ہو گیا تو تیرھویں کی فجر ہونے سے پہلے پہلے بھی چلا آنا جائز ہے، مگر بکراہت، ہاں اگر تیرھویں کی فجر منیٰ میں ہو گئی تو اب تیرھویں کی رمی بھی واجب ہو گئی۔ اگر رمی کئے بغیر آیا تو دم دینا واجب ہو گا۔ اس بارے میں مکہ والے اور باہر والے سب برابر ہیں۔

(مسئلہ) اگر ان دنوں میں کوئی شخص اپنا اسباب مکہ مکرمہ بھیجدے اور خود منیٰ میں رہے یا اسباب منیٰ میں چھوڑ کر عرفات چلا جائے تو یہ مکروہ ہے۔ مگر صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے کہ اگر اسباب کی طرف سے اطمینان ہو اور قلب مشغول نہ رہے تو مکروہ نہیں کیونکہ یہ کراہت قلبی تعلق کے سبب سے ہے۔ نماز میں اپنی چیز پیچھے رکھنا بھی اسی لئے مکروہ ہے کہ یہاں بھی دل اس طرف لگا رہتا ہے حالانکہ عبادت میں قلب تمام تفکرات سے فارغ رکھنا چاہیئے لیکن منیٰ میں ٹھہرنا اور تیرھویں کی رمی کرنی اولیٰ ہے۔

منیٰ سے واپسی جب رمی کر کے مکہ مکرمہ میں آئے تو کمالِ

سنت یہ ہے کہ محصب میں جو کہ فنا ءِ مکہ ہے ٹھہرے۔ اور ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں وہیں پڑھے اور پھر ذرا لیٹ رہے، پھر مکہ مکرمہ میں آئے۔ اگرچہ ایک ساعت ٹھہر کر دعا کرنے سے بھی اصل سنت ادا ہو جاتی ہے۔

طوافِ صدر جب گھر کو واپسی کا عزم کرے تو ایک طواف اور کرنا چاہیئے اور اس کے ساتوں شوطوں میں رمل وسعی نہ کرے، اس کو طوافِ صدر کہتے ہیں۔ یہ میقات سے باہر والوں کے حق میں واجب ہے، اگر طوافِ صدر کئے بغیر چلا گیا تو جب تک میقات سے نہیں نکلا پھر لوٹ کر طواف کرنا واجب ہے۔ اور اگر نکل گیا تو اختیار ہے چاہے تو جانور ذبح کرے اور یہی اولیٰ ہے، کیونکہ اس میں فقراء کا نفع ہے۔ اور چاہے تو پھر احرام باندھ کر آئے، پہلے عمرہ کرے، پھر طوافِ صدر کرکے چلا جائے۔

طوافِ صدر کا وقت اس طواف کا اول وقت طوافِ زیارت کے بعد ہے۔ جب سفر کا عزم ہو، اور اس کا آخر وقت معیّن نہیں جب چاہے کرے اگرچہ ایک برس مکہ مکرمہ میں رہے، مگر مستحب یہ ہے کہ جب مکہ مکرمہ سے چلنے لگے تو اسی وقت کرے تاکہ بیت اللہ شریف سے آخری ملاقات پر مفارقت ہو۔ پس بعد طوافِ صدر، دوگانہ

طواف کے بعد مستقبلِ قبلہ ہو کر زمزم خوب پیٹ بھر کر کئی سانس لے کر پیئے اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے۔ اور زمزم چہرہ، سر اور تمام بدن پر ملے۔ اور ہو سکے تو بدن پر بھی ڈالے۔ پھر دلیزِ کعبہ کو کہ زمین سے اُبھری ہوئی ہے بوسہ دے اور سینہ اور داہنا رخسارہ ملتزم کو لگا کر داہنا ہاتھ اوپر کو اُٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑ لے جیسے ایک ذلیل غلام اپنے مولیٰ کے کپڑے پکڑتا ہے۔ اور اگر پردہ تک ہاتھ نہ پہنچے تو دونوں ہاتھ سر کے اوپر اُٹھا کر دیوار پر سیدھے کھڑے کر کے پھیلا دے۔ غرض جس طرح ہو سکے کچھ دیر تک یہاں تکبیر و تہلیل اور درود و استغفار کرے اور گڑگڑا کر خوب خشوع کے ساتھ بہت کوشش سے دعا کرے اور بہت روئے اگر رونا نہ آئے تو بتکلف روئے، پھر استلام حجرِ اسود کر کے اُلٹے پاؤں بیت اللہ کی طرف دیکھتا ہوا روتا ہوا آئے یہاں تک کہ مسجد سے باہر آئے۔

(مسئلہ) اگر کسی نے طوافِ صدر کر لیا، اس کے بعد پھر قیام ہو گیا تو طوافِ صدر ہو گیا لیکن اگر چلتے وقت پھر اعادہ کرے تو مستحب ہے۔

(مسئلہ) اگر بارھویں تاریخ سے پہلے کوئی شخص مکہ مکرمہ میں یا میقات کے اندر اندر کسی اور مقام کو اپنا وطن بنا لے تو یہ طواف اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، لیکن اس کو بھی یہ طواف

کر لینا مستحب ہے۔

(مسئلہ) اگر بارھویں کو یا اس کے بعد اقامت نیت کرے گا تو ساقط نہ ہوگا۔

(مسئلہ) اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کرے، مگر وطن بنانے کی نیت سے نہیں تو طوافِ صدر اس سے ساقط نہ ہوگا اگرچہ سالہا سال تک رہے۔

(مسئلہ) اگر مکہ مکرمہ کو اپنا وطن بنانے کے بعد کہیں باہر جانے کا ارادہ کرے تو اس پر طوافِ صدر واجب نہیں، جیسا کہ اگر مکی شخص کہیں باہر جائے تو اس پر بھی واجب نہیں۔

(مسئلہ) حاجی نے حج کے بعد اپنی روانگی سے پہلے جو طواف نفل کیا ہے وہ طوافِ صدر میں شمار ہو جاتا ہے اگرچہ اس نے نیت نہ کی ہو۔

عمرہ کا بیان

عمرہ ساری عمر میں ایک بار کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اور رمضان کا عمرہ اور دِنوں کے عمرہ سے افضل ہے، بلکہ رمضان میں عمرہ کا ثواب ایک حج کی برابر ہوتا ہے۔ نویں، دسویں، گیارھویں، بارھویں تاریخ ذی الحجہ کو عمرہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ اگر پہلا احرام بندھا ہوا ہو، اور ان دنوں میں عمرہ کرے تو مکروہ نہیں۔ جیسے کہ جس کا حج فوت ہوگیا ہو، وہ ان دنوں میں افعالِ عمرہ بجا لاکر حلال ہو۔ اور مکہ والوں کو اور جو شخص مکہ والوں کے حکم میں ہے یعنی داخلِ میقات رہنے والا، اور جو شخص کہ پہلے اشہرِ حج سے مقیم مکہ ہے، ان کو عمرہ کرنا اشہرِ حج میں مکروہ ہے۔ اگر اسی سال میں حج کرنا چاہے۔ اور اگر اس سال میں حج نہ کرے تو عمرہ اشہرِ حج میں ان سب کو مکروہ نہیں۔

عمرہ کا طریقہ

عمرہ کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر رمل اور اضطباع کے ساتھ طواف کرے اور اول استلام کے ساتھ ہی تلبیہ قطع کردے۔ اور دوگانہ طواف ادا کرکے استلام حجرِ اسود کا کرے، پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور سر منڈاوے یا قصر کرے۔

عمرہ کے فرائض اور واجبات

عمرہ میں احرام اور چار شوط

طواف فرض ہیں اور سات شوط پورے کرنے اور سعی اور حلق واجب ہے اور باقی سنت و آداب ہیں۔ عمرہ میں احرام اور طواف اور سعی کا وہی طریقہ ہے جیساکہ حج میں مذکور ہوا۔ ان کے سب احکام پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ عمرہ اور حج کے درمیان چند امور میں فرق ہے۔

(۱) عمرہ فرض نہیں، حج فرض ہے۔

(۲) حج مُوَقّت ہے، عمرہ موقّت نہیں، ہمیشہ ہو سکتا ہے۔

(۳) عمرہ میں وقوفِ عرفہ اور مزدلفہ اور رمی اور جمع دو نماز اور خطبہ اور طوافِ قدوم اور طوافِ صدر نہیں۔

(۴) عمرہ فاسد کرنے سے یا جنابت میں طواف کرنے سے بکری ذبح کرنا کافی ہے، بخلاف حج کے کہ اس میں اونٹ یا گائے ذبح کرنا واجب ہے۔ میقات کا بیان پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

قِران کا بیان

حنفیوں کے نزدیک قِران تمتع سے افضل ہے اور مکی اور میقات کے اندر رہنے والے کو اور جو شخص قبل اشہرِ حج مقیم مکہ ہو اس کو قِران جائز نہیں، اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ حج کے مہینے میں میقات سے احرام باندھے اور بعد دوگانہ کے اس طرح نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ۔ اور پھر حج اور عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ کہے اور باقی طرزِ احرام سب وہی ہیں جو مفرد میں گزرا۔ اور اگر قبل اشہرِ حج احرام باندھے تو بھی بکراہتِ تحریمی قِران ہو جاتا ہے۔ پھر جب طواف کرے تو اول عمرہ کا طواف کرے، اس میں رمل اور اضطباع بھی کرے۔ پھر عمرہ کی سعی کرے مگر حلق نہ کرے کہ ابھی احرامِ حج میں ہے۔ اگر حلق کر بھی لیا تو بھی حلال نہ ہوگا۔ اور دو دم جنایت دو احراموں کے دینے واجب ہوں گے۔ اور سعی عمرہ کے بعد پھر آکر رمل اور اضطباع کے ساتھ طوافِ قدوم کر لے۔ پھر اس کے ساتھ بھی ایک سعی حج کی اور کرے۔

(مسئلہ) قارن کو سعی طوافِ قدوم کے ساتھ کر لینی افضل ہے، بخلاف مفرد کے۔ اور اگر طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنی منظور ہو تو طوافِ قدوم میں رمل اور اضطباع نہ کرے اور باقی سب ائل

جیسے پہلے مذکور ہوئے یہاں بھی ویسے ہی ہیں ۔
(مسئلہ) قارن کو اول طوافِ عمرہ واجب ہے ۔ اگر اول طواف میں قدوم کی نیت کر لی تو بھی یہ طواف عمرہ ہی کا ہوگا ۔
(مسئلہ) اگر کوئی اوّل دو طواف کرلے ایک عمرہ کا دوسرا قدم کا اور پھر دو سعی کرے ایک عمرہ کی اور دوسری حج کی تو بھی قِران جائز ہو جاتا ہے ۔ اور دمِ جنایت نہیں آتا مگر گنہگار ہوتا ہے پھر جب رمی جمرۃ العقبہ کی دسویں تاریخ کو کرے تو اس پر ذبح کرنا واجب ہے ۔ اور اس دم کو دمِ قِران اور دمِ شکر کہتے ہیں ۔ ایک بکری یا ساتواں حصہ گائے یا اونٹ کا ۔ اس کے شرائط وہی ہیں جو قربانی کے جانور کے ہوتے ہیں ۔
(مسئلہ) تمام شرکا، قربت کے ارادہ سے ذبح کریں ، اگرچہ قربات مختلف ہوں مثلاً کوئی قِران کا حصہ لے ، کوئی قربانی کا ، کوئی نذر کا ، کوئی نفل کا ، تو یہ صحیح ہے ، اگر کوئی بھی گوشت کھانے کی نیت سے حصہ لے گا تو کسی کی طرف سے بھی ادا نہ ہوگا جیسا قربانی کے جانور میں ہے ۔
(مسئلہ) قربانی اس دم کے قائم مقام نہیں ہو سکتی اور چاہیئے کہ اس دم میں دمِ قِران کی نیت کرلے ، مطلق ذبح کی نیت نہ کرے ۔ اور اس کا کھانا قارن کو بھی جائز ہے ، مگر تین حصہ کرکے ایک حصہ کا صدقہ کرنا اور ایک احباب کو ہدیہ کرنا مستحب ہے ۔

(مسئلہ) قارن کو ان تین چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔ اول رمی۔ پھر ذبح۔ پھر حلق۔ اور طواف میں ترتیب واجب نہیں اگر اول یا اخیر یا بیچ میں تینوں کے کرے جائز ہے، مگر سنت یہ ہے کہ طواف بعد حلق کے کرے۔ اور مفرد پر ذبح واجب نہیں، مگر رمی اور حلق میں اسکو بھی ترتیب واجب ہے۔

(مسئلہ) اگر قارن کے پاس اتنا خرچ نہ ہو کہ دم خرید کر اس قدر بچ رہے کہ گھر تک پہنچ جائے اور اس کے ملک میں بھی دم نہ ہو تو دس روزے رکھے۔ ان میں سے تین روزے دسویں سے پہلے اور سات ایام تشریق کے بعد، مکہ مکرمہ میں ہوں یا اور کہیں۔

(مسئلہ) اگر روزے متواتر رکھے تو افضل ہے اور متفرق بھی جائز ہیں، اگر ساتویں، آٹھویں، نویں کو رکھے تو بہتر ہے ورنہ حج کے مہینوں میں بعد احرام عمرہ قران جب چاہے رکھ دے جائز ہے۔ لیکن اگر روزہ رکھنے سے یہ خوف ہو کہ ضعف ہو گا اور وقوفِ عرفہ میں قصور ہو گا، تو نویں سے پہلے ہی فارغ ہو لینا افضل ہے، بلکہ ایسے شخص کو عرفہ کا روزہ مکروہ ہے۔ بقیہ سات میں بھی تواتر افضل ہے اور متفرق بھی جائز ہیں۔

(مسئلہ) ایام تشریق میں جو روزہ رکھے گا تو صحیح نہ ہو گا۔

(مسئلہ) اگر تین روزے اول کے فوت ہو گئے اور نویں تاریخ گزر گئی تو اب دم متعین ہو گیا۔ اگر دم ذبح کرنے کی قدرت نہ

ہو تو رمی کے بعد حلق کر کے حلال ہو جائے۔ اور اس کے ذمہ دو دم واجب رہیں گے۔ ایک دمِ قران دوسرا ذبح سے پہلے حلال ہونے کا۔

(مسئلہ) اگر کوئی ایامِ نحر سے پہلے یا ایامِ نحر میں حلق سے پہلے دم پر قادر ہو جائے تو روزوں کا باطل ہو گا اور ذبح کرنا واجب ہو گا اور اگر بعد ایامِ نحر کے یا ایامِ نحر میں بعد حلق کے قادر ہو تو باقی سات روزے ہی رکھ لے اور دم کو جو چاہے کرے۔

(مسئلہ) اگر کسی نے باوجود دم کے اول کے تین روزے رکھے تو اگر یومِ نحر تک باقی رہے تو دم ہی واجب ہو گا۔ روزہ کافی نہ ہو گا اور اگر قبل وقت ذبح کے دم ہلاک ہو گیا، تو روزے معتبر ہوں گے۔

(مسئلہ) اگر کسی نے اول فقط عمرہ کا احرام باندھا پھر عمرہ کے چار شوط سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا تو بھی قِران ہو گیا اور اگر چار شوط طوافِ عمرہ کے کر کے پھر حج کا احرام باندھا تو قِران نہ ہو گا اور اگر احرامِ حج باندھ کر پہلے طواف قدوم سے عمرہ کا احرام باندھا تو بھی قِرآن ہو گیا، اگرچہ اس طرح کرنا اچھا نہیں ہے۔

باقی تفصیل مطولات سے دریافت کیجئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تمتع کا بیان

حنفیوں کے نزدیک تمتع افراد سے اولیٰ ہے اور مکی کو اور میقات کے اندر رہنے والے کو اور جو کوئی پہلے اشہرِ حج سے، مکہ میں حلال ہو کر رہتا ہے، اس کو تمتع جائز نہیں۔ اور اگر کوئی مثلاً رمضان میں عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں گیا اور عمرہ نہ کیا، پھر جب شوال شروع ہوا تو عمرہ کیا اور اسی سال حج کیا تو تمتع ہو جائے گا۔

(مسئلہ) جو شخص اشہرِ حج سے پہلے مکہ میں جائے اور تمتع کرنا چاہے تو اس کے لئے حیلہ یہی ہے کہ وہ عمرہ کا احرام باندھے، مگر طوافِ عمرہ نہ کرے، جب تک حج کے مہینے شروع نہ ہوں۔

تمتع کے شرائط

تمتع کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:-

(۱) یہ کہ عمرہ یا اکثر شوط طوافِ عمرہ کے اشہرِ حج میں کئے ہوں، اگرچہ احرام اشہرِ حج سے پہلے باندھا ہو، مثلاً کسی نے غروبِ آفتاب تیسویں رمضان کو عمرہ کا احرام باندھا اور طوافِ عمرہ کے ایک دو شوط کئے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا تو باقی طوافِ عمرہ کے شوط پہلی شبِ شوال میں داخل ہیں۔

(۲) یہ کہ احرام عمرہ کا حج کے احرام سے پہلے ہو۔

(۳) احرامِ حج سے پہلے طوافِ عمرہ کر لیا ہو۔

(۴) یہ کہ عمرہ یا حج کو فاسد نہ کرے، اگر ایک کو بھی فاسد کر دیا تمتع باطل ہو گیا۔

(۵) یہ کہ دونوں کو ایک سال میں ادا کرے۔

(۶) یہ کہ عمرہ اشہرِ حج کے بعد مکہ میں توطن نہ کیا ہو۔

(۷) دونوں کو ایک سفر میں ادا کرے۔

تمتع کا طریقہ

تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ اول عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے جیسا عمرہ کے بیان میں مذکور ہوا، پھر حلق کر کے مکہ میں یا جہاں چاہے سوائے اپنے وطن کے حلال ہو کر رہے، پھر حج کا احرام اپنے میقات سے باندھ کر حج کرے۔ اور اگر مکہ میں مقیم ہو، آٹھویں تاریخ کو احرام باندھ کر منیٰ کو جائے۔ اور آٹھویں سے پہلے احرام باندھنا افضل ہے۔ پھر جیسا افراد میں مذکور ہوا، اسی طرح حج کرے اور طوافِ زیارت میں رمل اور اضطباع نہ کرے، پھر سعی کرے اور متمتع پر طوافِ قدوم نہیں ہے۔

(مسئلہ) اگر متمتع احرامِ حج کے بعد طوافِ نفل کرے اور اس میں رمل اور سعی کرلے تو پھر طوافِ زیارت میں رمل اور سعی نہ کرے۔

(مسئلہ) متمتع مثل قارن کے رمی کے بعد ذبح کرے۔ اگر نہ ہو سکے تو دس روزے رکھے جیسا قران کے بیان میں ذکر ہوا۔

(مسئلہ) تمتع کرنے والا اگر اپنے ساتھ ہدی بھی لایا ہو تو افضل ہے اور مستحب یہ ہے کہ اول احرام عمرہ کا باندھے، پھر ہدی کو ہانکے اور ساتھ لے چلے اور پیچھے سے ہانکنا آگے کے کھینچنے سے بہتر ہے۔ ہاں اگر ہانکنے سے نہ چلے تو مضائقہ نہیں۔

(مسئلہ) ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو حرم میں ذبح کرنے کو عبادت اور ثواب کی نیت سے لے جاتے ہیں۔ خواہ گائے ہو یا اونٹ، بکری ہو یا بھیڑ۔ اور بدنہ خاص گائے یا اونٹ ہی کو بولتے ہیں۔

(مسئلہ) ہدی اگر بدنہ ہو تو قلادہ بھی اس کے گلے میں ڈالے اور قلادہ یہ ہے کہ جوتی یا زنبیل کا ٹکڑا یا کوئی اور چیز صوف یا بالوں کی رسی میں باندھ کر جانور کے گلے میں لٹکائے اور اشعار کرے یعنی اسفل کوہان کو بائیں طرف سے شق کرے ایسا کہ فقط کھال چیرے۔ گوشت تک نہ پہنچے اور جو خون اس سے نکلے اس سے اس جانور کا کوہان رنگ دے۔ اور اشعار مستحب ہے لیکن اگر اس کا طریقہ نہ جانتا ہو تو اس کے لئے مکروہ ہے۔ پھر عمرہ ادا کرے، مگر عمرہ کے بعد حلال نہ ہو۔ اگر حلق یا قصر بھی کرے گا تب بھی حلال نہ ہو گا، بلکہ دم جنایت دینا واجب ہو گا اور احرام عمرہ باقی رہے گا۔ اگر کوئی جنایت کرے گا، اس کی جزا، دینی ہو گی پھر احرام حج کا باندھ کر حج ادا کرے جیسا مذکور ہوا۔ اور رمی کے بعد ذبح کر کے حلق یا قصر کرے، اب دونوں احراموں سے نکل آیا۔

(مسئلہ) یہ متمتع جو ہدی لایا ہے، احرام حج باندھنے کے بعد اور اسی طرح قارن اور وہ متمتع جو ہدی نہیں لایا اور بعد عمرہ کے حلال نہیں ہوا اور دوسرا احرام حج کا باندھ لیا، ان تینوں شخصوں کے دو احرام ہوتے ہیں، اگر ان سے

کوئی جنایت ہوگی تو ان کو مفرد سے دو گنی جزاء دینی ہوگی، کیونکہ مفرد کا ایک احرام ہوتا ہے اور ان کے دو احرام ہوتے ہیں۔

(مسئلہ) وہ متمتع جو ہدی نہ لایا ہو، جب عمرہ ادا کرکے حلال ہو اور پھر احرام حج کا باندھے، تو مثل مفرد کے وہ بھی ایک احرام حج میں ہے، اس لئے جنایت کی ایک ہی جزاء دے گا۔

(مسئلہ) متمتع ہدی والا جب حلق کر لیتا ہے تو احرام عمرہ سے عورت کے حق میں بھی نکل آتا ہے۔ مگر حج کے احرام سے عورت کے حق میں نہیں نکلتا، جب تک طواف زیارت نہ کرلے۔

بخلاف قارن کے وہ حلق کے بعد احرام عمرہ سے بھی عورت کے حق میں حلال نہیں ہوتا۔ پس اگر متمتع حلق کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع کرلے تو ایک جزاء دے گا۔ اور اگر قارن ایسا کرے تو وہ دو جزاء دے گا۔ اور حلق سے پہلے دونوں دو جنایت کی جزاء دیں گے۔

دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے کے مسائل

واضح رہے کہ عمرہ اور حج دوسرے شخص کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے اس کے لئے نفلی حج اور نفلی عمرہ میں تو کوئی شرط نہیں ہے، البتہ کرنے والے میں اہلیت ہونی چاہیئے یعنی اس میں اسلام، عقل اور تمیز ہو، مگر فرض ادا کرنے کے لئے سات شرائط ضروری ہیں، جن کے بغیر فرض حج نیابتًہ ادا نہیں ہوسکتا۔

(۱) یہ کہ جو شخص اپنا حج کرائے اس پر پہلے حج فرض ہو، اور فرض ہونے کے بعد وہ خود جانے سے معذور ہو۔ اور عاجز ہوگیا ہو، اور تا مرگ عاجز ہی رہے۔ پس اگر کسی نے فرض ہونے سے قبل ہی حج کرایا تھا اس کے بعد اس پر حج فرض ہوگیا تو اس کے ذمہ فرض حج باقی رہے گا اور اس کا پہلا حج نفل رہے گا، ایسے ہی اگر فرض ہونے کے بعد مگر عاجز ہونے سے پہلے حج کرادیا اس کے بعد پھر عاجز ہوا تو حج فرض ادا نہیں ہوگا پھر حج کرانا ضروری ہے۔ اسی طرح جس عذر کے سبب عاجز ہوکر حج کرایا ہے، اگر وہ عذر ایسا ہے کہ اس کے رفع ہونے کی توقع ہے مثلاً شدید بیمار تھا پھر حج کرانے کے بعد وہ عذر رفع ہوگیا تو حج فرض ادا نہیں ہوگا، پھر خود کرنا لازم ہے۔ اور اگر ایسا عذر تھا کہ اچھے ہونے کی اس میں صورت نہیں ہوتی، مثلاً کسی کی آنکھیں جاتی رہیں تھیں پھر

حج کرانے کے بعد حق تعالیٰ کی قدرت سے اچھی ہوگئیں، تو اب اس پر حج کا اعادہ فرض نہیں، اس کا حج فرض ادا ہوچکا۔

(۲) دوسرے یہ کہ عاجز ہوکر دوسرے شخص کو حج کرنے کا امر کرے اور راستہ کے لئے خرچ دے اور جو شخص جائے وہ اس کے خرچ سے سوار ہوکر حج ادا کرے، پس اگر آمر عاجز نے حکم تو کیا مگر روپیہ نہ دیا تو بھی حج فرض ادا نہیں ہوگا۔ اور اگر روپیہ دیا مگر مامور نے اپنے روپیہ سے حج کیا، تو اگر آمر کے روپیہ میں سے مجرا لے لیا تو حج فرض ادا ہو جائے گا، ورنہ ادا نہیں ہوگا۔ ایسے ہی اگر راہ میں سوار نہ ہوا بلکہ پیدل حج کیا تو بھی آمر کا فرض حج ادا نہیں ہوگا، روپیہ واپس دینا ہوگا۔ اور خرچ میں اور سوار چلنے میں اکثر کا اعتبار ہے۔ اگر اکثر روپیہ آمر کا خرچ کیا، یا اکثر راستہ سواری پر طے کیا تو فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اور کم میں نہیں ہوتا، مگر ہاں جو شخص وصیت کر گیا اور اس کے ثلث مال میں اتنی گنجایش نہیں تھی کہ سوار ہوکر وطن سے حج ہو سکے تو جہاں سے ممکن ہو وہاں سے سوار ہوکر ادا کرے اور باقی پیدل، تو مُردہ کا فرض حج ادا ہو جاتا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ حج کرنے والا حج کرنے کا اہل ہو، یعنی مسلمان عاقل اور ممیز ہو، یعنی مجنون اور لڑکا نہ ہو۔

(۴) چوتھے یہ کہ آمر کے وطن سے حج کرے اگر مال میں گنجایش

ہو، ورنہ میقات سے قبل جہاں تک ہوسکے، وہاں سے کردے۔

(۵) پانچویں یہ کہ احرام کے وقت آمر کی جانب سے حج کی نیت کرے۔ اگر زبان سے بھی لَبَّیْكَ عَنْ فُلَانٍ کہے تو بہتر ہے، ورنہ قلب سے کافی ہے۔

(۶) چھٹے یہ کہ خود مامور حج کرے، دوسرے سے نہیں کرا سکتا اگر راستہ میں بیمار ہو گیا اور دوسرے شخص کو بھیجدیا تو روپیہ واپس دے گا، حج آمر کا ادا نہ ہوگا ہاں اگر آمر نے اس کی اجازت دیدی ہو اور اس کی رائے پر چھوڑ دیا ہو تو مضائقہ نہیں۔

(۷) ساتویں یہ کہ مامور میقاتِ آمر سے حج کا احرام باندھے۔ اور آمر کے حکم کی مخالفت نہ کرے، پس اگر آمر نے حج کو کہا تھا اور مامور نے تمتع کردیا تو ضمان دے گا اور حج مامور کا ہوگا نہ کہ آمر کا۔ علیٰ ہذا جو افراد کی جگہ قران کردیا تو مخالف ہو گیا اور روپیہ واپس دے گا۔ ہاں اگر آمر نے اجازت دیدی ہو کہ قِران کر دینا تو درست ہے، مگر دمِ قِران اپنے مال سے دیگا، آمر کے مال سے درست نہیں۔ اور تمتع کرنا کسی حال میں درست نہیں اگرچہ آمر نے اذن دیا ہو، کیونکہ یہ حج میقاتِ آمر سے نہ ہوگا، لیکن اگر تمتع اذنِ آمر سے کیا ہے تو ضمان نہیں آتا گو آمر کا حج ادا بھی نہیں ہوتا۔ پس ان شرائطِ مذکورہ کی رعایت کے بعد اگر مامور نے حج آمر کی طرف سے کیا، اگر تمام کردیا تو بہتر اور اگر حج فاسد کردیا تو بھی مامور ہی کی طرف سے ہوگا۔

آمر کا حج ادا نہیں ہوا۔ بہتر یہ ہے کہ مامور وطنِ آمر میں جہاں سے گیا تھا لوٹ کر آئے، اگر مکہ میں رہ گیا تو بھی کچھ حرج نہیں کہ حج ادا کر چکا مگر لوٹ آنا افضل ہے کہ نائب کی ادا، مثل ادائِ آمر کے ہو جائے۔ اور اگر کسی نے کسی کو حج کرنے کا امر کیا اس نے دوسرے تیسرے سال ادا کیا اس سال ادا نہ کیا تو کچھ حرج نہیں، حج آمر کا ہی ہوگا اور حج کرانے میں اجرت کے ساتھ حج نہ کرائے۔ اور امر کے وقت ایسے الفاظ سے امر نہ کرے جس سے عقد اجارہ سمجھا جائے۔ اگر اجرت پر حج کرایا جائیگا تو حج آمر کا ہی ادا ہوگا اور اجرت واپس کرنی ہوگی اور اتنا روپیہ دلایا جائیگا جتنا کہ حج ادا کرنے میں خرچ ہوا ہے۔

(مسئلہ) جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو، اگر وہ دوسرے شخص کی طرف سے حج کردے تو حج آمر کا ادا ہو جاتا ہے مگر مکروہ ہے۔ اگر عورت مرد کیطرف سے حج کرے یہ بھی جائز ہے مگر مرد سے کرائیں تو اولیٰ ہے۔ افضل یہ ہے کہ مامور مسائل سے واقف ہو، کیونکہ عوام ناواقف ادائِ حج میں اکثر نقصان کرتے ہیں۔ مامور کا نفقہ جو ضروری ہے، یہ ہے:۔ روٹی، گوشت سالن، گھی، چراغ کا تیل، احرام کے کپڑے، پینے کا پانی، لباس، سفر کے کپڑے، دھونے کا مصالحہ یا مزدوری۔ اور ضروریاتِ راہ مثلاً مشک ظروف اور حجام وغیرہ کا خرچ، مکان کا کرایہ، اور حفاظت کا کرایہ اور جس جس شے کی حاجت ہوتی ہے حسب عزت اور لیاقتِ مامور ہوگا۔ اس میں زیادتی نہ کرے۔ اور کمی بھی نہیں چاہیئے مگر صدقہ اور ضیافت آمر

کے مال سے نہ کرے اور قرض بھی نہ دے ۔ اور وضو اور غسلِ جنابت اور دوا
مالِ آمر سے نہ لے، بلکہ اپنے پاس سے لے ۔ ہاں اگر آمر نے اجازت دیدی ہو
تو یہ سب درست ہیں اس واسطے چاہیئے کہ آمر سے ہر طرح کی اجازت
لے لے ۔ اگر بعد حج کے وہاں رہنے کا عزم ہو گیا تو اب نفقہ مامور کا مالِ
آمر سے منقطع ہو گیا ۔ پھر اگر وطن لوٹ آنے کا قصد ہو گیا تو اب اپنے ہی
پاس سے خرچ کرے، آمر کے مال سے خرچ کرنا درست نہ ہوگا ۔ ایسے ہی
اگر مکہ مکرمہ میں ذی الحجہ سے پہلے پہنچ گیا تو نفقہ اپنے پاس سے خرچ کرے ۔
پھر جب ذی الحجہ شروع ہو جائے مالِ آمر سے خرچ کرنے لگے ۔ پھر حج کے
بعد جب وطنِ آمر میں لوٹ آئے یا مکہ میں قیام کرے تو جو نقد و جنس مالِ
آمر سے باقی رہے، وہ سب آمر کے حوالہ کردے ۔ اگر آمر خود تبرع کر کے
دیدے تو لینا درست ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

حجِ بدل والوں کے لئے ایک ضروری تنبیہ

اگر آمر نے وصیت کی ہے کہ میری
طرف سے حج بدل کرو تو مامور کو چاہیئے کہ وہ آخری جہاز سے آئے اور
آمر کے میقات سے حج افراد کا احرام باندھ کر حج کرے اور پھر مدینہ منورہ
آئے اور اگر آمر نے وصیت نہیں کی، بلکہ اس کے عزیز اپنی طرف سے
تبرعاً حج کرا رہے ہیں، تب بھی مامور کو پہلے مکہ مکرمہ جانا چاہیئے، لیکن
اس صورت میں اگر متبرع کہہ دے کہ پہلے مدینہ منورہ جاؤ، تو پھر ایسا
کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر پھر مامور کو چاہیئے کہ احرام کے بغیر سیدھا

مدینہ منورہ آئے، مکہ مکرمہ نہ جائے۔ اگر وہ آمر مدینہ منورہ کا خرچ بھی دے تو لے لے کوئی حرج نہیں

دربار ختم الرسل علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام کی حاضری

واضح رہے کہ روضۂ مطہرہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنا افضلِ مستحبات سے ہے بلکہ بعض نے قریب قریب واجب لکھا ہے۔ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ــــ (۱) جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی ــــ (۲) فرمایا کہ جو میری زیارت کو آئے اور مقصود میری ہی زیارت ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ میں قیامت میں اس کا شفیع ہوں ــــ (۳) فرمایا اگر کوئی میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جس نے میری حیات میں میری زیارت کی، پس جس شخص پر حج فرض ہو اول اس کو حج کر لینا بہتر ہے ورنہ اختیار ہے چاہے پہلے حج کرے یا پہلے مدینہ منورہ آجائے۔ غرض جب مدینہ منورہ کا عزم ہو تو بہتر یہ ہے کہ قبرِ مطہر کی زیارت کی نیت کر کے جائے تاکہ اس حدیث کا مصداق ہو کہ جو کوئی محض میری زیارت کو آئے اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔ اور جب مدینہ منورہ کو چلے تو راستہ میں کثرت سے درود شریف پڑھتا رہے۔ پھر جب وہاں کے درخت نظر پڑیں تو اور زیادہ کثرت کرے، جب وہاں کی عمارت نظر پڑے تو درود شریف پڑھ کر کہے [1] اَللّٰھُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِیِّكَ فَاجْعَلْهُ وِقَایَةً لِّیْ مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ

[1] الٰہی! یہ تیرے رسول کا حرم ہے، اسے میرے لئے آگ اور عذاب اور برے حساب سے نجات کا ذریعہ بنا دے۔

الحِسَابِ - اور مستحب ہے کہ غسل کرے یا وضو اور پاک صاف کپڑے، اور اچھا لباس پہنے، اگر نئے کپڑے ہوں تو بہتر ہے اور خوشبو لگائے اور پہلے سے پیادہ ہولے، خشوع وخضوع اور تواضع جس قدر ہو سکے فروگزاشت نہ کرے۔ اور عظمتِ مکان کا خیال کئے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا چلے۔

جب مدینہ منورہ میں داخل ہو تو یہ کہے:۔

رَبِّ[1] اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَآءَكَ وَاَھْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَاخَیْرَ مَسْئُوْلٍ - اور ادب اور حضورِ قلب کے ساتھ دعا اور درود شریف بہت پڑھے کہ اس جگہ جا بجا مواقع قدم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ "مجھکو حیا آتی ہے کہ سواری کے گھوڑوں سے اس زمین کو پامال کروں جس میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے پھرے ہوں"

---

[1] الٰہی! مجھے خیر کے ساتھ داخل کر اور خیر کے ساتھ باہر نکال۔ اور مجھے اپنے پاس سے طاقت عطا فرما، الٰہی! مجھ پر رحمت کے دروازے کھول دے، مجھے اپنے رسولؐ کی زیارت سے مشرف فرما۔ رحم فرما، مغفرت فرما، اے بہترین قبول کرنے والے۔

مسجدِ نبویؐ میں داخلہ

جب مسجدِ نبویؐ میں داخل ہو تو اول داہنا پاؤں داخل کرے اور دخولِ مسجد کی دُعا اور درود شریف پڑھے۔ اور بابِ جبرئیل سے داخل ہونا بہتر ہے۔ پھر روضۂ مبارک میں (کہ مابین قبر شریف اور منبر کی زمین کا نام ہے اور یہ قطعہ جنت کا ہے) تحیۃ المسجد پڑھے، اس طرح کہ منبر داہنے مونڈھے کی سیدھ پر رہے اور وہ ستون کہ جس کے نیچے صندوق ہے سامنے رہے کہ یہی حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ اور بعد تحیۃ المسجد کے سجدہ کرے کہ حق تعالیٰ نے یہ نعمت اس کو عطا کی۔ اور جو چاہے دعا کرے۔ پھر روضہ کے پاس حاضر ہو، اور سرہانے کی دیوار کے کونے میں جو ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو۔ اور پشت قبلہ کی طرف کرے اور کچھ بائیں طرف کو مائل ہو تاکہ چہرہ شریف کے خوب مقابل ہو جائے اور باادب تمام خشوع کے ساتھ کھڑا ہو۔ اور زیادہ قریب نہ ہو۔ اور دیوار کو ہاتھ نہ لگائے کہ یہ ادب اور ہیبت کا مقام ہے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرۂ مبارک کئے ہوئے اور لیٹے ہوئے تصور کرے اور کہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ

مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے دعا کرے اور شفاعت چاہے۔ کہے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ وَاَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِکَ وَسُنَّتِکَ۔ اور ان الفاظ میں جس قدر چاہے زیادہ کرے مگر ادب اور عجز کے کلمات ہوں، لیکن سلف یہاں جہاں تک اختصار ممکن ہو، مستحسن رکھتے ہیں۔ اور بہت پکار کر نہ بولے بلکہ آہستہ خضوع اور ادب سے عرض کرے۔ اور جس کسی کا سلام کہنا ہو، عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یَسْتَشْفِعُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ پر سلام

پھر بقدر ایک ہاتھ کے ہٹ کر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَثَانِیَہٗ فِی الْغَارِ رَفِیْقَہٗ فِی الْاَسْفَارِ اَمِیْنَہٗ عَلَی الْاَسْرَارِ اَبَا بَکْرِنِ الصِّدِّیْقَ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا۔

حضرت عمر فاروق رضؓ پر سلام

پھر بقدر ایک ہاتھ کے اور ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِیْ

اَعَزَّ اللّٰہُ بِہٖ الْاِسْلَامَ اِمَامُ الْمُسْلِمِیْنَ مَرْضِیًّا حَیًّا وَّ مَیِّتًا جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا - اور یہاں بھی الفاظ کی کمی زیادتی میں اختیار ہے اور جس نے کہدیا ہو اس کا سلام پہنچا دے پھر ذرا آگے بڑھ کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفِیْقَیْہِ وَوَزِیْرَیْہِ جَزَاکُمَا اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاکُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَشْفَعَ لَنَا وَیَدْعُوَ الَنَا رَبَّنَا اَنْ یُّحْیِیَنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَسُنَّتِہٖ وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ پھر آگے بڑھ کر چہرہ شریف کے مقابل کھڑا ہو کر جو کچھ ہو سکے دُعا کرے، خصوصًا اپنے اور والدین اور عام مسلمانوں کے واسطے دُعا کرے - پھر وہاں سے نکل کر ستون اسطوانہ ابولبابہ کے پاس آکر دو رکعت پڑھ کر دعا کرے - پھر روضہ میں آکر نفلیں پڑھے - اگر وقت مکروہ ہو تو اذکار و استغفار و دعا کرتا رہے - جب تک ہو سکے - پھر منبر کے پاس رُمانۂ منبر پر ہاتھ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دستِ مبارک رکھتے تھے - پھر اسطوانہ حنانہ کے پاس آئے اور سب جگہ درود شریف اور دُعا سے غافل نہ رہے - جس قدر اس میں کثرت ہو سکے بہتر ہے - اور جب تک مدینہ منورہ میں رہے تلاوت اور ذکر کرتا رہے اور صلوٰۃ اور سلام خوب کرتا رہے - اور راتوں میں بہت جاگے - اور وقت ضائع نہ کرے اور حتی الوسع نماز مسجدِ نبوی

میں پڑھے۔ اور زیارتِ قبرِ مبارک کے بعد ہر روز یا جمعہ کو زیارتِ مزاراتِ بقیع کی بھی ضرور کرے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت عباسؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت ابراہیمؓ اور ازواجِ مطہرات وہیں آرام فرما ہیں - شہداءِ اُحد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بھی زیارت کرے۔ اور مسجد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جاکر نماز پڑھے۔ اور ہفتہ کے روز مسجدِ قبا میں جاکر نماز پڑھ کر دُعا کرے۔ اور جب رخصت ہو تو دو رکعت مسجدِ نبوی میں پڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس حاضر ہو۔ اور جس طرح مذکور ہو چکا سلام پڑھے اور پھر رخصت ہو کر آئے۔

اسلامی معاشرت کے احکام

اسلام دینِ فطرت اور زندگی کا مکمل دستور ہے۔

اس میں عباداتِ الٰہی کے طور وطریق کے علاوہ انسانی تعلقات کے ہر شعبہ کے لئے مکمل ہدایات موجود ہیں۔

اس لئے اب آپ کے سامنے معاشرت اور حقوق العباد سے متعلق اسلامی احکام اختصار کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔

اسلامی اخلاق و معاشرت پر اصولی آیتِ پاک

اسلامی معاشرت اور رہن سہن کو جن اعلیٰ اخلاقی اصولوں پر قائم کرنا چاہتا ہے، اُنھیں حسب ذیل آیت میں جمع کر دیا گیا ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ

ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ج یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝

اس آیتِ پاک میں بڑی جامعیت کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا حکم دیا گیا ہے۔

عدل کے معنی برابری اور انصاف کے ہیں، اس میں سیاسی انصاف، معاشی انصاف، گھر والوں کے ساتھ انصاف، رعایا کے ساتھ انصاف، سب صورتیں شامل ہیں۔

احسان کے معنی نیکی کرنا اور اچھائی و بھلائی کے ساتھ پیش آنا ہے۔ یہ انصاف سے بلند چیز ہے، کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا، فضل وکرم کے ساتھ پیش آنا احسان کہلاتا ہے۔

پھر خاص طور پر رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنا علیحدہ کر کے بیان کیا گیا ہے۔

فحشا، منکر اور بغی کے تینوں الفاظ میں گناہ اور معصیت کی تمام صورتیں داخل ہیں۔

بچّے کی پیدائش

جب کسی مسلمان کے ہاں بچہ پیدا ہو، تو اس کے نہلانے دُھلانے کے بعد داہنے کان میں

ا‎ے بے شک خدا تعالیٰ تمھیں عدل، احسان، قرابت داروں پر انفاق کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی، بُرائی اور بدکاری سے روکتا ہے، وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اذان، بائیں میں اقامت کہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان واقامت فرمائی۔ اگر گھر کا کوئی بزرگ کہے تو زیادہ بہتر ہے۔ بچّہ کے کان میں سب سے پہلے جو آواز جائے وہ خدا کا نام ہو۔

علماء نے اذان واقامت کے علاوہ ذیل کی دُعا پڑھنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیْطَانِ[1]

عقیقہ عقیقہ کرنا سنّت ہے۔ اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کا دستور تھا۔ اس وقت جانور کا خون بچّہ کے سر سے لگایا جاتا تھا۔ اسلام چونکہ اس قسم کی خرابیوں کو دور کرنے آیا ہے، اس لئے حضور پاکؐ نے جاہلیت کی بُری رسموں کو ہٹا کر جو عمدہ باتیں تھیں اُن کو باقی رکھا۔ گھر کے بزرگ کو چاہیئے کہ وہ اذان وغیرہ دے کر شہد یا کھجور، چھوارہ چبا کر بچہ کے تالو میں لگادے۔ پیدا ہونے کے بعد سے ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہیئے۔ اگر کسی وجہ سے ساتویں دن نہ ہوسکے تو چودھویں یا اکیسویں[۲۱] دن کرے۔ لڑکے کی طرف سے دو[۲] بکرے، یا دو[۲] مینڈھے، دُنبے۔ لڑکی کی جانب سے ایک۔ جانور قربانی

---

[1] خداوندا! اس بچہ اور اس کی ذریت کو شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

کی طرح صحیح و تندرست اور فربہ ہونا چاہیئے ۔ سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقہ میں دو مینڈھے قربان کیئے ۔ حضور سیدہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ بچوں کا سر منڈا کر بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کر دیں، عقیقہ کا جانور باپ خود ذبح کرے، اگر کوئی غیر بھی کر دے تو جائز ہے ۔

عقیقہ کا گوشت ایک تہائی خیرات کر دے باقی دو تہائی کچا تقسیم کر دے یا پکا کر احباب و اعزہ کو کھلائے ۔ ماں، باپ، دادا دادی، نانا، نانی یہ لوگ جو گوشت نہیں کھاتے ہیں اس کی غرض فقط اس قدر ہے کہ اپنے بچہ کی جان کا فدیہ و صدقہ تھا ۔ خود اپنے صدقہ میں سے بلا ضرورت کیوں کھائیں لیکن شرعاً ممانعت نہیں ہے ۔

ساتویں دن نام رکھنا بھی سنت ہے ۔ حضور پاکؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کے ناموں پر نام رکھنا چاہیئے، گھاسی، بدھو، نتھو، خیرو، للّو، کلّو وغیرہ جیسے مکروہ ناموں سے احتراز کرنا چاہیئے ۔ قبیح اور خراب ناموں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تبدیل فرما دیا کرتے تھے ۔ نام کی تاثیر نام والے کے اندر ہوتی ہے ۔ عجب نہیں کہ برے اسماء کا اثر بچہ کی عادات و اطوار پر پڑے ۔ بچوں کے نام پورے لینے چاہئیں بگاڑ کر نہ لینے چاہئیں ۔

حدیث شریف

(۱) حسن سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے رہن رہتا ہے

ساتویں دن اُس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اُس کا نام رکھا
جائے اور سر مُونڈا جائے۔ (ترمذی)

(۲) حضرت سلمان بن عامر الضبی روایت کرتے ہیں کہ میں نے
حضرتؐ سے سُنا آپؐ نے فرمایا لڑکے کی ولادت کے ساتھ عقیقہ ہے
اُس کی طرف سے خون بہاؤ اور بالوں وغیرہ کی گندگی دور کرو (بخاری)
گندگی دُور کرنے کا حکم اسی مصلحت سے فرمایا کہ بطنِ مادر میں
بچہ جن آلائشوں کے ساتھ تھا اُسی کو لے کر باہر آتا ہے جب تک صاف
نہ کیا جائے گا، گندگی رہے گی۔ اسی لئے غسل و ختنہ وغیرہ کا حکم دیا گیا۔

ختنہ

ختنہ بھی شعارِ اسلامی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ چھوٹی عمر میں ختنہ
کیا جائے۔ فقہاء نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ ختنہ نہ کرائیں
اُن سے بادشاہِ اسلام مقاتلہ کرے۔ اس کے لئے کسی خاص وقت کا تعین
تو نہیں ہے، البتہ اگر ابتداء کر دیا گیا تو بہت سی تکلیفوں سے بچہ
محفوظ رہتا ہے۔

تربیتِ اطفال

بچوں کی اچھی تربیت ماں باپ کا اہم فریضہ ہے۔
بچوں کے دل پر ماں باپ ابتداء سے جو نقش
قائم کریں گے وہ دیرپا ہوگا، اگر اُن کے دل میں والدین نے نیک باتیں
ڈالدیں تو سعادتِ دینی و دنیوی ان کو حاصل ہوگی اور اگر غفلت سے
اولاد بگڑ گئی۔ بدوں کی صحبت میں پڑی رہی تو ضرور خدا کی نافرمانیاں کریگی۔
بچہ جب زبان کھولے تو سب سے پہلے اللہ کہلوائیں اور آہستہ

آہستہ اُس کو نیک و بد سے واقف کریں۔ بات بات پر بچوں کو مارنا
غلط ہے۔ بجائے مہمل اور بے اصل طوطا مینا کی کہانیاں سُنانے کے
مذہبی، اخلاقی و اصلاحی، تاریخی قصے سُنائے جائیں۔ تاکہ اُس کے قلب
میں ابتدا ہی سے جوشِ مذہب، پاسِ غیرت، عزم و استقلال، شجاعت
و بہادری، اطاعتِ الٰہیہ، محبتِ نبویہ کے جذبات پیدا ہوں، اگر
اس رنگ پر بچّوں کی تربیت کی جائے تو پھر یہ بچّے آگے چل کر قوم
کے بہترین فرزند کہلائے جا سکتے ہیں۔

کوئی اسکول یا مدرسہ بچّوں کی زندگی کی اصلاح اُس وقت
تک نہیں کر سکتا جب تک والدین اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کریں۔

رضاعت، آیات

(۱) جو شخص اپنی اولاد کو پوری مدت تک دودھ
پلوانا چاہے تو اُس کی خاطر مائیں اپنی اولاد کو پورے
دو برس دودھ پلائیں جس کا وہ بچہ ہے اُس پر
دستور کے مطابق ماؤں کا کھانا کپڑا دینا لازم ہے کسی کو تکلیف نہ
دی جائے مگر وہیں تک کہ اُس کی گنجائش ہو ماں کو بچہ کی وجہ
سے نقصان نہ پہنچایا جائے (دودھ پلانے کا نان و نفقہ جیسا اصلی
باپ پر ہے) ویسا وارث پر ہے۔ اگر وقت سے پہلے دودھ چھُڑانا
چاہیں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں اگر (دایہ کا) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر
کچھ گناہ نہیں، بشرطیکہ دستور کے مطابق دینا طے کیا تھا، اُن کے
حوالے کر دو۔ اللہ سے ڈرتے رہو، جان لو جو کچھ تم کرتے ہو، خدا

اُس کو دیکھ رہا ہے۔" (سورۃ بقرہ)

ان آیات میں رضاعت کے مسائل وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔ دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے، اس کے احکام اس آیت میں بیان کئے گئے۔ اگر ماں معذور نہ ہو تو اُس کے ذمہ دودھ پلانا واجب ہے۔ اگر طلاق کے بعد عدت گزر چکی تو بلا اُجرت دودھ پلانا واجب نہیں۔ دوسروں کی مثل اگر اُجرت مانگے تو باپ کو دینا ہوگی۔ اگر ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو اُس کو مجبور نہ کیا جائے گا، ہاں اگر پلانا چاہے تو باپ کو جائز نہیں کہ وہ دوسری عورت کا دودھ پلوائے۔ باپ کے ہوتے بچہ کا خرچ باپ کے ذمہ ہے۔ اُس کے بعد اگر بچہ کا مال ہو تو اُس سے ورنہ اُس کے اعزہ وغیرہ کے ذمہ۔ مشرکہ و نصرانیہ عورت کا دودھ ہرگز نہ پلائیں۔

احادیث شریفہ

(۱) حضرت انسؓ راوی ہیں، حضورؐ نے فرمایا جو شخص دو لڑکیوں کا اُن کے بالغ ہونے تک کفیل رہا، قیامت کے روز میں اور وہ شخص اس طرح آئیں گے جیسے میری اُنگلیاں (یعنی میں اور وہ بے حد قریب ہوں گے۔ (مسلم)

(۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، حضورؐ نے ارشاد کیا جس کے ہاں بیٹی ہو، اُس نے نہ تو اُس کو زندہ درگور کیا، نہ ذلت کی حالت میں رکھا، نہ اولادِ ذکور کو اس پر ترجیح دی، تو خدا تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کریگا۔ (ابوداؤد)

تعلیم وادب

(۳) حضرت جابر بن سمرہؓ راوی ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع خیرات سے بہتر ہے (ترمذی)

یعنی چھوٹی چھوٹی تادیبی باتوں پر بھی ثواب ملے گا۔

(۴) حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے راوی ہیں اور وہ اپنے جد سے حضورؐ نے فرمایا کسی والد نے اپنی اولاد کو نیک ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔ (ترمذی)

اولاد کے ساتھ محبت وشفقت

صحیحین میں حضرت انسؓ کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضور انورؐ حضرت ابراہیم صاحبزادہؓ کی مزاج پرسی کو ابو یوسف لوہار کے گھر (جن کی بیوی صاحبزادہ کو دودھ پلاتی تھیں) تشریف لے گئے، آپؐ نے گود میں لے کر

(۵) چوما اور اُن کے چہرہ پر اپنا چہرہ اور ناک اس طرح رکھی کہ گویا کوئی شخص کسی چیز کو سونگھ رہا ہے۔ اُس کے بعد جو پھر ہمارا جانا ہوا تو ابراہیم حالتِ نزع میں تھے، اور حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ پوچھا گیا کہ آپؐ رو رہے ہیں؟ فرمایا اے ابن عوف! یہ رحمت کا اثر ہے اور فرمانے لگے آنکھ آنسو بہاتی اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی کرتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے۔ اور ہم اے ابراہیم! تیرے فراق میں مغموم ہیں۔

بخاری میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ مروی ہے ایک بار حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جناب امام حسنؓ کو پیار فرما رہے تھے۔ حابس کے فرزند اقرع تمیمی نے کہا میرے تو دسؔ فرزند ہیں، مگر میں نے اُن میں سے ایک کو بھی کبھی نہیں چُوما۔ یہ سُن کر آپؐ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا:-

(۶) مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ[1] (رواہ البخاری)

سرکارؐ حضرات حسنین علیہما السلام کو گود میں لے کر فرماتے:-

(۷) اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا[2] (بخاری شریف)

ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک

جس طرح ماں باپ پر اولاد کی تربیت و پرورش کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے، اسی طرح اولاد پر ماں باپ کی عزت، ادب اور خدمت کو فرض قرار دیا گیا ہے، اس کے متعلق چند آیات و احادیث پیش کی جاتی ہیں:-

آیات و احادیث

(۱) یاد کرو اُس وقت کو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتامیٰ و مساکین کے ساتھ سلوک کرنا۔ (بقرہ ۵)

---

[1] جو کسی پر مہربانی نہیں کرتا، اُس پر خدا بھی مہربانی نہیں فرماتا۔

[2] خداوندا! ان دونوں پر نظرِ کرم فرمانا کیونکہ میں انکے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوں

(۷) اگر والدین میں سے ایک بھی بڑھاپے کو پہنچ جائے تو اُن کے سامنے "ہُوں" بھی نہ کرنا اور نہ جھگڑنا اور ادب کے ساتھ ان سے بات کرو، اور جھکائے رہو محبت و عاجزی سے پہلو۔ اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو "اے میرے پروردگار جس طرح مجھے انھوں نے بچپن سے پالا اور میرے حال پر رحم کرتے رہے، اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔ (بنی اسرائیل)

اگر ماں باپ خلافِ خدا اور رسول حکم کریں تو اُن سے اعراض کیا جائے

(۱) ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ اگر درپے ہوں کہ تو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس دلیل نہیں تو اُن کا کہنا نہ مان۔ (عنکبوت)

احادیث

(۱) حضرت بن عباسؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا فرزند ماں باپ کو جب محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اُس کے لئے ہر نظر کے بدلے میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ ہر دن میں سو بار دیکھے۔؟ فرمایا، ہاں، خدا بزرگ تر اور زیادہ پاک ہے۔ (مسلم)

دایہ کی عظمت

(۵) ابی طفیلؓ راوی ہیں، میں نے حضورؐ کو موضع جعرانہ میں گوشت تقسیم فرماتے

ہوئے دیکھا، اسی اثناء میں ایک عورت حضورؐ کے قریب آئی، تو آپؐ نے اُس کے لئے چادر مبارک بچھادی جس پر وہ بیٹھ گئی۔ میں نے عرض کیا، کون ہے۔؟ تو لوگوں نے بتایا، حضورؐ کی دایہ حلیمہؓ صاحبہ ہیں، جنھوں نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا (ابو داؤد)

والدین کے مرنے کے بعد اُن کی خدمت کا طریقہ

(۶) حضرت ابو اسید کہتے ہیں ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص آیا اُس نے عرض کیا، والدین کے ساتھ زندگی بھر جو نیکی کر سکتا تھا کر چکا، کیا اُن کے مرنے کے بعد بھی کوئی اور نیکی باقی ہے جو اُن کے ساتھ کروں۔؟ فرمایا، ہاں، اُن کے حق میں دُعا کرنا، بخشش مانگنا، اُن کے عہد و پیماں کو پورا کرنا، اُن کی محبت و خوشنودی کے لئے صلہ رحمی کرنا، اور اُن کے دوستوں کی تعظیم و توقیر کرنا۔ (ابو داؤد)

عورت اور اسلام

اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت ایک جانور سے زیادہ نہ تھی، مذہبی حلقے ہوں یا اخلاقی معلّم، سب کے ہاں عورت ایک لعنت تھی۔

اسلام نے آکر عورت کو انسانی حقوق عطا کئے۔ اور اسے مرد کے برابر درجہ عطا فرمایا۔

معاشرتِ انسانی میں مرد و عورت کے تعلق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اسلام نے اس کے لئے مکمل قانون بنائے، ذیل

میں اختصار کے ساتھ درج کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیے :۔

نکاح

نکاح جماعتی افراد کے سامنے ایک ایسے معاہدہ کا نام ہے، جس کے بعد مرد و عورت پر اسلامی قانون کے ماتحت جائز حقوق قائم ہو جاتے ہیں، اسلام کے اس مبارک طریقہ کے بعد وہ تمام خرابیاں جو اسلام سے قبل جاری تھیں بند ہو جاتی ہیں۔ حرامکاری کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی، ایجاب وقبول کے ساتھ ہی مرد پر عورت کی خدمت، عورت پر مرد کی اطاعت لازم ہو جاتی ہے۔ اب ہم ذیل میں عنوان سے متعلق ضروری احادیث شریفہ درج کرتے ہیں :۔

چند احادیث

حضرت انسؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا، جس عورت نے پنجوقتہ نماز پڑھی اور مہینہ بھر کے روزے رکھے اور پاک دامن رہی اور شوہر کی اطاعت کی تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔ (متفق علیہ)

حضرت ابی ہریرہ رضؓ راوی ہیں، حضورؐ سے پوچھا گیا عورتوں میں سب سے بہتر کون عورت ہے۔؟ فرمایا، وہ جسے مرد دیکھ کر خوش اور شادماں ہو، شوہر کے حکم کو بجا لائے۔ اور اپنی جان و مال میں اُس کی مخالفت نہ کرے، جو اُسے ناگوار ہو۔ (نسائی)

مردوں پر عورتوں کے حقوق آیات و احادیث

عورتوں کا بھی مردوں پر اُسی طرح حق ہے جیسا کہ

مردوں کا عورتوں پر دستور کے مطابق۔ (بقرہ)

"اُن کے ساتھ سلوک کرو مقدور والے پر اُس کے مطابق اور بے مقدور پر اُس کے مطابق سلوک کرنا دستور کے مطابق۔ یہ لازم ہے نیک لوگوں پر۔ (بقرہ)

مردوں کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی ہدایات

حضرت عمرو بن احوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضور نے فرمایا:۔

"عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو، میں اُن کے متعلق تم کو وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ تمھارے ہاتھوں میں قیدی کی طرح ہیں۔ تم بجز اس کے کہ خدا نے تمھارے لیے اُن سے متمتع ہونا حلال کیا ہے اور کچھ اختیار نہیں رکھتے، مگر ہاں جب کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوں، اگر وہ ایسا کر گزریں تو ان کے ساتھ ہمبستری موقوف کردو، ناگوار اور نشان ڈالنے والی ضرب نہ مارو، بلکہ آہستہ سے مارو، اگر وہ تمھارا کہا مانیں تو تم پہلو نہ ڈھونڈتے پھرو، بیشک تمھارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ ان لوگوں کے گھروں میں آنے اور تمھارے فرش پر دوسروں کو بیٹھنے کی اجازت نہ دیں جن کا آکر تمھاری عورتوں سے باتیں کرنا تمھیں ناپسند ہو۔ اور عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ اُنھیں اچھا کھلاؤ اچھا پہناؤ۔ (ابن ماجہ)

مہر

اسلام نے مرد کے ذمہ عورت کے حقوق کی ادائیگی

کے ساتھ ایک اور رقم بھی مقرر فرمادی جسے مہر کہتے ہیں اس کا ادا کرنا مرد پر لازم ہے ۔ عورت نکاح ہوتے ہی اپنے مال کی مالک ہوجاتی ہے ۔ اقل درجہ مہر دس درہم شرعی یعنی ۲/۸ ہوتا ہے ۔ اس چیز کو مرد کی حالت پر رکھا گیا ہے ۔ ہمارے یہاں اکثر و بیشتر خاندانوں میں ہزار ہا کا مہر مقرر کراتے ہیں اور بسا اوقات مجلس نکاح میں زیادتی مہر پر اختلافات ہوجاتے ہیں، لڑکی والے اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں، حالانکہ یہ نہیں سوچتے کہ مرد کے ذمہ ایجاب و قبول کے بعد اس رقم کا ادا کرنا ضروری ہوجاتا ہے ۔ جو شخص ایجاب و قبول کے وقت یہ خیال کرے کہ مجھے ادا کرنا نہیں، صرف رسماً اقرار کر رہا ہوں، وہ مجرم ہے ۔

اسلام میں عورت کی عزّت و عفّت کا سامان

گزشتہ اوراق میں عورتوں کے اسلامی حقوق کا بیان کیا جاچکا ہے ۔ عورت بحیثیت ماں کے بھی خاص عزّت رکھتی ہے ۔ حضورؐ نے ماں کی عزّت و سلوک کو باپ سے مقدم رکھا ہے ۔ لڑکیوں کی تربیت، بہنوں کی کفالت پر زور دیا ۔ ہر عورت کی عفّت کے لئے ایک سرپرست کو ضروری قرار دیا، حتیٰ کہ جس عورت کا کوئی رشتہ دار نہ ہو، اُس کی سرپرستی مسلمان حاکم کے ذمہ کردی گئی ۔ عورت کی عزّت کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد ہے "عورت کی عزّت وہی کرتا ہے جو شریف النفس ہے ۔ اور اُس کی توہین وہی کرتا ہے جو بدنفس ہے"۔ ان احکام

کے ساتھ کیونکر ممکن تھا کہ اسلام عورت کی عزت کے بقاء و تحفظ کے لئے دوسرے اہم قوانین نہ بناتا۔ چونکہ عورت میں فطرتاً دلفریبی و دلکشی کے سب انداز پائے جاتے ہیں، حتیٰ کہ اس کی آواز جاذبیت رکھتی ہے جو بغیر دیکھے قلب و دماغ پر خاص اثرات پیدا کر دیتی ہے۔ ادھر مرد اپنے اندر جذبات کی دنیا پوشیدہ رکھتا ہے۔ جب دونوں قوتیں بغیر کسی قانونی حد کے آزاد و بے حجاب ہوں گی اور خواہشاتِ نفسانی اپنا کام کریں گی، یہی وہ چیز تھی جسے اسلام مٹانا چاہتا تھا، لہٰذا اُس نے پردہ کا حکم دیا۔

حضرت حق کا ارشاد ہے:۔

"اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہدو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لئے بہت پاکیزگی وصفائی کا سبب ہے جو وہ کرتے ہیں۔ خدا تمام باتوں سے خبردار ہے۔ اور مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ بھی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زیب و زینت کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر اُن میں سے جو اعضاء ضرورتاً ظاہر رہتے ہیں، اُن کے کھلے رہنے میں کچھ حرج نہیں اور اپنے گریبان و سینہ پر دوپٹے ڈالے رہیں۔ اور اپنے بناؤ سنگار کے مواقع سر، سینہ اور پنڈلی وغیرہ کو کشادہ نہ کریں، مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپوں پر یا شوہروں کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے

بھتیجوں یا بھانجوں پر، یا اپنے میل ملاپ کی عورتوں پر، یا اپنی مملوکہ لونڈیوں پر، یا گھر کے ایسے خدمت گاروں پر جن کو عورتوں سے کوئی حاجت نہیں (یعنی خواجہ سرا یا بوڑھے) یا اُن لڑکوں پر جو عورتوں کی مخفی باتوں سے آگاہ نہیں۔ اور اپنے پاؤں اس زور سے نہ رکھیں جس سے اُن کا مخفی زیور اور زینت معلوم ہو جائے۔" (سورہ نور)

"اے نبیؐ! اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدو کہ اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کریں، اس لئے کہ الگ پہچان لی جائیں گی اور کوئی چھیڑے گا نہیں۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (سورہ احزاب)

"اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو، زمانۂ جاہلیت کی طرح سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔" (سورہ احزاب)

حضرت سیدہ عائشہؓ عنہا کا اہم ارشاد

عمرہ رضی حضرت عائشہ رضی صدیقہؓ سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا جو باتیں اب عورتوں نے ایجاد کی ہیں، اگر رسولِ پاک اُسے دیکھتے تو اُنھیں مسجدوں سے منع کر دیتے (یعنی نمازِ جماعت کے لیۓ حاضر ہونے سے) جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا۔" (بخاری)

حضرت سیدہ عائشہ رضی عنہا اُس وقت کی حالت کے مطابق فرماتی ہیں جو سرکار کے عہد سے قریب تھا۔ مسلمانوں کی عورتیں

کا اب جو حال ہے اُس کے مطابق غور کرو کہ ان الفاظ کی روشنی میں کیا حکم ہونا چاہیئے۔

ضروری خطبات

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

وَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ؕ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○ قَالَ النَّبِیُّ صلعم اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ اِلَیَّ

مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَآءُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔

مطلب :۔ "نکاح" اجنبی مرد و عورت کو یگانگت اور محبت کے رشتہ میں باندھنے کا ایک مقدس معاہدہ ہے جو کائنات کے مالک اور حقیقی بادشاہ کی ہدایت کے مطابق سوسائٹی کے روبرو طے پاتا ہے۔

اس معاہدہ کو طے کرانے والا قاضی اور خطیب جو تقریر کرتا ہے اس کا نام خطبۂ نکاح ہے، جس کا مطلب حسب ذیل ہے:۔

تمام تعریفیں خدائے برتر کے لئے ہیں، ہم سب اسی کی تعریف کرتے ہیں، اور اُسی سے مدد مانگتے ہیں اور اُسی سے اپنی خطاؤں کی مغفرت چاہتے ہیں اور اسی پر ایمان و یقین رکھتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفس کی برائیوں سے اسی اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، جسے وہ سیدھی راہ پر لگا دیتا ہے اسے کوئی بے راہ کرنے والا نہیں۔ اور جسے وہ راہِ حق سے محروم کر دیتا ہے اُسے کوئی سمجھ دینے والا نہیں۔ ہم گواہ ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمدؐ خدا کے سچے رسول ہیں۔ اے لوگو! خدا تعالیٰ فرماتا ہے اپنے پالنے والے خدا سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں سے مردوں اور عورتوں کو پیدا کیا۔ اے لوگو! باہمی حقوق کی جوابدہی سے ڈرو، اللہ تعالیٰ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ اے

لوگو! اللہ تعالیٰ سے پوری طرح ڈرو اور کوشش کرو کہ تمھیں اسلام پر موت آئے۔ اے لوگو! خدا کا خوف پیدا کرو اور منھ سے صحیح بات نکالو وہ تمھاری زندگی کو سنوار دے گا اور تمھاری خطاؤں سے درگزر فرمائیگا جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ رسول پاک صلعم نے حکم فرمایا ہے کہ نکاح میری سنت ہے جو شخص میری اس سنتؐ سے روگردانی کرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہوگا۔ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں، خوشبو پسند ہے اور عورت کا درجہ میری نگاہ میں بلند ہے اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اس تقریر اور خطبہ کے بعد قاضی لڑکے اور لڑکی کے ولی کے درمیان عہد و پیمان کراتا ہے۔ دو گواہ سُنتے ہیں۔ پوری سوسائٹی کے علم میں آتا ہے۔ اور دُعا پر محفل ختم ہو جاتی ہے۔

خطبۂ جمعہ حبر نبیل مولانا محمد اسمٰعیل علیہ رحمۃ اللہ الجلیل

پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلِیِّ الذَّاتِ عَظِیْمِ الصِّفَاتِ سَمِیِّ السِّمَاتِ کَبِیْرِ الشَّانِ ۝ جَلِیْلِ الْقَدْرِ رَفِیْعِ الذِّکْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِیِّ الْبُرْھَانِ ۝ فَخِیْمِ الْاِسْمِ عَزِیْزِ الْعِلْمِ وَسِیْعِ الْحِلْمِ کَثِیْرِ الْغُفْرَانِ ۝ جَمِیْلِ الثَّنَآءِ جَزِیْلِ الْعَطَآءِ مُجِیْبِ الدُّعَآءِ عَمِیْمِ الْاِحْسَانِ ۝ سَرِیْعِ الْحِسَابِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ اَلِیْمِ الْعَذَابِ عَزِیْزِ السُّلْطَانِ ۝ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا

اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِي الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ الْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَفْعِ الذِّكْرِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعُرْبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ اَمَّا بَعْدُ فَيَآ اَيُّهَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِيْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّقْوٰى مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ وَعَلَيْكُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنَّ السُّنَّةَ تَهْدِيْ اِلَى الْاِطَاعَةِ وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَاِيَّاكُمْ وَالْبِدْعَةِ فَاِنَّ الْبِدْعَةَ تَهْدِيْ اِلَى الْمَعْصِيَةِ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِيْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ وَعَلَيْكُمْ بِالْاِحْسَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ وَلَا تُحِبُّوا الدُّنْيَا فَتَكُوْنُوْا مِنَ الْخَاسِرِيْنَ اَلَا وَاِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَتَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ وَادْعُوْهُ فَاِنَّ رَبَّكُمْ مُجِيْبُ الدَّاعِيْنَ وَاسْتَغْفِرُوْهُ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَبَنِيْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ

عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ۞ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ
فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۞ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ ۞ فَاسْتَغْفِرُوْهُ اِنَّهٗ
هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۞

جامع ترمذی میں ہے کہ بمقدار تین آیت کے منبر پر چپکا بیٹھے اور دعا نہ مانگے، پھر دوسرا خطبہ پڑھے۔

دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ ۞ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِی اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ۞ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۞ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا كَثِیْرًا ۞ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَوْثَقَ الْعُرٰی كَلِمَةُ التَّقْوٰی ۞ وَخَیْرُ الْمِلَلِ مِلَّةُ اِبْرَاهِیْمَ ۞ وَخَیْرُ السُّنَنِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۞ وَاَشْرَفُ الْحَدِیْثِ ذِكْرُ اللّٰهِ ۞ وَاَحْسَنُ الْقَصَصِ هٰذَا الْقُرْاٰنُ ۞ وَخَیْرُ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُهَا وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ۞ وَاَشْرَفُ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَآءِ وَاَعْمَی الْعَمٰی الضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدٰی ۞ وَخَیْرُ الْعِلْمِ مَا نَفَعَ وَخَیْرُ الْهُدٰی مَا اتُّبِعَ ۞ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا یَاْتِی الصَّلٰوةَ اِلَّا دُبُرًا ۞ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا یَذْكُرُ اللّٰهَ اِلَّا هَجْرًا ۞ وَاَعْظَمُ الْخَطَایَا اللِّسَانُ الْكَذُوْبُ ۞ وَ

خَیْرُ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ ؕ وَخَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی ؕ وَخَیْرُ مَا وُقِرَ فِی الْقُلُوْبِ الْیَقِیْنُ ؕ وَالْاِرْتِیَابُ مِنَ الْکُفْرِ ؕ وَالنِّیَاحَۃُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِیَّۃِ ؕ وَالْغُلُوْلُ مِنْ جُثَآءِ جَھَنَّمَ ؕ وَ الْکَنْزُ کَیٌّ مِّنَ النَّارِ ؕ وَالشِّعْرُ مِنْ مَزَامِیْرِ اِبْلِیْسَ ؕ وَ الْخَمْرُ جُمَّاعُ الْاِثْمِ ؕ وَالنِّسَآءُ حِبَالَۃُ الشَّیْطَانِ ؕ وَ الشَّبَابُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ ؕ وَشَرُّ الْمَکَاسِبِ کَسْبُ الرِّبٰو وَشَرُّ الْمَاکِلِ مَالُ الْیَتِیْمِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ ؕ وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ ؕ وَ اَحْیَاھُمْ عُثْمَانُ ؕ وَ اَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ ؕ وَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ ؕ وَسَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاطِمَۃُ ؕ وَسَیِّدُ الشُّھَدَآءِ حَمْزَۃُ ؕ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ؕ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ط اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ط یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَ ادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَھَمُّ وَ اَتَمُّ وَ اَکْبَرُ ؕ

خطبہ جمعہ اردو، پہلا خطبہ

عربی خطبہ کے ساتھ اگر اردو میں اس کا مطلب بھی ساتھ ساتھ بیان کردیا جائے تو اچھا ہے ۔ صرف اردو میں خطبہ پڑھنا مناسب نہیں ۔ یہ بھی واضح رہے کہ خطبہ

ہمیشہ مختصر ہونا چاہیئے۔

پہلے خطبہ کا مطلب

تمام تعریفیں خدائے پاک کے لئے ہیں جسکی ذات برتر ہے جسکی صفتیں عظیم ہیں، جسکی شان بڑی ہے، جسکا مرتبہ بڑا ہے، جسکا ذکر بلند ہے، اُسکا حکم قابلِ اطاعت ہے، اسکی دلیل ظاہر ہے۔ اسکا نام بڑا ہے، اسکا علم مکمل ہے، اسکا تحمل عام ہے، اس کی بخشش بہت ہے، اسکی تعریف اچھی ہے، اسکی دین بھرپور ہے، دعاء کا قبول کرنے والا ہے، احسان سب پر کرتا ہے، حساب جلد لیتا ہے، انتقام میں بہت سخت ہے، اسکی سزا بہت دردناک ہے، اسکا اقتدار مستحکم ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسکے سوا کوئی قابلِ بندگی نہیں، نہ خلق میں اسکا کوئی شریک ہے، نہ امر میں اسکا کوئی شریک ہے۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور بندے ہیں جو ہر نسل کی طرف بھیجے گئے ہیں، خدا نے جنکی تعریف کی ہے کہ ہم نے انکا سینہ کھول دیا اور انکا ذکر بلند کر دیا۔ اور درود و سلام نازل ہو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے رفقاء کرام پر جو سارے عرب وعجم کے منتخب لوگ تھے اور نبیوں کے بعد تمام مخلوق میں بہتر تھے۔

اما بعد اے لوگو! خدا کو ایک مانو، خدا کو ایک ماننا تمام عبادات کی بنیاد ہے، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرنا تمام نیکیوں کی جان ہے۔ اے لوگو! سنتِ رسول صلعم پر چلو، رسولِ اکرمؐ کا طریقہ ہی تمھیں ہدایت پر چلائیگا اور جو شخص اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے، وہ ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے۔ لوگو! بدعت کے کاموں سے بچو، کیونکہ بدعت معصیت کی طرف لیجاتی ہے،

اور جو شخص اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کرتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ اور سچائی اختیار کرو، سچائی تم کو نجات دیگی۔ اور کذب اور جھوٹ تم کو ہلاک کر دے گا۔ اور لوگوں پر احسان کرو، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اللہ بہت رحم کرنیوالا ہے، لوگو! دنیا سے محبت نہ کرو، اگر ایسا کرو گے تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ خبردار انسان کو موت نہیں آتی جبتک وہ اپنا رزق پورا نہیں کر لیتا، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور روزی کی تلاش میں اچھے طریقے اختیار کرو۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ کو پکارو، وہ پکارنیوالوں کی پکار کو سنتا ہے، اس سے استغفار کرو، وہ مال اور اولاد سے تمھاری مدد کریگا اس نے ارشاد فرمایا، لوگو! مجھے پکارو میں سنوں گا، بیشک وہ لوگ جو مجھے پکارنے میں عار اور شرم محسوس کرتے ہیں، میں انھیں جہنم میں داخل کردونگا۔

چند اہم دُعائیں

قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کی چند ضروری دُعائیں نقل کی جاتی ہیں جو مستند کتابوں میں مذکور ہیں۔

تسبیحِ فاطمہ رضؓ

ایک روز حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور ارادہ کیا کہ حضرت سے اپنی چکی پیسنے کی تکلیف بیان کر کے ایک لونڈی لاؤں، کیونکہ آپؓ نے سُنا تھا کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آج لونڈی غلام آئے ہیں، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم سے ملاقات نہ ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یہ پیغام کہہ کر واپس تشریف لے آئیں۔ جب حضرت تشریف لے آئے تب حضرت عائشہؓ نے یہ پیغام پہنچایا۔ اُسی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اے فاطمہ! رات کو سوتے وقت پڑھا کرو سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس ۳۳ بار اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس ۳۳ بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس بار۔ جو شخص کسی کام میں تھک جاتا ہو، چاہیئے کہ سوتے وقت بہ ترکیب مذکورہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ مطلق تھکن باقی نہ رہے گی۔

دُعا شفائے مرض

جو شخص درد سے بیچین ہو، اُسے چاہیئے کہ اپنا ہاتھ درد کے موقعہ پر رکھکر تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے اور سات مرتبہ پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ۔ انشاء اللہ اُسی وقت شفا حاصل ہوجائے۔

دُعا وقتِ خواب

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَ اَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔ یہ دعا سوتے

ترجمہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھکو سونپی اور مُنہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالہ کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمالی۔ تیرے خوف اور تیرے شوق سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا مکان مگر تیری طرف۔ الہٰی! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تونے اُتاری تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جس کو تونے بھیجا۔

وقت ایک مرتبہ پڑھکر سوئے تاکہ دین اور دنیا میں بہبودی کا باعث ہو۔

دعا کثرتِ عیال

واسطے کشایش رزق اور دفع غم کے جو کثرتِ عیال کے سبب سے ہو بعد نماز تہجد کے اس دُعائے معظم کو ہزار مرتبہ پڑھے اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ پڑھے دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ اور درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

دعا حفاظت شرّ اعداء

واسطے حفاظت شرِ اعدا کے بعد نماز تہجد کے درود شریف اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھکر سورہ لِاِیْلٰفِ ایک سو گیارہ بار پڑھے۔

حاکم کے مہربان ہونیکی دُعا

حاکم کے مہربان ہونے کے واسطے اس عمل سے بڑھکر جو خاندان قلندریہ کا ہے کوئی عمل نہیں، نہایت مجرّب ہے۔ تین روز تک ہر روز غسل کر کے ہزار دانہ گندم دُھلے ہوئے پر ایک ایک بار پڑھ کر دم کرے یَا رَحْمٰنُ کُلِّ شَیْءٍ وَّرَحِمَہٗ یَا رَحْمٰنُ اور تصوّر اُس کی صورت کا رکھے اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھے، پھر اُن گیہوں کے دانوں کو کورے مٹی کے برتن میں رکھکر سرپوش سے مُنھ بند کر کے اور پاک پانی میں جوش دے کر کسی ویران کنوئیں میں معہ برتن و سرپوش کے ڈالدیا کرے کیساہی حاکم ناراض ہو انشاءاللہ فوراً مہربان ہووے۔

ایضاً۔ اکثر بزرگوں کے ملفوظات میں منقول ہے کہ واسطے مہربان ہونے حاکم کے اور واسطے محفوظ رہنے شرِ دشمنان کے ہر روز یہ دعا سات بار پڑھکر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے منھ پر

پھیر لیا کرے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط اَلۡاَمَانُ اَلۡاَمَانُ یَا حَنَّانُ اَلۡاَمَانِ یَا مَنَّانُ اَلۡاَمَانِ اَلۡاَمَانِ یَا دَیَّانُ اَلۡاَمَانِ اَلۡاَمَانُ یَا سُبۡحَانُ اَلۡاَمَانِ مِنۡ فِتۡنَۃِ الزَّمَانِ وَجَفَاءِ الۡاِخۡوَانِ وَشَرِّ الشَّیۡطَانِ وَظُلۡمِ السُّلۡطَانِ بِفَضۡلِكَ یَا رَحِیۡمُ یَا رَحۡمٰنُ یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ ط

حاکم کے سامنے جانے کیوقت پڑھنے کی دُعا

جب کوئی شخص کسی حاکم کے سامنے جاوے تو چاہیئے کہ تین بار درود شریف پڑھ کر تیس مرتبہ یَا بُدُّوحُ پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کر کے مُنھ پر ہاتھ پھیر لے حاکم مہربان رہے۔

وظائف

بستان ابی اللیث میں ہے کہ شب پنجشنبہ کو اوّل کچھ صدقہ دلوے بعدہٗ گوشۂ تنہائی میں دو رکعت نماز وسعۃ الرزق پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ سَو بار اور بعد سلام کے ستر بار اَللّٰھُمَّ اَکۡفِنِیۡ بِحَلَالِكَ عَنۡ حَرَامِكَ وَاَغۡنِنِیۡ بِفَضۡلِكَ عَمَّنۡ سِوَاكَ پڑھے اگر اس نماز کو پڑھا کرے مشکلات اُسکی آسان ہوویں اور غنی ہو جاوے۔

ایضًا:۔ شب جمعہ کو چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں ایک بار آیۃ الکرسی اور سو بار آیہ وَعِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ تا مُبِیۡن بعد سلام کے سو بار آیۂ مذکور پڑھے پھر سجدہ میں ایک ہزار ایک بار یہ آیت پڑھے لَا یُجَلِّیۡھَا لِوَقۡتِھَا اِلَّا ھُوَ۔ ایضًا۔ بعد نماز صبح کے پچیس بار سورۂ اِذَا جَآءَ کشائش رزق کرتا ہے۔ ایضًا۔ بعد نماز جمعہ کے سو بار سورۂ اخلاص اور سو بار درود شریف اور ستر بار دعا اَللّٰھُمَّ اَکۡفِنِیۡ تا سِوَاكَ

پڑھا کرے غنی ہو جاوے۔

وظیفہ ادائے قرض چہار شنبہ کو روزہ رکھے اور بعد نماز صبح با ظہر کے سورۂ فاتحہ ایکسو چالیس بار پڑھے اسکی مداومت سے قرض ادا ہو جائے گا۔

وظیفہ برائے حصار بعد نماز عشاء کے تین بار آیۃ الکرسی پڑھکر دونوں ہاتھوں پر دم کرے اور سر سے پیر تک ہاتھ پھیر کر تین بار زمین پر ہاتھ مارے۔

وظیفہ برائے رفع ہر مشکل قبل نماز وتر کے رو بقبلہ سر برہنہ بیٹھ کر ایک سو بار اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اور سات سو اٹھاسی بار بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پھر سو بار وہی درود شریف پڑھکر کھڑا ہو۔ ایک ہزار چار سو بار یَا وَھَّابُ پڑھے۔ پھر بیٹھکر ایک ہزار بار یَا رَبُّ پڑھے۔ چالیس روز تک جس مطلب کو پڑھے بر آئے۔

راقم اخلاق حسین عرض کرتا ہے کہ پریشانی کے وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا نظم کیا ہوا شجرہ (اردو) باوضو پڑھنا بھی مجرّب ہے۔ یہ شجرہ سلاسل طیبہ کے نام سے ملتا ہے، جسمیں مرشدی حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام شجرے اور معمولات جمع ہیں۔

اخلاق حسین قاسمی

۹ر جولائی سنہ ۶۵ء